www.urduchannel.in

تاریخ زبان اردو

یعنی اردوئے قدیم

سیّد شمس اللہ قادری

اردو چینل
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

تاریخ زبان اُردو

یعنی

اُردُوئے قدیم

809-20
55

زبان اُردو اور اُس کی نظم و نثر کی مفصل تاریخ ہر عہد و ترقیون کا تذکرہ، ابتدائی زمانہ سے بارھوین صدی ہجری کے نصف اول تک مذکور ہے اور اسکے ضمن مین قدیم شعرا اور مُصنفین کے صحیح و معتبر حالات تحریر ہین

جسکو

حکیم سید شمس اللہ قادری ماہر علوم آثار قدیمہ نے عربی فارسی اُردو انگریزی فرانسیسی جرمنی وغیرہ کی مشہور و مُستند کتابون سے اخذ کرکے مرتب و مدون کیا اور

جو سنہ ۱۹۲۷ء سے عثمانیہ یونیورسٹی کے امتحان ایم۔اے مین داخل ہے

مُصنف کی نظر ثانی کے بعد دوسری مرتبہ کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے

مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوکر شایع ہوئی

1481

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

انتساب

UNIVERSITY LIBRARY
680
29 OCT. 1945
ALLAHABAD

جناب فضیلت مآب

مولانا عبدالحق صاحب بی۔ اے

سکریٹری انجمن ترقی اردو

کنوں این کتاب تشکر شعار
ترا باشد از من یکے یادگار

خاکسار

حکیم سید شمس اللہ قادری

۱۹۲۵ء

LYTTON LIBRARY
Date ....
ALIGARH
MUSLIM UNIVERSITY
90163

www.urduchannel.in

Ram Babu Saksena Collection.

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U32717

www.urduchannel.in

فہرست مضامین

۳۲۷۱۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سنسکرت کا انحطاط اور پراکرت کا رواج۔	۵
۲	مشہور پراکرت زبانیں۔	"
۳	سوراسینی یا برج بھاشا۔	۶
۴	اُردو زبان کا منبع و مخرج برج بھاشا ہے۔	"
۵	لفظ اُردو کی تحقیق۔	۷
۶	ریختہ کی تحقیق۔	۱۰
۷	ہندوستان پر مسلمانوں کے ابتدائی حملے۔	"
۸	سندھ کی فتح۔	۱۱
۹	سندھ میں عربوں کی حکومت۔	"
۱۰	افغانستان میں سلطنت اسلامیہ کا قائم ہونا۔	۱۲
۱۱	سلطان محمود بن سبکتگین کے فتوحات۔	"
۱۲	آل سبکتگین کا لاہور کو دارالحکومت قرار دینا۔	۱۳
۱۳	آل شنسب کا ظہور اور سلطان معزالدین محمد بن سام کے فتوحات	"
۱۴	ہندوستان خاص اور بہار و بنگالہ کا سلطنت اسلامیہ میں شامل ہونا۔	۱۴
۱۵	دکن میں بندھیاچل سے راس کماری تک مسلمانوں کے فتوحات	"
۱۶	عربوں کے دور حکومت میں سندھ کی اسلامی آبادی۔	۱۵
۱۷	آل سبکتگین کے زمانہ میں پنجاب کی اسلامی آبادی۔	"

5 SEP 1963
CHECKED-2002

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸	سلاطین دہلی کے زمانہ میں ہندوستان کی اسلامی آبادی -	۱۶
۱۹	ہندوستان کا اسلامی تمدن جو عربی اور ہندی تمدن کے اختلاط سے بنا ہے	〃
۲۰	اُردو زبان جو اسلامی اور ہندی زبانوں کے اختلاط سے بنی ہے -	〃
۲۱	اُردو کی ابتداء کے متعلق مُصنفین سلف کے بیانات	۱۷
۲۲	اُردو کی ابتداء کے متعلق مستشرقین یورپ کی تصریحات	۱۹
۲۳	آل سبکتگین کے زمانہ میں اُردو کی بُنیاد کا قائم ہونا -	۲۰
۲۴	شیخ فریدالدین گنج شکر (سنہ ۶۶۹ھ) اور زبان اُردو —	۲۲
۲۵	خواجہ بندہ نواز سید محمدؐ گیسو دراز (سنہ ۸۲۵ھ) اور اُردو زبان	۲۳
۲۶	سید برہان الدین قطب عالم گجراتی (سنہ ۸۵۷ھ) اور اُردو زبان	〃
۲۷	شیخ وجیہ الدین گجراتی (سنہ ۹۹۸ھ) کے اُردو ملفوظات	۲۴
۲۸	سید شاہ ہاشم بیجاپوری (سنہ ۱۰۵۹ھ) کے اُردو اقوال	۲۵
۲۹	ہندوؤں کی زبان کے نمونے	۲۶
۳۰	کبیر داس (سنہ ۹۲۴ھ) کے دوہے -	〃
۳۱	نویں صدی سے پہلے زبان اُردو کی وسعت	۲۷
۳۲	اُردو زبان ہندوستان سے باہر	〃
۳۳	حرم کعبہ میں بزبان اُردو علوم دینیہ کا درس	۲۸
۳۴	امیر خسرو اور اُردو زبان	۳۰
۳۵	امیر خسرو کا فارسی آمیز کلام	〃
۳۶	امیر خسرو کی چیستان	۳۱
۳۷	آٹھویں سے دسویں صدی تک فارسی لُغات اور اُن میں اُردو مترادفات	۳۲

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	سلطنت بہمنیہ (۷۴۸ھ ـ ۹۳۲ھ)	
۳۸	سلطنت بہمنیہ کا بانی ایک عالی خاندان امیر تھا۔	۳۵
۳۹	دکن کی بغاوت اور سلطنت بہمنیہ کا قیام۔	〃
۴۰	سلطنت بہمنیہ کا پہلا بادشاہ۔	۳۶
۴۱	سلطنت بہمنیہ کی وسعت۔	〃
۴۲	سلاطین بہمنیہ کے مشاغل علمی۔	〃
۴۳	انقراض سلطنت بہمنیہ۔	۳۸
۴۴	سلطنت بہمنیہ کے باشندے اور اُن کی زبانیں۔	〃
۴۵	سلطنت بہمنیہ کی عام زبان دکنی تھی۔	۳۹
۴۶	عہد سلطنت بہمنیہ کے دکنی مصنف	〃
۴۷	شیخ عین الدین گنج العلم (۷۹۵ھ) کے دکنی تصنیفات۔	〃
۴۸	خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز (۸۲۵ھ) اور اُن کے دکنی تصنیفات	۴۱
۴۹	رسالہ ہفت اسرار۔	〃
۵۰	نشاط العشق کا دکنی ترجمہ۔	۴۲
۵۱	ملا محمد تقی نظیری۔	〃
	سلطنت گجرات (۷۹۹ھ ـ ۹۸۰ھ)	
۵۲	سلاطین گجرات۔	۴۲
۵۳	اہل گجرات کے مشاغل علمی۔	۴۴

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۴	گجرات میں زبان اردو۔	۴۵
۵۵	گجرات کے شعراء زبان اردو۔	۴۶
۵۶	شیخ بہاء الدین باجن (سنہ ۹۱۲ھ)	//
۵۷	سید شاہ علی الحسینی گانوں دہنی (سنہ ۹۷۳ھ)	۴۷
۵۸	امین گجراتی معاصر سلطان بہادر شاہ (سنہ ۹۳۲ھ سنہ ۹۴۳ھ)	۴۸
۵۹	شیخ خوب محمد چشتی (سنہ ۱۰۲۳ھ)	۴۹
۶۰	امین (محمد امین) معاصر عالمگیر	۵۱
	سلطنت قطب شاہیہ سنہ ۹۱۶ھ سنہ ۱۰۹۸ھ	
۶۱	سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کے آبا و اجداد اور اُنکی سلطنت ایران کا مختصر تذکرہ۔	۵۳
۶۲	سلطان قلی قطب شاہ کا ہمدان سے دکن میں آنا۔	۵۵
۶۳	سلطنت قطب شاہیہ کا قیام۔	۵۶
۶۴	سلاطین قطب شاہیہ کا علمی مذاق۔	//
۶۵	سلاطین قطب شاہیہ اور اُردو شاعری۔	۵۹
۶۶	کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ۔	//
۶۷	سلطان محمد قلی قطب شاہ کی شاعری۔	۶۰
۶۸	سلطان محمد قطب شاہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کا اُردو کلام	۶۱
۶۹	ابوالحسن تانا شاہ بھی زبان اُردو کا شاعر تھا۔	۶۲
۷۰	عہد قطب شاہیہ کے اُردو شعراء۔	//

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۱	ملا احمد۔ ملا فیروز۔ ملا محمود۔	۶۲
۷۲	ملا وجہی ملا غواصی مصنف فسانہ سیف الملوک و طوطی نامہ	۶۳
۷۳	سید میران حسینی مصنف تحفۃ العاشقین۔	۶۶
۷۴	ملا قطبی مصنف تحفۃ النصائح۔	۶۷
۷۵	ابن نشاطی مصنف پھولبن	۶۸
۷۶	جنیدی۔ مصنف ماہ پیکر	۷۰
۷۷	طبعی مصنف قصہ بہرام و گل اندام	″
۷۸	نوری معاصر تانا شاہ	۷۱
۷۹	فائز۔ مصنف قصہ رضوان شاہ۔	۷۲
۸۰	شاہی۔ شاہ قلی خاں۔	۷۳
۸۱	مرزا (ابوالقاسم)	″
	سلطنت عادل شاہیہ (سنہ ۸۹۵ھ تا سنہ ۱۰۹۷ھ)	
۸۲	یوسف عادل شاہ کی اصلیت۔	۷۴
۸۳	یوسف عادل شاہ کا ہندوستان میں آنا۔	۷۵
۸۴	سلطنت عادل شاہیہ کا قائم ہونا	″
۸۵	سلاطین عادل شاہیہ کا مذاق علمی	۷۶
۸۶	سلاطین عادل شاہیہ اور زبان اردو	۷۸
۸۷	بیجاپور کے اردو شعراء	۸۱
۸۸	شاہ میران جی شمس العشاق سنہ ۹۰۲ھ	″

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۹	ملک خوشنود مصنّف ہشت بہشت	۸۲
۹۰	رستمی مصنّف خاور نامہ	۸۳
۹۱	نصرتی۔ ملک الشعرائے بیجاپور	۸۴
۹۲	شاہ ملک۔ مصنّف شریعت نامہ	۸۸
۹۳	امین۔ شیخ امین الدین اعلیٰ	//
۹۴	سیوا۔ مصنّف روضۃ الشہدا	۸۹
۹۵	مومن۔ مصنّف عشق نامہ	۹۰
۹۶	ہاشمی۔ مصنّف یوسف زلیخا	//
۹۷	مرزا۔ شاعر و مرثیہ گو	۹۲
	شعرائے دکن	
	مغلوں کے عہد حکومت میں	
۹۸	دکنی سلطنتوں کی تباہی اور ملک دکن پر مغلوں کا تسلط	۹۳
۹۹	مقیمی مصنّف قصّۂ چندر بدن و ماہ یار	۹۴
۱۰۰	عاجز مصنّف قصّۂ ملکہ مصر	۹۵
۱۰۱	ضعیفی مصنّف ہدایت ہندی	۹۶
۱۰۲	ذوقی۔ مصنّف وصال العاشقین	//
۱۰۳	بحری۔ مصنّف من لگن	۹۷
۱۰۴	عشرتی مصنّف دیپک پتنگ وجیت لگن	۹۸

www.urduchannel.in

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹۹	مجرمی مصنف گلشن حسن و دل	۱۰۵
"	ہنر مصنف نیہ درپن	۱۰۶
۱۰۰	ولی دکھنی مصنف روضۃ الشہدار	۱۰۷
۱۰۳	وجدی مصنف پنچھی باچھ وغیرہ	۱۰۸
۱۰۴	آزاد۔ معاصر ولی اورنگ آبادی	۱۰۹
۱۰۵	ولی بیجاپوری مصنف تنبیہ نامہ	۱۱۰
"	صنعتی مصنف گلدستۂ عشق	۱۱۱
	شعرائے اورنگ آباد	
۱۰۶	شہر اورنگ آباد کا تاریخی تذکرہ	۱۱۲
۱۰۷	ولی اورنگ آبادی	۱۱۳
۱۰۹	داؤد دکنی	۱۱۴
۱۱۰	سراج دکنی	۱۱۵
	دہلی میں زبان اُردو	
۱۱۲	عہد عالمگیر میں لغات اُردو کی تدوین	۱۱۶
۱۱۳	فارسی شعراء اور زبان اُردو	۱۱۷
۱۱۴	دور اوّل کے اُردو شعرا	۱۱۸
	نثر اُردو	
۱۱۴	دکن میں نثر نویسی کی ابتدار	۱۱۹

www.urduchannel.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۰	شیخ عین الدین گنج العلم کے رسالے	۱۱۴
۱۲۱	خواجہ بندہ نواز کی کتاب معراج العاشقین	〃
۱۲۲	میراں جی شمس العشاق کی جل ترنگ و گلباس	۱۱۶
۱۲۳	مُلّا وجہی کی سب رس	〃
۱۲۴	عین القضاۃ ہمدانی کی تمہیدات کا دکنی ترجمہ	۱۱۷
۱۲۵	شمایل الاتقیا و دلایل الاتقیا کا ترجمہ	۱۱۸
۱۲۶	نور دریا قادری کے رسالے	۱۱۹
۱۲۷	شیخ محمود خوش دہاں کی معرفت السلوک کا ترجمہ	〃
۱۲۸	سید شاہ میرا چوتی کی اسرار التوحید	۱۲۰
۱۲۹	شمالی ہند میں نثر نویسی کی ابتداء	〃
۱۳۰	ضمیمہ اول۔ شیخ سعدی	۱۲۲
۱۳۱	ضمیمہ دوم۔ طوطی نامہ اور اُس کے ترجمے	۱۲۴
۱۳۲	ضمیمہ سوم۔ حُسن و دل	۱۲۷
۱۳۳	قدیم تصنیفات	۱۲۹
۱۳۴	انڈکس	
	ملحقات اردوی قدیم	

www.urduchannel.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعرائے اردو کی تذکرہ نویسی بارھویں صدی ہجری کے آخر ایام سے شروع ہوئی ہے اور اس وقت سے ہمیں پچیس سال پیشتر تک ستّر اسّی تذکرے لکھے گئے ہیں۔ لیکن ان سب کی ابتدا اس عہد سے ہوئی ہے جب کہ ہندوستان کے دارالسلطنت (دہلی) میں ریختہ گوئی کا آغاز ہوا۔ اور اس سے پہلے جو شعرا سرزمین دکن میں گذرے ہیں اُن کے حالات نظر انداز کر دیے ہیں۔ اس فروگذاشت کا یہ نتیجہ ہوا کہ قدیم شعرا کے حالات ناپید ہوگئے اور تاریخ اردو کا دورِ قدیم پردۂ خفا میں مستور ہوگیا۔

آج سے کم و بیش بیس سال پہلے جب اُردو اور ہندی کی بحث چھڑی تو اُسکے ضمن میں اُردو کی قدامت اور عمومیت بھی معرض بحث میں آگئی۔ حامیانِ اُردو نے ان مباحث پر جو مضامین شایع کیے اُن میں دورِ قدیم بالکل مفقود نظر آیا۔ اس کمی کو محسوس کرکے ہم نے ۱۹۱۰ء میں ایک مضمون "قدیم شعرائے اُردو" کے عنوان سے لکھا اور اُس میں اُن اُردو شعرا کے حالات اور اُن کی زبان کے نمونے درج کیے جو دہلی میں ریختہ شاعری کے رواج پانے سے پہلے سرزمین دکن میں گذرے تھے[1]

یہ مضمون اگرچہ مختصر اور ناکمل تھا۔ مگر پھر بھی علمی حلقہ میں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا گیا اور

[1] یہ مضمون ۱۹۱۰ء میں لسان العصر لکھنؤ کے چار نمبروں میں شایع ہوا ہے۔ اسمیں عادل شاہی قطب شاہی اور مغلیہ عہد کے دس شعرا کا تذکرہ ہے۔

www.urduchannel.in

مولانا حالی اور علامہ شبلی جیسے مشاہیر علما نے اُسے اپنی نوعیت کا پہلا مضمون قرار دیا۔ ان حوصلہ افزائیوں سے ہماری ہمت بڑھ گئی اور ہم نے اس مضمون کو مکمل کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور ایک عرصہ کی کوشش کے بعد اسکا ذخیرہ بھی فراہم ہوگیا۔ لیکن بعض دوسرے اُمور اور اتفاقی موانعات کے باعث اسکی ترتیب و تدوین نہ ہوسکی اور اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۹۲۴ء ختم ہونے کے قریب ہوگیا۔ دسمبر میں ہمارے دوست مدیر تاج نے اسکے مکمل کرنے کی فرمائش کی اسی اثناء میں دار المصنفین کی جانب سے مولانا عبد الحی مرحوم کا تذکرہ گل رعنا شایع ہوا۔ اس میں ایک مستقل باب شعراء دکن کا نظر آیا۔ لیکن اُسے ہم نے ناقص و نامکمل پایا جسکے باعث اس مضمون کو مکمل کرنے کی مزید تحریک ہوگئی جو کچھ ذخیرہ جمع تھا اُسے مرتب و مدوّن کرنا شروع کیا۔ دو مہینے کی قلیل مدت میں ایک مستقل کتاب تیار ہوگئی جسے سنہ ۱۹۲۵ء کے اوایل میں مدیر تاج نے متحدہ نمبر کے ذریعہ چھاپ کر شایع کر دیا۔

اس اشاعت میں اگرچہ سابقہ اشاعت سے چوگنے معلومات زیادہ تھے۔ تاہم اسمیں اضافہ کی بہت گنجایش باقی تھی۔ کیونکہ بعض شعراء اور نثر نگاروں کے حالات ہم نے دانستہ قلم انداز کر دئے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ ان میں سے بعض کا عہد محتاج تصدیق تھا۔ بعض کے جو تصنیفات دستیاب ہوئے تھے۔ اُن کے ابتدائی یا آخری اجزا ناقص و ناتمام تھے۔ اور اسکی وجہ سے تحقیقات کا ذریعہ مفقود ہوگیا تھا۔

سنہ ۱۹۲۷ء کے اخیر ہفتہ میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے چالیسویں اجلاس میں شریک ہونے کے لئے ہمیں مدراس جانے کا اتفاق ہوا اور کانفرنس کے ایما سے ملیبار کے تاریخی حالات مرتب و مدوّن کرنے کے لئے قریباً چار مہینے مدراس میں مقیم رہنا پڑا اس دوران میں جنوب کے اکثر مقامات کی سیاحت کا موقع مل گیا۔ جہاں خوش قسمتی سے دکنی تصنیفات کے اکثر نسخے مکمل حالت میں دستیاب ہوئے اور اُن کے مطالعہ سے بہت سی نئی باتیں معرض تحقیق میں آئیں جن کو اس اشاعت میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اُمید ہے کہ یہ اشاعت سابقہ اشاعت کے مقابلہ میں زیادہ

www.urduchannel.in

مکمل اور بہتر ثابت ہوگی۔

اردوے قدیم پر نظر ثانی کرنے کے لئے باعث تحریک یہ امر ہوا کہ بزمانہ قیام مدراس وہاں کی اُردو سوسائٹی نے ۲۳ و ۲۴ جنوری ۱۹۲۸ء کو ادبیات اردو کی ابتدائی تاریخ پر ہمارے دو لکچروں کا انتظام کیا[1]۔ اور اسکی تیاری میں ہم نے جو یادداشت فراہم کئے تھے وہ سب اُردوے قدیم کی نظر ثانی میں کام آ گئے۔

اُردوے قدیم کی تالیف و ترتیب میں ادب اور تاریخ و تراجم کی کثیر التعداد کتابوں سے مدد لیگئی ہے اور ضخیم ضخیم کتب مطالعہ کرنے کے بعد ان منتشر اور پراگندہ معلومات کو فراہم کیا ہے۔ اور جو بات جس کتاب سے ماخوذ ہے اُسکی صراحت اُسی موقع پر کر دی گئی ہے۔ تاہم مزید وضاحت کے لئے کل کتابوں کی ایک مفصل فہرست کتابیات کے عنوان سے آخر میں لگا دی گئی ہے تاکہ ناظرین کو ایک نظر میں معلوم ہو جائے کہ اسکے ماخذات میں کون کون سی کتابیں شامل ہیں۔ اور اُن کی کن اشاعتوں سے اس میں کام لیا گیا ہے۔ تاکہ بوقت ضرورت اصل کی جانب رُجوع ہونے کے لئے کسی قسم کی دِقّت و دُشواری باقی نہ رہے۔

۱۹۲۶ء اور ۱۹۲۷ء میں پروفیسر بلوم ہارٹ نے انڈیا آفس اور برٹش میوزیم کے اُردو مخطوطات کی توضیحی فہرستیں شایع کیں تو ہمیں توقع ہوئی کہ ان کی وجہ سے قدیم اردو تصنیفات کے متعلق ہماری معلومات میں بعض نئی باتوں کا ضرور اضافہ ہو جائے گا اور اُردوے قدیم پر نظر ثانی کرنے میں ان سے تھوڑی بہت مدد ضرور ملے گی۔ لیکن ان کتابوں کے دیکھنے کا جب اتفاق ہوا تو معلوم ہو گیا کہ ان میں دکنی ادب کی زیادہ تر اُن ہی کتابوں کا ذکر ہے جن سے ادب اُردو کی ابتدائی تاریخ کے مطالعہ کرنے والے مدت سے واقف ہیں اور اُن میں سے اکثر کتابوں کا تذکرہ اُردوے قدیم میں آ چکا ہے۔

ان فہرستوں میں دکنی مصنفین اور اُن کی تصنیفات کی نسبت پروفیسر موصوف سے اکثر جگہ

[1] یہ لکچر مدراس کے رسالہ سفینہ بابت اکتوبر ۱۹۲۸ء و جنوری ۱۹۲۹ء میں شایع ہوئے ہیں۔

www.urduchannel.in

فاش غلطیاں ہوگئی ہیں مثلاً وہ قصۂ چندر بدن کو غریزی کی پنچھی باچہ کو ضعیف کی اور بکٹ کہانی کو گوپال کی تصنیف بتاتے ہیں۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ چندر بدن مقیمی کی تصنیف ہے پنچھی باچہ کے مصنف کا تخلص وجدی ہے جو کتاب میں جگہ جگہ آیا ہے۔ بکٹ کہانی محمد افضل نے لکھی ہے جن کا تخلص افضل ہے اور جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی سے پہلے ۱۰۳۵ھ میں فوت ہوئے ہیں[1]۔ اسی نوعیت کی چند غلطیاں۔ اسپرنگر۔ ولسن۔ ڈی ٹاسی اور اتھے سے بھی ہوئی ہیں۔ ہم نے ان سب کا کتاب میں موقع بموقع تذکرہ کیا ہے اور تا امکان ان کی تصحیح کر دی ہے۔

حکیم سید شمس اللہ قادری
حیدر آباد دکن
۲۷ جون ۱۹۲۹ء

---

[1] ان مباحث کیلئے دیکھئے ہمارا مضمون اردو مخطوطات مندرجہ رسالہ اردو جلد ہشتم ۱۹۲۸ء

www.urduchannel.in

تاریخ زبان اُردو

(۱)

سنسکرت کا انحطاط اور پراکرت کا رواج

آریاؤں کی مقدس زبان سنسکرت کو جناب مسیح ؑ سے صدیوں پہلے انحطاط ہو گیا تھا اور اس کی بجائے ملک کے مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں مروّج ہو گئی تھیں جن کو پراکرت کہتے تھے۔ پراکرتوں کو کس زمانہ سے رواج ہوا ہے۔ اس کا سُراغ لگانا دشوار ہے۔ لیکن یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ جناب مسیح ؑ سے چھ سو سال پہلے پراکرت زبانوں کو رواج عام حاصل ہو گیا تھا بُدھ اور جین مت کی[1] مذہبی زبان پراکرت تھی سکندر کبیر نے جب ہندوستان پر حملہ کیا ہے[2] تو اُس وقت ملک میں مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں۔ راجہ[3] اشوک کے کتبے پراکرت میں کندہ ہوئے تھے،

مشہور پراکرت

پروفیسر ویبر کی تحقیقات کے موافق چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ہے ہندوستان میں بیس سے زیادہ پراکرت بولی جاتی تھی لیکن ان میں ذیل کی پانچ پراکرت زیادہ مشہور اور ممتاز تھیں

(۱) پالی۔ یہ زبان مگدھ میں (جسے آجکل بہار کہتے ہیں) بولی جاتی تھی اسمیں بدھ مذہب کا مذہبی لٹریچر تھا جسکے باعث وہ سیلون برہما اور سیام میں بھی پھیل گئی تھی

(۲) جینیا پراکرت۔ اسکی دو شاخیں تھیں ایک میں جین مت کی مذہبی کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ دوسری وہ ہے کہ جسمیں جین کی مذہبی کتابوں پر تفاسیر لکھی گئی تھیں۔ یہ زبان جینیا مرہٹی کہلاتی تھی۔

---

[1] بدھ اور جین مذاہب کے بانی مہابیر اور گوتم بُدھ دونوں ہم عصر ہیں اور جناب مسیح ؑ سے چھ سو سال پہلے گذرے ہیں۔

[2] سکندر کبیر نے ۳۲۷ ق م اور ۳۲۵ ق م کے مابین ہندوستان پر حملہ کیا ہے۔

[3] راجہ اشوک نے ۲۷۲ ق م سے ۲۳۱ ق م تک حکومت کی ہے۔

www.urduchannel.in

(۳) مہاراشٹری۔ یہ زبان مہاراشٹر میں (جسے آجکل مرہٹواڑی کہتے ہیں) مروّج تھی اور آرین و پارتھین زبانوں کی آمیزش سے بنی تھی۔

(۴) سوراسینی۔ یہ زبان علاقہ برج میں (جسے آجکل متھرا کہتے ہیں) بولی جاتی تھی۔

(۵) مگدھی زبان پالی کے علاوہ تھی اور علاقہ مگدھ میں اسکا رواج تھا،

پراکرت۔ آریہ قبائل کی زبانیں تھیں اور سنسکرت کے تغیّر سے بنی تھیں۔ انکے علاوہ جنوب میں دریائے کرشنا کے نیچے ڈراویڈین اقوام کی متعدد زبانیں مروج تھیں مثلاً تلنگی، کنڑی، ٹامل، ملیالم، وغیرہ یہ زبانیں نہ صرف پراکرت بلکہ سنسکرت سے بھی قدیم تھیں اور تورانی السنہ سے انکا تعلق تھا۔

سوراسنی یا برج بھاشا — سوراسنی کا مرکز برج تھا جسکے باعث اسکو برج بھاشا بھی کہا کرتے تھے بہ نسبت دوسری پراکرتوں کے برج بھاشا کا احاطہ نہایت وسیع تھا۔ بہار سے سندھ اور لاہور سے مالدہ تک بولی جاتی تھی اور حضرت مسیح ؑ کے ظہور سے پہلے اُس کو ایک شائستہ زبان کا درجہ حاصل ہوگیا تھا ورارو چی نے جو راجہ وکرما دیتہ[1] کا درباری عالم تھا اسکے گرامر (صرف و نحو) کو مدوّن کیا تھا[2]۔ اور اس موضوع پر یہ سب پہلی کتاب تھی۔

اردو کا منبع و مخرج برج بھاشا ہے — زمانۂ حال کی تاریخی اور لسانی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ زبان اُردو کا منبع و مخرج برج بھاشا ہے اور اسکی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ تیرہ چودہ پندرہ اور اسی قبیل کے اور بہت سے الفاظ جو اُردو میں مستعمل ہیں ورارو چی نے انھیں

[1] راجہ وکرما دتیہ اوجین کا مشہور راجہ ہے۔ مشہور شاعر کالیداس اسی کا درباری شاعر تھا۔ جناب مسیح سے چھپن سال پہلے اس نے باختر پر حملہ کیا ہے۔

[2] ورارو چی کی گرامر پراکرت پرکاش کے نام سے مسٹر کاویل نے ۱۸۶۸ء میں بمقام لندن چھپوائی ہے۔

www.urduchannel.in

اپنی گرامر میں بجنسہ بیان کیا ہے[۱] مسلمان فاتحوں سے جب ہندوؤں کا میل جول ہوا تو برج بھاشا میں تغیر شروع ہوا جو روز بروز بڑھتا گیا اور ایک عرصہ کے بعد زبان کی اصل ہیئت بدل گئی جس کے باعث ایک جدید زبان کا ظہور ہوا اور یہ جدید زبان سلاطین مغلیہ کے دور میں زبان اُردو کے نام سے موسوم ہوئی۔

لفظ اُردو کی تحقیق

اُردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور لشکر گاہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

یک شمّہ بہ ایوان تو خورشید منوّر
یک خیمہ در اُردوئے تو گردون معلّی

امیر علاء الدین جوینی کی تاریخ جہانکشا اور وزیر رشید الدین فضل اللہ کی جامع التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگیز خاں اور اُسکی اولاد کے زمانہ میں مغل بادشاہوں اور بادشاہزادوں کے فرودگاہوں اور لشکرگاہوں کو اُردو کہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا مستقر حکومت بھی اُردو کہلاتا تھا اور قراقرم کا قدیم نام اردو بالیغ تھا[۲]۔

چنگیز خاں کے فرزند جوجی خاں کی اولاد نے دشت قبچاق اور روس و بلغار میں ایک وسیع حکومت قایم کرلی تھی۔ اسکے حکمراں جب کسی مہم پر مستقر سے روانہ ہوتے تو زرّیں خیموں میں قیام کیا کرتے تھے جسکے باعث انکی لشکرگاہیں اُردوئے مطلا (Golden Horde) کہلاتی تھیں اور خود انھیں خوانین اُردوئے مُطلّا کے لقب سے شہرت ہوگئی تھی[۳]۔

[۱] دیکھو پراکرت پرکاش فصل اوّل فقرہ نہم فصل دوم فقرہ چہل و چہارم۔

[۲] تاریخ جہانکشا جلد اول ص۲۲ ص۱۴۹ ص۲۰۰ جامع التواریخ جلد دوم ص۷ ص۱۳ ص۲۵۲

[۳] خوانین اُردوئے مطلا ۶۲۱ھ سے ۹۰۷ھ تک برسر حکومت رہی ہیں۔ انکی تین شاخیں تھیں۔ (۱) خاندان باتو خان، انکا دارالحکومت سرائے۔ دریائے والگا پر آباد تھا۔ (۲) خاندان تغا تیمور، بلغار میں انکی حکومت تھی، قازان مستقر تھا (۳) خاندان شیبانی۔ انکو اوزبک بھی کہتے ہیں ابتداً کرغیز میں انکی حکومت تھی پھر خیوا اور بخارا میں آکر برسر حکومت ہوگئے تھے شرف الدین علی یزدی کے ظفرنامہ پر مرزا شاہرخ نے جو مقدمہ لکھوایا ہے اسمیں اس خاندان کے مفصل حالات ہیں۔ اور غیاث الدین خوندمیر نے حبیب السیر میں انکا خلاصہ تحریر کیا ہے دیکھو جلد سوم جزو اول ص۲۳

خروج چنگیز خاں کے بعد سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان محمد بن تغلق کے عہد حکومت تک مغلوں نے ہندوستان پر گیارہ حملے کئے اور کم و بیش سو سال تک ہندوستان کا شمالی خطہ انکی تاخت و تاز کا جولانگاہ بنا رہا۔ اسی زمانہ سے ہندوستان میں لفظ اردو کا استعمال شروع ہوا اور یہاں بھی لشکرگاہ کو اُردو کہنے لگے۔ قاضی منہاج الدین جوزجانی کی طبقات ناصری جو ۶۵۸ھ میں بعہد سلطان ناصر الدین محمود تصنیف ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اہل ہند مغلوں کے لشکرگاہ کو اُردو کہا کرتے تھے۔

چوں ملک اعظم الغ خاں لشکرہا بطرف ناگور برد و با ملک شیر خاں ایشاں را مکاوحت رفت در حوالی سندھ ملک شیر خاں از انجا عزیمت ترکستان کرد و بطرف اُردوئے مغل رفت و بدرگاہ منکو خاں پیوست [۵۲]

شمس الدین عفیف کی تاریخ فیروز شاہی تیموری حملے سے کچھ عرصہ پہلے ۸۰۰ھ کے حدود میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں بھی لفظ اُردو آیا ہے اور مصنف نے اُسے فیروز شاہی لشکرگاہ کے متعلق استعمال کیا ہے [۵۳]

شہنشاہ بابر نے ۹۳۲ھ میں ہندوستان فتح کیا۔ دہلی اور آگرے کی تسخیر کے بعد ۹۳۳ھ میں جو فتح نامے اطراف و اکناف میں روانہ کئے اُن میں اپنے لشکر کو اردوئے نصرت شعار کے لقب سے موسوم کیا ہے [۵۴]

سلاطین تیموریہ کے درباری مورخ جو اکبر اور جہانگیر کے عہد میں گزرے ہیں لفظ اُردو کو شاہی لشکر اور شاہی فرودگاہ کے لئے استعمال کرتے ہیں [۵۵]

---

[۵۲] طبقات ناصری۔ طبع کلکتہ صفحہ ۲۷۷

[۵۳] تاریخ فیروز شاہی۔ طبع کلکتہ صفحہ ۵۳

[۵۴] بابر نامہ۔ طبع قازان صفحہ ۴۱۳

[۵۵] طبقات اکبری صفحہ ۲۱۵ و صفحہ ۲۱۶ و صفحہ ۲۱۷ اقبال نامہ جہانگیری طبع کانپور جلد دوم صفحہ ۲۰۸ و صفحہ ۲۰۹

www.urduchannel.in

بابر اکبر اور جہانگیر نے لشکرگاہوں میں جو سکے مضروب کرائے ہیں اُن پر دارالضرب کا نام اُردو مسکوک ہوا ہے[1]

اکبر ۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ کے زمانے سے شاہی لشکر اور دارالحکومت کے لشکرگاہ کو اردوئے معلیٰ کہا کرتے تھے[2] اور اسکا بازار اُردو بازار کہلاتا تھا۔

اُردو عام طور پر مغلیہ اُردو یعنے لشکرگاہوں میں بولی جاتی تھی جس کے باعث اسکا نام زبان اُردو یعنے اہل لشکر کی زبان شہرت پایا اور بعد میں کثرت استعمال سے لفظ زبان حذف ہوگیا۔ اور عام طور پر اُردو کہنے لگے[3]

---

[1] بابر کے ایک سکہ پر جو ۹۳۶ھ میں مضروب ہوا ہے "ضرب اُردو" منقوش ہے (دیکھو وایٹ ہیڈ کی فہرست سکہ جات سلاطین مغلیہ پنجاب میوزیم لاہور ص۴)

اکبر نے اجمیر (۹۸۴ھ اور پنجاب ۹۸۶ھ) کے سفر میں جو سکے مضروب کرائے تھے اُن پر دارالضرب کا نام" اردوئے ظفر قرین" ثبت ہے دیکھو نلسن رایٹ کی فہرست سکہ جات سلاطین مغلیہ انڈین میوزیم کلکتہ جلد سوم

جہانگیر نے جلوس کے گیارھویں سال ۱۰۲۵ھ میں مالوہ کی جانب سفر کیا اور دوران سفر میں جو سکے مضروب کرائے آن پر حسب ذیل بیت ثبت ہے۔ اور یہ دارالضرب" اُردو در راہ دکن" کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ دیکھو وایٹ ہیڈ کی فہرست

بأردو سکّہ زد در راہ دکن شاہ بحر و بر
شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر ابن شاہ اکبر

جہانگیر نے جلوس کے بارھویں سال "۱۰۳۶ھ" کشمیر کے سفر میں جو سکے مضروب کرائے تھے اُن پر حسب ذیل بیت ثبت ہے

بادرواں تا کہ بود مہر و ماہ
سکّۂ اُردوئے جہانگیر شاہ

دیکھو نیومسماٹک سپلیمنٹ حصہ اول مضمون چہارم مشمولہ رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال بابت ۱۹۰۶ء

[2] طبقات اکبری ص۳۱۶ و ص۳۱۷

[3] گلستان سخن ص۶ سید انشاء اللہ خاں نے دریائے لطافت میں لکھا ہے کہ "خوش بیاناں آنجا دار الخلافت شاہ جہاں آباد متفق شدہ از زبان ہائے متعدد الفاظ دلچسپ جدا نمودہ و در بعضے عبارات و الفاظ تصرف بکار بردہ زبانے تازہ سوائے زبانہائے دیگر بہم رسانیدند و بہ اُردو موسوم ساختند۔

ریختہ کی تحقیق اُردو کا دوسرا نام زبان ریختہ ہے۔ قدمائے نظم اردو کو ریختہ کہا کرتے تھے [۱]
ولی دکھنی کے ایک شعر میں آیا ہے۔

یہ ریختہ ولی کا جاکر اُسے سنا دو
رکھتا ہے فکر روشن جو انوری کے مانند

لُغت میں گری پڑی چیز کو ریختہ کہتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ کمال خجندی کا ایک شعر ہے۔

خونم چو شود ریختہ مستی کند آن چشم
از ریختہ ذوق است و طرب در سر ہند و

لیکن شعرائے فارسی کی اصطلاح میں ریختہ وہ کلام کہلاتا ہے جو دو یا زیادہ زبانوں سے مخلوط [۲] ہو۔ قدمائے اُردو کا کلام فارسی اور ہندی سے مخلوط ہوا کرتا تھا جس کے باعث ریختہ کے نام سے شہرت پایا اور بعد میں یہ لفظ اسقدر عام ہوا کہ ہر قسم کی نظم اُردو پر ریختہ کا اطلاق ہونے لگا۔ اور اسی مناسبت سے زبان کا نام بھی زبان ریختہ مشہور ہو گیا۔

(۳)

ہندوستان پر مسلمانوں کے ابتدائی حملے امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ (۱۳ھ تا ۲۳ھ) کے زمانے سے مسلمانوں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کئے ۱۵ھ میں عثمان بن عاص الثقفی نے جو عمان و بحرین کے حاکم تھے سواحل سندھ پر حملہ کیا۔ ان کے جنگی جہاز بمبئی کے قریب تانہ پر لنگر انداز ہوئے اسکے چند ماہ بعد انہیں نے دو اور مہم ہندوستان کی جانب روانہ کئے جنکے افسران کے دو بھائی مغیرہ اور حکم تھے مغیرہ نے دیبل پر اور حکم نے بروص (بھروچ) پر یورش کی لیکن انکا کوئی کامیاب نتیجہ نہیں نکلا۔ ۲۲ھ میں جب ایران فتح ہو گیا اور مسلمان عراق سے خراسان تک تمام ممالک پر قابض و متصرف ہو گئے۔ ایران کے وہ ممالک جو ہندوستان سے ملے ہوئے تھے۔ جیسے مکران و سیستان و طخارستان و زابلستان وغیرہ حضرت عثمان رض (۲۳ھ تا ۳۵ھ) کے زمانہ میں مفتوح ہوئے اسکے بعد ہندوستان پر

[۱] تحقیق زبان ریختہ صفحہ ۳۔ [۲] بہار عجم جلد دوم صفحہ ۱۱

اسلامی حملوں کا آغاز ہوا ۴۴ھ میں امیر مہلب بن ابی صفرہ نے کابل کے راستہ سے ہندوستان پر حملہ کیا اور تاخت و تاراج کرتا ہوا لاہور تک چلا آیا۔ اس مہم میں ملتان سے کابل تک تمام ملک اسلامی تصرف میں آگیا۔

سندھ کی فتح

اسکے بعد مسلمانوں نے بیس سال تک سندھ پر متعدد حملے کئے۔ اور بہت سے سرحدی اور ساحلی مقامات کو فتح کرلیا۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان (۶۵ھ تا ۸۶ھ) کے زمانہ میں جب حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے سندھ پر کئی مہم روانہ کئے لیکن ان میں ۸۶ھ کی مہم نہایت کامیاب ہوئی۔ اسکا افسر محمد بن قاسم تھا جس نے سب سے پہلے دابل کو فتح کیا۔ پھر فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور محمد قاسم نے ملک کے اندر قدم بڑھانا شروع کیا۔ ۹۶ھ تک بہمن آباد۔ الور اور ملتان فتح ہوگئے اور سندھ پر مسلمانوں نے بالاستقلال قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد محمد قاسم معزول ہوکر دربار خلافت میں چلا آیا۔ اور اسکے بجائے تمیم سندھ کا گورنر مقرر ہوا۔

سندھ میں عربوں کی حکومت

فارسی اور انگریزی مؤرخین کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ محمد قاسم کے بعد سندھ کی اسلامی حکومت تباہ ہوگئی اور ملک پر ہندوؤں نے قبضہ کرلیا بلکہ عربی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ الواثق باللہ (۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ) کے زمانہ تک دربارِ خلافت سے سندھ میں گورنر مقرر ہوکر آتے تھے اور منصورہ انکا مستقر حکومت تھا جب خلافت بغداد کو انحطاط شروع ہوا تو سندھ میں خلفاء کی حکومت برائے نام رہ گئی، اور ملک میں عربوں کے جو قبائل آباد تھے انکے سرداروں نے بہت سی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کرلیں۔ یہ حکومتیں کشمیر کی سرحد سے بحر فارس اور سیستان و مکران تک پھیلی ہوئی تھیں اور انکے حکمران سلاطین شنسبانیہ کے تسلط تک ملک سندھ پر قابض و متصرف رہے

[1] ابوالفدا جلد ۱ صفحہ ۱۹۸

www.urduchannel.in

(۳)

غزنیں میں سلطنت اسلامیہ کا قایم ہونا

ہندوکش کے شمال میں پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ لیکن پانچویں صدی تک مسلمانوں نے اسکے نیچے اپنی عملداری وسیع کرنے کی کوشش نہیں کی سنہ ۳۲۲ھ میں الپتگین نے جو سلاطین سامانیہ کا ترکی غلام تھا غزنیں میں ایک مستقل حکومت کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ حکومت ایسے ملک میں قائم ہوئی جو ہندوستان وخراسان کے بیچ میں واقع تھا اور یہاں سے بہ آسانی ہندوستان میں آمدورفت ہوسکتی تھی اسوقت پنجاب میں راجہ جیپال حکمراں تھا۔ اسکی حکومت نیلاب (دریائے سندھ) کے شمال میں اسلامی مقبوضات تک پھیلی ہوئی تھی۔ سبکتگین نے (سنہ ۳۶۶ھ سنہ ۳۸۷ھ) جو الپتگین کا جانشین تھا۔ راجہ کے ساتھ وادی لمغان میں دو لڑائیاں کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نیلاب تک راجہ کا ملک مسلمانوں کے تصرف میں آگیا۔[۱]

سلطان محمود کی فتوحات

سبکتگین کے بعد سلطان محمود سنہ ۳۸۸ھ سنہ ۴۲۱ھ برسرحکومت ہوا اسکے زمانہ سے ہندوستان کی اصلی فتوحات شروع ہوتی ہیں۔ اسنے سنہ ۳۹۲ھ (۱۰۰۱ء) سے سنہ ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) تک ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔[۲] اور نیلاب کو عبور کرکے جنوب میں کوہستان بندھیاچل تک اپنی فتوحات کو وسعت دیتا ہوا چلا گیا۔ اسکی فتوحات کے انتہائی مقام مشرق میں کالنجر اور مغرب میں سومنات تھے پہلا مقام تجنس (دریائے گنگا) کے نیچے بندیل کھنڈ میں اور دوسرا گجرات میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔ محمود نے سنہ ۴۰۹ھ میں قنوج و متھرا کو فتح کیا۔[۳]

---

[۱] فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۰ الفنسٹن ہسٹری صفحہ ۳۱۴

[۲] ان حملوں کے مفصل حالات طبقات اکبری تاریخ فرشتہ منتخب التواریخ اور الفنسٹن ہسٹری میں تحریر ہیں۔

[۳] طبقات اکبری صفحہ ۵ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۹

www.urduchannel.in

سنہ ۱۰۲۳ء میں کالنجر کے راجہ کو مطیع و منقاد بنایا۵۱؎ ۱۰۲۵ء میں گجرات کے دار السلطنت نہروالہ پٹن کو فتح کر کے سومنات کو تاخت و تاراج کیا۵۲؎ محمود کے بعد اسکی اولاد کے قبضہ سے مفتوحہ ممالک کا بہت حصہ نکل گیا لیکن پنجاب پر انکا قبضہ بدستور قایم رہا۔

آل سبکتگین کا لاہور کو دار الحکومت قرار دینا

اس زمانہ میں آل شنسب کو عروج حاصل ہوا اور بہرام شاہ (۵۱۲ھ–۵۴۷ھ) کے زمانہ میں غزنین پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ اُس وقت آل سبکتگین کے ہاتھ میں صرف پنجاب کی حکومت باقی رہ گئی بہرام شاہ نے غزنین سے نکلکر پنجاب میں سکونت اختیار کی اور لاہور کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ اسکے بعد اسکے دو جانشین خسرو شاہ (۵۴۷ھ–۵۵۵ھ) اور خسرو ملک (۵۵۵ھ–۵۸۳ھ) کم و بیش چھتیس سال تک لاہور میں حکومت کرتے رہے ۵۸۳ھ میں محمد بن سام نے جسکا لقب شہاب الدین غوری ہے لاہور کو فتح کر لیا تو آل سبکتگین کا خاتمہ ہوگیا اور پنجاب آل شنسب کے تصرف میں آگیا۵۳؎۔

آل شنسب کا ظہور اور محمد بن سام کے فتوحات

اسکے بعد محمد بن سام نے ہندوؤں سے لڑائی جھگڑے شروع کئے اُس وقت ہندوستان میں چار خاندان حکمران تھے۔ تومر دہلی میں چوہان اجمیر میں راٹھور قنوج میں باگھیلے گجرات میں۔ دہلی کا راجہ ناگ دیو جب لاولد مر گیا تو اُسکا نواسہ رائے پتھورا جو اجمیر کا راجہ تھا دہلی میں بر سر حکومت ہوا۔ اور اسطرح پر تومر خاندان کی حکومت چوہان خاندان میں منتقل ہوگئی۵۴؎

محمد بن سام نے فتح لاہور کے بعد جب ہندوؤں پر حملہ کیا تو رائے پتھورا نے تراوڑی میں اسکو پسپا کر دیا۔ لیکن اسکے دو سال بعد ۱۱۹۲ء میں بمقام تھانیسر اُسنے فتح حاصل کی اور راجہ لڑائی میں مارا گیا۔ اجمیر اور دہلی مسلمانوں کے تصرف میں آگئے۔ اسکے بعد ۱۱۹۴ء میں قنوج فتح کیا

۵۱؎ طبقات اکبری ص۹ فرشتہ جلد اول ص۳۱

۵۲؎ طبقات اکبری ص۹ فرشتہ جلد اول ص۳۲

۵۳؎ طبقات اکبری ص۱۸

۵۴؎ الفنسٹن ہسٹری ص۳۵۴

www.urduchannel.in

ہندوستان خاص اور بہار و بنگال کا سلطنت اسلامیہ میں شامل ہونا،

اس اثنا میں اودھ اور بہار بھی مسخر ہو گئے۔ غرضکہ سندھ سے بنگالہ اٹک اور لاہور سے بیانہ تک تمام ملک مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا، ۶۰۲ھ میں دریائے نیلاب کے پاس ملاحدہ اسمٰعیلیہ نے محمد سام کو شہید کردیا[1]۔ اسکے بعد انکی سلطنت انکے غلاموں میں تقسیم ہو گئی تاج الدین یلدوز غزنین میں ناصر الدین قباچہ سندھ میں قطب الدین ایبک دہلی میں بہاء الدین طغرل بیانہ میں خود مختار ہو گئے طغرل کی وفات کے بعد بیانہ قطب الدین ایبک کے قبضہ میں آگیا جسکے باعث دہلی کی عملداری جنوب میں نربدا تک پھیل گئی اسی زمانہ میں ملک اختیار الدین خلجی کی کوشش سے بنگالہ بھی فتح ہو گیا۔ التمش کے زمانہ میں جب تاج الدین یلدوز اور ناصر الدین قباچہ کا خاتمہ ہوا تو انکے علاقہ بھی سلطنت دہلی میں شامل ہو گئے۔

دکن میں بندھیاچل سے اسکماری تک مسلمانوں کے فتوحات

التمش کے جانشینوں نے توسیع سلطنت کی بہت کم کوشش کی لیکن جب انکی حکومت خلجی خاندان میں منتقل ہو گئی تو سلطان علاء الدین محمد (۶۹۵ھ تا ۷۱۵ھ) نے دکن کی جانب پیشقدمی کی ۷۰۶ھ میں دیوگڈھ فتح ہوا ۷۰۹ھ میں ورنگل اور ۷۱۱ھ میں کرناٹک مفتوح ہوئے اس آخر الذکر فتح کی بدولت مسلمان انتہائے جنوب میں بندر رامیشورم تک پہنچ گئے۔ اور وہاں سلطان علاء الدین کے حکم سے ایک مسجد تعمیر کیگئی جو جہانگیر کے زمانہ تک موجود تھی[2]۔

سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ تا ۷۱۵ھ) کے زمانہ سے ملک دکن سلطنت دہلی میں شامل ہو گیا اور اسکے بعد قریباً چالیس سال تک تخت دہلی سے اسکا تعلق قائم رہا محمد بن تغلق (۷۲۵ھ تا ۷۵۲ھ) کے زمانہ میں امرائے دکن نے بغاوت کی جسکے باعث دہلی کی حکومت سے دکن آزاد ہو گیا۔ اور یہاں ۷۴۸ھ کے قریب ایک نئی سلطنت بہمنیہ (۷۴۸ھ تا ۹۳۴ھ) قائم ہو گئی جسکے فرمانروا کم و بیش دو سو سال تک حکمراں رہے۔ نویں صدی سے اسکا بھی انحطاط شروع ہوا۔ اور پچاس سال کے اندر ملک کو مختلف سرداروں نے تقسیم کرلیا اور ایک سلطنت کے عوض پانچ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔

---

[1] دول الاسلام ذہبی ص۱۸ جلد دوم [2] فرشتہ جلد اول ص۱۱۹ الفنسٹن ہسٹری ص۳۸۸

www.urduchannel.in

(۴)

عربوں کے دورِ حکومت میں سندھ کی اسلامی آبادی

جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے، سندھ کے فاتحین عرب کے مسلمان تھے یہ لوگ جب سندھ میں آئے تو اپنے ساتھ عربی زبان اور عربی تمدّن لیتے آئے اور اسے ملک میں اسقدر پھیلایا کہ سندھ شام و عراق کا نمونہ بن گیا سندھ میں کم و بیش پانسو سال اُنکی حکومت رہی ہے۔ اس عرصہ میں عراق و عرب کے سینکڑوں قبائل نے آکر سندھ میں سکونت اختیار کر لی اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ اسقدر اختلاط بڑھایا کہ دونوں میں امتیاز کرنا اجنبی کے لئے دشوار ہوگیا۔ ابن حوقل[۱] جو چوتھی صدی کا مشہور سیّاح ہے جب سندھ میں آیا تو دیکھا کہ یہاں کے ہندو مسلمان دونوں کی ایک سی معاشرت ہے دونوں ایک زبان بولتے ہیں سندھ میں عربی و سندی بولی جاتی ہے۔ مُلتان میں مُلتانی اور فارسی کا رواج ہے۔

آلِ سبکتگین کے زمانہ میں پنجاب کی اسلامی آبادی

آلِ سبکتگین اور سلاطین غزنویہ کے زمانہ میں جو مسلمان ہندوستان میں آئے تھے وہ ترک مغول اور افغان تھے ابتدا میں اِن کا مرکز حکومت لاہور تھا اور یہاں سلطان محمود کے زمانہ سے سپہ سالار رہا کرتے تھے ابو الحسن علی بن عثمان الہجویری (المتوفی ۴۶۵ھ) و فخر الزہاد شیخ فخر الدین زنجانی جو مشاہیر مشائخ صوفیہ سے تھے اس زمانہ میں لاہور میں آکر سکونت پذیر ہو گئے تھے مسعود سعد سلمان، ابو الفرج رونی ابو عبد اللہ النکتی اور حمید الدین مسعود جو فارسی کے مشہور شاعر ہیں اسی زمانہ میں لاہور میں پیدا ہوئے تھے مشہور ادیب ابو نصر فارسی لاہور میں رہا کرتا تھا اور اُسنے ایک مدرسہ بھی جاری

[۱] ابن حوقل نے ۳۳۱ھ سے ۳۵۷ھ تک بلادِ اسلامیہ میں سفر کیا ہے اور ۳۶۶ھ میں اپنا سفرنامہ مدون کیا ہے جسکا نام المسالک والممالک ہے اور اسے دیخویہ نے ۱۸۷۳ء میں چھاپ کر شائع کیا ہے ۱۲

کیا تھا جو صدیوں قائم رہا اور اسمیں علوم اسلامیہ کی تعلیم دیجاتی تھی،

سلاطین دہلی کے زمانہ میں ہندستان کی اسلامی آبادی

جانشینان محمد بن سام کے زمانہ میں اجمیر دہلی بیانہ بہار لکھنوتی وغیرہ بھی مسلمانوں کے مرکز قرار پائے۔ اور جسقدر مقامات فتح ہوتے گئے وہاں بڑے بڑے اکابرین اور ان کے مُرید و معتقدین نے بھی سکونت اختیار کی، اسطرح سو سال کے اندر اندر سیلاب سے بنگال تک اور لاہور سے کرشنا تک مسلمان تمام ملک میں پھیل گئے۔ اور اُنکے ساتھ انکا مذہب ان کا تمدن اور ان کی زبان بھی پھیل گئی چنانچہ ابن بطوطہ[1] جو آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ہے ہندوستان میں آیا اور اس سرے سے اُس سرے تک ملک کا سفر کیا تو اُسنے تمام ملک کو اسلامی آبادی اور اسلامی آثار سے معمور و مملو پایا۔

ہندوستان کا اسلامی تمدن جو عربی اور ہندی تمدن کے اختلاط سے بناہی

مسلمانوں نے جب ہندوستان میں قدم رکھا تو اپنا تمدن اور اپنی زبان ساتھ لائے لیکن مفتوح اقوام پر اسکا ایسا گہرا اثر نہیں پڑا جیسا کہ مصر و ایران میں پڑا تھا، اُن ممالک میں اسلامی تمدن اور اسلامی زبان نے قدیم تمدن اور قدیم زبان کو ناپید کر دیا۔ اسکے خلاف ہندوستان میں مفتوحین کا اثر فاتحین پر پڑا لیکن فاتحین کا تمدن ایسا نہ تھا کہ وہ مفتوحین کے تمدن میں ضم ہو جاتا اسلئے دونوں تمدن کے ملنے سے ایک تیسرے تمدن کا ظہور ہوا۔ یہی کیفیت زبان کی نسبت پیش آئی۔ فاتحین اپنی زبان کو ہندوستان میں عام نکر سکے لیکن ہندوؤں کی زبان بھی انکی عام زبان نہو سکی، بلکہ دونوں اقوام کی زبانوں کے اختلاط سے ایک تیسری زبان وجود میں آئی جو اُردو کے نام سے مشہور ہے۔

اُردو زبان جو اسلامی اور ہندی زبانوں کے اختلاط سے بنی ہے

فاتحین اسلام بالعموم فارسی زبان بولتے تھے لیکن انکی فارسی خالص فارسی نہ تھی۔ بلکہ اس میں عربی کے ہزاروں الفاظ شامل ہو گئے تھے، ہندوستان کی زبانوں میں برج بھاشا شادسوراسنی)، اگرچہ

[1] ابن بطوطہ آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ہے جو سنہ ۷۳۴ھ میں سلطان محمد تغلق کے عہد میں ہندستان میں آیا اور دس سال یہاں رہکر سنہ ۷۴۳ھ میں چین کو چلا گیا۔ اسکا سفرنامہ فرنچ ترجمہ کیا اتھودی فرمری نے سنہ ۱۸۵۳ء تا سنہ ۱۸۵۸ء میں بمقام پیرس چھپوایا ہے۔

www.urduchannel.in

دوآبہ[1] کی زبان تھی لیکن پانچویں صدی ہجری تک اسکو بحید وسعت ہوگئی تھی، بہار سے پنجاب اور پنجاب سے مالوہ تک بولی جاتی تھی اور اس اعتبار سے ملک کے اُس خطہ کی عام زبان تھی جہاں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی مسلمان آباد ہوئے اور اسلامی تمدن نے نشو ونما پائی - مسلمانوں کے اثر سے برج بھاشا میں عربی فارسی الفاظ داخل ہونے لگے جس کے باعث اسمیں تغیر شروع ہوا جو روز بروز بڑھتا گیا اور ایک عرصہ کے بعد اردو زبان کی صورت اختیار کرلی۔

اُردو کی ابتدا کے متعلق مورخین سلف کے بیانات

برج بھاشا کا یہ تغیر کب سے شروع ہوا اور اُردو زبان کی ابتدا کس زمانہ سے ہوئی اسکی نسبت مصنفین سلف نے اختلاف کیا ہے

سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید (تالیف ۱۲۷۰ھ ۱۸۵۴ء) کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ:-

"اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے۔ پھر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہوں ہی کے زمانہ سے یعنے حضرت مسیح کی تیرھویں صدی میں فارسی زبان میں بھاشا کے لفظ ملانے شروع کئے تھے اور کچھ پہیلیاں اور مکرنیاں اور نسبتیں ایسی زبان میں کہی تھیں جن میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے۔ غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نہ تھا جسکو جدا زبان کہا جائے۔

جبکہ شاہ جہاں بادشاہ نے ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء میں شہر شاہ جہاں آباد آباد کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اس زمانہ میں فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت ملگئی اور بعضے فارسی لفظوں اور اکثر بھاشا کے لفظوں میں بسبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہوگئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور اردوئے معلی میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہوگئی اور اسی سبب سے زبان کا اُردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا محذوف ہوکر اس زبان کو اُردو کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے

---

[1] دوآبہ۔ اُس علاقہ کو کہتے ہیں جو گنگا جمنا کے مابین واقع ہے۔

www.urduchannel.in

عہد میں شعر کہنا شروع ہوا۔[۱]"

میر امن دہلوی نے باغ و بہار (تالیف ۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۱ء) کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ:۔

جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھے تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قوم قدردانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سُنکر حضور میں آکر جمع ہوئے لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جُدی جُدی تھی اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین سودا سلف سوال جواب کرتے ایک زبان اُردو کی مقرر ہوئی[۲]

مولوی عبدالغفور خاں نساخ نے رسالہ تحقیق زبان ریختہ (تالیف ۱۲۷۵ھ) میں لکھا ہے کہ:۔

"زبان اُردو روزمرہ شہر دہلی کو کہتے ہیں اس شہر میں قدیم الایام سے برابر زبان ہندی مرّوج تھی۔ ہر شخص اُسی زبان میں کلام کرتا تھا جب ۵۸۸ھ میں سلطان معزالدین مشہور شہاب الدین محمد غوری نے ملک ہند پر چڑھائی کی اہل ہند کو شکست دی۔ رائے پتھورا کا کام تمام کیا تمام ملک ہند بسلاطین غور کے قبضہ اختیار میں آیا۔ رفتہ رفتہ زبان قدیم میں لفظ فارسی عربی و ترکی ملتا گیا جب محمد شاہ بن تغلق شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے تو باشندگان دہلی پر یہ ایک تازہ ظلم کیا کہ اُن کو شہر میں رہنے نہ دیا۔ دیوگیر معروف بدولت آباد میں بھیجدیا۔ اور پھر قبل اپنی سلطنت کے زوال کے ان لوگوں کو دہلی میں بلالیا۔ اس نقل و حرکت کے باعث بہت سے الفاظ دکھنی بھی زبان دہلی میں ملگئے یہی انداز گفتگو آخر عہد جہانگیر بادشاہ تک رہا لیکن جب شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۵۸ھ میں شاہ جہاں آباد کو آباد کیا تو شاہ جہاں آباد میں اطراف و جوانب عالم سے ہر قسم کے ذی علم اور صاحب استعداد اور قابل لوگ مجتمع ہوئے قدیم ہندی متروک ہونے لگی۔ محاورے میں فرق ہونے لگا۔ زبان اُردو کی ترقی شروع ہوئی[۳]"

۱؎ آثار الصنادید۔ طبع نامی پریس کانپور ۱۹۰۴ء حصہ سوم صفحہ ۱۰۴ و صفحہ ۱۰۵

۲؎ باغ و بہار۔ طبع لندن ۱۸۵۹ء

۳؎ رسالہ تحقیق زبان ریختہ طبع ۱۸۵۹ء صفحہ ۱ صفحہ ۲

www.urduchannel.in

مرحوم سرسیّد کا بیان ہے کہ شاہ جہاں (۱۰۳۷ھ – ۱۰۶۹ھ) کے زمانہ تک برج بھاشا میں کوئی تغیر نہیں ہوا جب شاہ جہاں آباد آباد ہوا تو وہاں کے شاہی لشکر اور اُردوئے معلیٰ میں برج بھاشا اور فارسی کی ترکیب سے اُردو زبان پیدا ہوئی۔ اسکے برخلاف میر امّن دہلوی کہتے ہیں کہ اکبر (۹۶۳ھ – ۱۰۱۴ھ) کے زمانہ میں اسکی ابتدا ہوئی ہے۔ دونوں کے برخلاف مولانا نسّاخ کا بیان ہے کہ محمد بن سام (۵۶۹ھ – ۶۰۲ھ) کی فتوحات کے بعد اور محمد بن تغلق (۷۲۵ھ – ۷۵۲ھ) کی تخت نشینی سے پہلے اُردو کی بنیاد پڑی ہو۔

اُردو کی ابتدا کے متعلق مستشرقین یورپ کی تصریحات

یہ بیانات مقامی مصنّفین کے تھے۔ اب ہم یوروپین مستشرقین کی تصریحات کو بیان کرتے ہیں۔

مسٹر بیمس نے اپنے گرامر میں لکھا ہے کہ فتح ہندوستان کے بعد عرصۂ دراز تک مسلمانوں نے فارسی کو اور ہندوؤں نے ہندی کو محفوظ رکھا مسلمان مدّت تک فصیح ہندی بولنے کے عادی تھے اور انھوں نے ہندی میں فارسی الفاظ کو نہیں ملایا تھا اکبر (۹۶۳ھ – ۱۰۱۴ھ) کے زمانہ میں جب راجہ ٹوڈر مل نے طریق مالگزاری کو رواج دیا تو ہندو فارسی زبان سیکھنے پر مجبور ہوئے اس زمانہ سے ہندی میں فارسی الفاظ کی آمیزش شروع ہوئی اور اس طرح پر ایک جدید زبان اُردو کی بنیاد پڑی[ل۱]۔

اُردو کے مشہور سرپرست ڈاکٹر جان گلکرسٹ نے ہندوستانی فیلالوجی میں ایک مسلمان مورخ کی سند پر لکھا ہے کہ جب تیمور (۸۰۱ھ) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اسوقت سے اُردو کی بنیاد قائم ہوئی[ل۲]

مشہور مستشرق کولبروک کی رائے میں پندرھویں صدی عیسوی (نویں صدی ہجری)

ل۱ Beames—A. Comparative Grammar of the Modern Aryan Languages of India p. 15.

ل۲ Dr. Gilchrist Hindostani Philology.

www.urduchannel.in

کے اخیر ایام سے برج بھاشا میں تغیر شروع ہوا اور اُسنے ترقی پاکر ایک جدید زبان کی صورت اختیار کر لی [۱]۔

ڈاکٹر ونٹیر نز (جنہے جرمن میں ادبیات ہندوستان کی ایک ضخیم تاریخ لکھی ہے) کا بیان ہے کہ بارھویں صدی عیسوی (چھٹی صدی ہجری) میں جب مسلمانوں نے ہندوستان پر تسلط حاصل کیا تو عربی فارسی الفاظ برج بھاشا میں ملنے لگے اور اس تغیر کے باعث سولھویں صدی عیسوی (گیارھویں صدی ہجری) تک ایک نئی زبان پیدا ہو گئی [۲]

آل سبکتگین کے زمانہ میں اُردو کی بنیاد قائم ہوئی ہے،

اوپر جو اقتباسات درج ہوئے ہیں ان سے صحیح نتیجہ کے اخذ کرنے کی کوشش کرنا بے سُود ہے کیونکہ ان مصنفین نے عدم واقفیت کے باعث اُردو کی اس سرگذشت کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے جو دکن سے تعلق رکھتی ہے اور اسکی وجہ سے ان کی تصریحات نہایت ناقص اور متضاد ہو گئی ہیں تاریخ زبان اُردو کا یہ تاریک حصہ جو کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے اگر روشنی میں لایا جائے اور اسکی بُنیاد پر اُردو زبان کی عہد بعہد قیاں مطالعہ کی جائیں اور اسکے بعد اسکی تاریخ کو سلسلہ وار ترتیب دیا جائے تو ایسی صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ آل سبکتگین کے زمانہ میں اُردو زبان کی ابتدا ہوئی ہے

سلطان محمود کے مقبوضات وسطِ ایشیا میں دُور دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ ماوراءالنہر۔ خوارزم۔ خراسان۔ اور فارس کا بہت بڑا حصہ اسکی سلطنت میں شامل تھا لیکن مسعود بن محمود (۴۲۱ھ تا ۴۳۲ھ) کے زمانہ میں آل سلجوق نے تمام ممالک چھین لیا [۳]۔ اور مودود بن مسعود (۴۳۲ھ تا ۴۴۱ھ) جب برسر حکومت ہوا تو صرف افغانستان و ہندوستان آل سبکتگین کے قبضہ میں باقی رہ گئے تھے مسعود کے اعیان و امراء اور دیگر متوسلین جو

[۱] Colebrooke—Asiatic Researches Vol. VII p. p. 220.

[۲] Dr. Winternitz—Geschichte Der Indichen Litteratur p. p. 139.

[۳] روضۃ الصفا جلد چہارم ص۱۰۱

www.urduchannel.in

وسط ایشیا میں رہتے تھے آل سلجوق کی تاخت و تاراج میں بے خانماں ہو گئے تو ہندستان میں آکر آباد ہوئے اور یہاں کی مستقل سکونت اختیار کر لی۔

ان نو واردوں نے ہندوؤں کے ساتھ بہت جلد میل جول پیدا کر لیا اور یہاں کی زبان بھی سیکھ لی اور اسمیں اسقدر کمال حاصل کیا کہ اہل زبان ہو گئے۔ چنانچہ مسعود سعد سلمان اور ابو عبد اللہ النکتی جو سلطان ابراہیم (۴۹۲ھ سے ۵۵۱ھ) کے زمانہ میں گزرے ہیں فارسی کے مشہور شاعر ہیں ہندی میں بھی شعر کہا کرتے تھے اور اپنے ہندی کلام کے دواوین بھی مرتب کئے تھے[۱]۔

سلطان محمود کے دربار میں بہت سے ہندو ملازم تھے۔ ایک ہندو کو جس کا نام ہجر اسے تھا سلطان نے لشکر کا افسر مقرر کیا تھا اور اسنے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے[۲]۔ سلطان مسعود نے ہندوؤں کا ایک لشکر ترتیب دیا تھا اسکے افسر اور سپہ سالار بھی ہندو مقرر کئے تھے۔ افسر کا نام ناتھ اور سپہ سالار کا نام تلک تھا۔ ۴۲۶ھ میں جب احمد نیالتگین نے ہندوستان میں بغاوت کی تو اسکی مدافعت کے لئے مسعود نے ناتھ کو روانہ کیا۔ ایک لڑائی میں جب ناتھ مارا گیا تو اسکی جگہ تلک مامور ہوا اور اسنے نہایت عمدگی کیساتھ نیالتگین کی بغاوت فرو کی[۳]۔

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آل سبکتگین کے زمانہ میں ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کے گہرے تعلقات قائم ہو گئے تھے میل جول اور تبادلہ خیالات کی وجہ سے ہندی زبان میں تغیر شروع ہو گیا تھا۔ اور اسی زمانہ سے ایک جدید زبان کی بنیاد قائم ہوئی تھی[۴]۔ اور عہد بہ عہد

---

[۱] عوفی جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ و ہفت اقلیم در تحت لاہور۔

[۲] طبقات اکبری صفحہ ۱۵

[۳] طبقات اکبری صفحہ ۱۲ ایلیٹ ہسٹری جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

[۴] الفنسٹن ہسٹری طبع ۱۹۰۵ء صفحہ ۳۴۵

www.urduchannel.in

ترقی کرتے ہوئے ساتویں صدی تک اسنے ایک مستقل زبان کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔

سلطان محمد بن تغلق (۷۲۵ھ، ۷۵۲ھ) کے زمانہ میں یہ جدید زبان عام طور پر بولی جاتی تھی اور وہ مسلمان جو ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے یا جنھوں نے عرصہ دراز سے یہاں کی بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اسی زبان میں بات چیت کیا کرتے تھے۔

ساتویں اور آٹھویں صدی کی زبان کے اگرچہ کہ ہمارے پاس کوئی مستقل نمونے موجود نہیں ہیں لیکن صوفیائے کرام کے ملفوظات اور تاریخ و تراجم کی کتابوں میں اُردو کے بہت سے مقولے تحریر ہیں اور اُن سے اس بات کا تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کی کیا حالت تھی اور اُس میں عہد بہ عہد کسقدر تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

(۵)

شیخ فرید گنج شکر اور زبان اُردو

شیخ فریدالدین گنج شکر ساتویں صدی کے مشاہیر مشائخین سے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ تھے ۶۶۴ھ میں آپ نے انتقال فرمایا ہے[۱]

آپ کے خلیفہ خواجہ بدرالدین اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے ایک دوست کو "بھیا" کہا کرتے تھے[۲]۔ جواہر فریدی میں (جو بعہد جہانگیر ۱۰۳۳ھ میں تالیف ہوئی ہے) لکھا ہوا ہے کہ بزمانہ قیام دہلی آپ کو آشوب چشم کی شکایت ہوگئی۔ اور آنکھ پر پٹی باندھ کر اپنے پیر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیر نے پٹی باندھنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "آنکھ آئی ہے" اس کے جواب میں پیر کا ارشاد ہوا "اگر آنکھ آئی ہر این را چرا بستہ اید"[۳]

[۱] آئین اکبری جلد سوم ص۲۷۹ شہزادہ دارا شکوہ نے ۶۶۴ھ لکھا ہو (سفینۃ الاولیا ص۹۶)

[۲] اسرار الاولیا ص۳ [۳] جواہر فریدی ص۲۰۵

شیخ سراج الدین عثمان جو اخی سراج کے لقب سے مشہور ہیں سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے مُرید اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ تھے ۷۵۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے[1] سلطان المشائخ کی وفات کے بعد جو ۷۲۵ھ میں واقع ہوئی ہے[2] آپ بنگالہ سے دہلی میں تشریف لائے اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ خواجہ صاحب نے بنگالہ جانے کی ترغیب دی لیکن اخی سراج نے عرض کیا کہ وہاں پہلے سے شیخ علاء الدین قل موجود ہیں اور خلائق کا رجحان انکی جانب ہے میرے وہاں جانے سے کیا نتیجہ ہے اسپر خواجہ صاحب نے ہندی زبان میں ارشاد فرمایا "تم اوپر وے تلے" شیخ اخی سراج کو اس بشارت سے بے حد مسرت ہوئی اور فوراً بنگالہ کی جانب روانہ ہوئے[3]

حضرت خواجہ بندہ نواز رح کا مقولہ

خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رح دکن کے مشہور بزرگ ہیں ۸۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے[4]۔ آپ کے ایک مرید عبداللہ بن عبدالرحمن چشتی نے ایک کتاب عشق نامہ کے نام سے تصوف میں لکھی ہے اور اس میں اپنے مرشد کا یہ مقولہ نقل کیا ہے

"بھوکوں موے سوں خدا اچھا اپڑتا ہے خدا کون اپڑنے کی استعداد ہوتی ہے"

قطب عالم رح گجراتی کے اقوال

سید برہان الدین عبداللہ بن محمود قطب الاقطاب سید جلال الدین حسینی رح کے پوتے تھے ۸۰۳ھ میں گجرات آ کر پٹن میں سکونت پذیر ہوئے سلطان احمد (۸۱۳ھ-۸۴۶ھ) نے جب احمد آباد آباد کیا تو پٹن سے احمد آباد تشریف لائے۔ آپ کے فرزند کا نام سراج الدین سید محمد رح بن عبداللہ تھا۔ اہل گجرات آپ کو قطب عالم رح اور فرزند کو شاہ عالم رح کہا کرتے تھے۔ دونوں بڑے ذی وجاہت اور بلند پایہ بزرگ تھے ۸۵۷ھ میں قطب عالم رح نے اور ۸۸۰ھ میں شاہ عالم رح نے انتقال فرمایا ہے[5]

---

[1] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۳۵۸ [2] آئین اکبری جلد سوم ص۱۶۸

[3] تاریخ فرشتہ جلد دوم ص۳۹۹ [4] آئین اکبری جلد سوم ص۲۸۵ [5] اخبار الاخیار ص۱۵۶

www.urduchannel.in

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قطب عالمؒ نماز تہجد کے لئے اُٹھے اور صحن میں آئے تو ایک لکڑی سے ٹھیس لگی اسوقت آپنے فرمایا "کیا ہے لوہا ہے، یا لکڑ ہے یا پتھر"[1]

شاہ بارک اللہ چشتیؒ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے مُرید و خلیفہ تھے اور احمد آباد میں رہا کرتے تھے جناب رسالت مآب صلعم نے ایک روز خواب میں شیخ سراج الدینؒ کو بشارت دی کہ تمھارا لقب شاہ عالم ہوگا اور تمھیں اس لقب سے شاہ بارک اللہؒ نامزد کریں گے شیخ سراج الدینؒ جب شاہ بارک اللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی شاہ عالم کے خطاب سے مخاطب کیا اور اُس روز سے شاہ عالم آپ کا خطاب مشہور ہوگیا۔ شاہ عالم نے اس واقعہ کو جب اپنے والد قطب عالم سے بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "چشتیوں نے پکائی اور اُسے بخاریوں نے کھائی"[2]

شیخ وجیہ الدین گجراتی کے ملفوظات

شیخ وجیہ الدین علوی گجرات کے علمائے کبار اور مشائخین عظام سے ہیں ۹۱۱ھ میں چنپانیر میں پیدا ہوئے ملا عماد الدین طارمی کے شاگرد اور شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ تھے۔ ۱۹ صفر ۹۹۸ھ کو آپ نے انتقال فرمایا ہے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، منطق، فلسفہ، بیان و معانی وغیرہ میں جسقدر مشہور اور متداول کتابیں ہیں اُن سب پر آپ نے حواشی لکھے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی اور بھی بہت تصنیفات ہیں۔ منجملہ ان کے اکثر کتابوں کے نام مولانا آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں لکھے ہیں[3]

آپ کے مریدوں نے بحر الحقائق کے نام سے آپکے ہندی ملفوظات جمع کئے ہیں اسکے چند مقامات ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

(۱) کسے گفت کہ میاں شیخ فضل اللہ ترک درس کردند

---

[1] تحفۃ الکرام ص۱۰ [2] تحفۃ الکرام ص۱۴ د(۱)

[3] منتخب التواریخ ص۲۹۲ سبحۃ المرجان ص۴۰ اخبار الاخیار ص۲۱۵ میں آپ کا ۹۹۷ھ سال وفات لکھا ہوا

www.urduchannel.in

فرمودند "جب ترقی پکڑیں گے تب آپیں درس کہیں گے"

(۲) عزیزے التماس کرد کہ اگر اجازت شود ار بعین نشینم۔

فرمودند "اس سیں ہور کیا خوب ہے۔ اس دنیا میں کہ دل خداسوں مشغول ہووے"

(۳) شخصے عرض کرد کہ عارف کرا گویند۔

فرمودند "عارف اُسے کہویں جو خداسوں بھریا ہووے"

(۴) آپ کا ایک مقولہ ہے۔

اگر کسی کوں تھوڑی بھی صفا ہووے، جو حرام لقمہ کھاوے یا حرام فعل کرے تو تبیچ (اسی وقت ۱۲) پاوے۔ دوجے (دوسرے ۱۲) بار بھی پاوے تیجے (تیسرے ۱۲) بار بھی پاوے۔

سید ہاشم بیجاپوری کے اقوال

شاہ سید ہاشم علوی۔ شیخ وجیہ الدین گجراتی کے بھتیجے اور شیخ برہان الدین کے فرزند تھے، ابراہیم عادل شاہ جگت گرو (۹۸۸ھ تا ۱۰۳۵ھ) کے زمانہ میں بیجاپور میں تشریف لائے اور محمد عادل شاہ (۱۰۳۵ھ تا ۱۰۷۰ھ) کے زمانہ میں ۹ رمضان ۱۰۵۹ھ کو انتقال فرمایا۔ شاہ مراد بن شاہ جلال نے جو آپ کے مریدِ خاص تھے آپکے اذکار و اشغال اور ہندی ابیات و اقوال جمع کئے اور اسکا نام مقصود العاشقین رکھا۔ کتاب سے شاہ صاحب کے چند اقوال ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں،

(۱) ہاشم جی کی سنئے بات جنے رکھی باسی بھات
اُس کا جاوے ہلتے ہات

---

(۲) باپ کے اتنا دیوے سو پوت باپ نیں دیوے سو سپوت
باپ کا دیا کھینے سو کپوت

www.urduchannel.in

(۳) دنیا چھوڑے شیخ کہائے یہ حجاب تجھ بھولے نائے
دینی شیخی سوں یک میدان پہیلے جھوٹے دوجے شیطان
پہلے۱۲ دوسرے۱۲

شاہ نظام الدینؒ، شاہ ہاشمؒ کے ایک مُرید خاص تھے۔ صاحب مقصود العاشقین نے انکا بھی ایک دوہرہ نقل کیا ہے۔

نظام بندگی کرے تو کیا ہوئے۔ اول جسکا نیں دل صفا،
جامہ سونڈے میں ڈب رہا۔ اُسے خوشبو لگائے تو کیا نفا[؟]

ہندوؤں کی زبان کے نمونے

اوپر جو کچھ مذکور ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کی زبان کے نمونے تھے۔ اب ہندوؤں کی زبان کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے،

کبیر داس بنارس کے رہنے والے، گرو را مانند کے چیلے اور ہندوؤں کے مشہور موحد گزرے ہیں۔ سلطان بہلول (۸۵۵ھ – ۸۹۴ھ) اور سکندر لودہی (۸۹۴ھ – ۹۲۳ھ) کے معاصر تھے ۸۴۰ھ کے قریب پیدا اور ۹۲۴ھ میں فوت ہوئے۔ گورکھپور کے قریب مگھر میں مسلمانوں نے ان کا مقبرہ بنایا ہے ذوالفقار اردستانی نے دبستان المذاہب میں ان کے حالات لکھے ہیں[۵۱]

کبیر کے دوہے بھی برج بھاشا میں ہیں لیکن اس زبان میں نہیں ہیں جو تحریر کے لئے مخصوص تھی بلکہ ان کی زبان وہ ہے جسے روزمرہ کی بول چال میں ہندو استعمال کرتے تھے اِس میں اور مسلمانوں کی زبان میں صرف یہ فرق تھا کہ مسلمان عربی فارسی الفاظ ملاتے تھے اور اسکے برخلاف ہندوؤں کی زبان میں سنسکرت الفاظ کی کثرت ہوا کرتی تھی۔

اَیتا کوئی نہ ملا جاسوں رہیے لاگ سب جگ جلتا دیکھا اپنی اپنی آگ

۵۱ دبستان طبع کلکتہ ۱۲۲۴ھ صفحہ ۲۴۶ طبع بمبئی صفحہ ۱۵۹ اردو ترجمہ صفحہ ۲۲۰

۵۲ کبیر کے دوہوں کو پنڈت شیو برت لال ایم اے نے فارسی خط میں کبیر ساکھی کے نام سے چھپوایا ہے اُس سے نقل کئے گئے ہیں ۱۲

www.urduchannel.in

سُکھ میں سُمرن نا کیا۔ دُکھ میں کیا یاد کہیں کبیرا داس کی کون سنے فریاد

نینوں کی کر کوٹھری پتلی پلنگ بچھائے پلکوں کی چق ڈال کے پیا کو لیا رجھائے

غوطہ مارا سندھ میں موتی لائے بیٹھ وہ کیا موتی پائیں گے جو رہے کنارے بیٹھ

سیج بچھاوے سندری انتر پردا ہوئے تن سونپے من دے نہیں خصم خوشی کیوں ہوئے

کبیرا لوہا ایک ہے گڑھنے کا ہے پھیر لوہے سے بکتر بنے لوہے سے شمشیر

کبیر شریر سرائے ہے کیوں سوئے سکھ چین کوچ نقارا سانس کا باجت ہے دن رین

کبیر سے پہلے اور اُن کے بعد ہندی کے اور بھی شاعر گزرے ہیں مثلاً سورداس (سنہ ۹۹۹ھ) تلسی داس (سنہ ۱۰۲۳ھ) وغیرہ لیکن ان کی اور کبیر کی زبان میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اسلئے ہمنے قلم انداز کر دیا ہے۔

نویں صدی سے پہلے اردو کی وسعت

اوپر کے اقتباسات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نویں صدی تک اُردو زبان، ہندوستان میں رائج ہوگئی تھی۔ اور بالخصوص دوآب، دکن اور گجرات میں جسے تاریخ کی رو سے ہندوستان اسلامی کہنا چاہئے عام طور پر بولی جاتی تھی۔ اس زبان میں نہ صرف عوام الناس ہی بات کرتے تھے بلکہ علماء اور مشائخین کے وعظ و تذکیر بھی اسی زبان میں ہوا کرتے تھے۔

اردو ہندوستان سے باہر

آٹھویں اور نویں صدی میں ہندوستان کے بہت سے علما مکہ معظمہ

www.urduchannel.in

اور مدینہ منورہ میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ علاوہ ان کے ہر سال سینکڑوں مسلمان ہندوستان سے حج بیت اللہ کے لئے جاتے اور کئی کئی سال وہاں رہ کر واپس آتے تھے۔ ان کی رہائش کے لئے ان مقامات میں بڑے بڑے رباطات بنے ہوئے تھے۔ اور انکے اخراجات کے لئے ہندوستان کی سلطنتیں لکھوکھا روپیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ان رباطات کے انتظامات عربوں کے ہاتھ میں تھے اور انھیں ہر وقت ہندوستانیوں سے سابقہ رہتا تھا۔ اسلئے انھوں نے اُردو بولنا سیکھ لیا تھا۔ انکے علاوہ ان مقامات کے اکثر تجار بھی ہندوستانیوں کے میل جول کے باعث اُردو میں گفتگو کرنے کے عادی ہو گئے[1]

شیخ عبدالوہاب متقی، ہندوستان کے ایک مشہور عالم ہیں، مالوہ آپکا وطن تھا۔ گجرات، دکن، سراندیپ، کی سیاحت کرتے ہوئے سنہ ٩٦٣ھ میں مکہ معظمہ پہونچے مولانا علی متقی جو برہانپور کے باشندے اور علوم شرعیہ کے زبردست عالم اور ولی کامل تھے۔ آپ سے بہت پہلے مکہ معظمہ میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے تھے شیخ عبدالوہاب مولانا کے مُریدوں میں شامل ہو گئے۔ اور بارہ سال خدمت میں حاضر رہ کر تفسیر حدیث فقہ اور دیگر علوم شرعیہ میں کمال حاصل کیا سنہ ٩٧٥ھ میں جب مولانا کا انتقال ہوا تو انتقال کے روز مولانا نے شیخ عبدالوہاب کو اپنا خلیفہ و جانشین قرار دیا۔ اسکے بعد شیخ عبدالوہاب چھتیس سال مکہ معظمہ میں زندہ رہے۔ اور مولانا کی طرح حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کا درس جاری رکھا سنہ ١٠٠١ھ میں بمقام مکہ معظمہ آپ فوت ہوئے۔

حرم کعبہ میں بزبان اُردو علوم مذہبیہ کا درس

شیخ کے درس کا یہ طریقہ تھا کہ آپ حرم شریف میں تشریف رکھتے اور درس کے لئے طلبہ جمع ہوتے اسکے بعد عربوں کو عربی میں عجمیوں کو

[1] یہ واقعات آثار المدینہ۔ زاد المتقین۔ جذب القلوب۔ اور اخبار المکہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔

www.urduchannel.in

فارسی میں۔ ہندیوں کو اُردو میں درس دیا کرتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو مولانا علی متقی کے صحبت یافتہ اور شیخ عبدالوہاب متقی کے خلیفہ وجانشین ہیں ان دونوں بزرگوں کے حالات میں ایک کتاب ۱۰۰۰ھ میں لکھی ہے اور اسکا نام زاد المتقین الی طریق سلوک الیقین رکھا ہے۔ یہیں شیخ عبدالوہاب کا طریقہ درس اسطرح مذکور ہے

"طریقۂ ایشاں در تعلیم و تدریس علم آنست کہ اگر کسے از علوم دینیہ چیزے طلب کند اورا درس بگویند۔ ہر علمی کہ باشد۔ اما اگر از تفسیر و حدیث و تصوف بخواند خوش حال تر و راضی تر باشند۔ و بعد از مقید شدن بدرس در تحقیق و تشخیص مسائل نہ کنند۔ مہما امکن در تفتیش و تنقیر حواشی و شروح کد نمایند و ہمت تمام مصروف بایں جانب سازند و سخن را مجمل نگزارند۔ چنانکہ طالب علم را تشفی تمام حاصل آید بے آنکہ تعلق و تشدق لسانی درمیاں شود و با ہر کس بزبان او سخن کنند و با ہندیاں در تقریر فارسی تکلف نکنند و ہم بہ زبان ہندی اکتفا فرمایند۔ اگر چین درس شخصے عجمی یا عربی حاضر شود، بجہت وے تقریر را تغییر دہند و بقصد استماع وے سخن غریب را از جنس حقائق و دقائق اعادہ و تکرار نہ کنند۔ مگر آنکہ حیثیتے بہ پرسد و در استفادہ مشارکت نماید وہاں مقدار براندازہ سوال بزبان وے سخن کنند و جواب گویند و سالہا در حرم شریف ایں علوم را درس گفتہ اند"

www.urduchannel.in

(۶)

امیر خسروؒ اور اُردو زبان

ساتویں صدی کی اُردو کا بہترین نمونہ حضرت امیر خسروؒ کی نظمیات ہیں اُن سے نہ صرف اُس عہد کی زبان کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت جو زبان رائج تھی وہ موجودہ زبان سے زیادہ غیر مانوس نہیں تھی

حضرت امیر خسروؒ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹ ذیقعدہ ۷۲۵ھ کو انتقال فرمایا، سلطان غیاث الدین بلبن (۶۶۴ھ – ۶۸۶ھ) کے عہد سے سلطان محمد بن تغلق (۷۲۵ھ – ۷۵۲ھ) تک گیارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ ان میں سے سات بادشاہوں کی ملازمت کی دہلی میں رہا کرتے تھے۔ لیکن ملازمت کی تقریب سے ملتان اور بنگالہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا تقی اوحدی نے اپنے تذکرہ میں (جو ۱۰۲۴ھ مین تمام ہوا ہے) لکھا ہے کہ حضرت امیر خسروؒ کا ہندی کلام فارسی کلام سے بہت زیادہ ہے لیکن اوحدی کا یہ بیان اسوقت ایک افسانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ زمانہ کے ناقدر ہاتھوں نے اس تمام ذخیرے کو تباہ و برباد کردیا۔ تھوڑا سا حصہ جو زمانہ کی دستبرد سے بچگیا ہے وہ بھی ابتک پردۂ خفا میں مستور ہے۔

شاہان اودھ کے کتب خانوں میں جو موتی محل اور توپخانہ میں تھے حضرت امیر خسروؒ کے دو سو چیستیان موجود تھے اور انکے علاوہ ایک مجموعہ میں انکا متفرق کلام جمع تھا جسمیں فارسی آمیز غزلیں اور مکرنیاں وغیرہ تھیں ان دونوں مجموعوں کو ڈاکٹر اسپرنگر نے دیکھا تھا اور انکے متعلق ایک مضمون بھی لکھا تھا جو ۱۸۵۲ء میں شایع ہوا ہے۔

حضرت امیر خسروؒ کا فارسی آمیز کلام

حضرت امیر خسروؒ کا فارسی آمیز کلام نہایت کمیاب ہے۔ اِس وقت تک دو غزلیں اور دو متفرق شعر دستیاب ہوئے ہیں۔ جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

www.urduchannel.in

زحال مسکیں مکن تغافل ورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
شبان ہجراں دراز چوں زلف و روز وصلت چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آئیں نہ بھیجیں پتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو
سپیت من کو ورائے راکھوں جو جانے پاؤں پیا کے گھتیاں

خوار شدم زار شدم لٹ گیا — در غم ہجر تو کمر ٹوٹا ہے
یار نہیں دیکھتا ہے سوئے من — بے گنہ ہم ساتھ عجب روٹھا ہے
روئے تو رونق شکن آفتاب — سرو بہ پیش قد تو بوٹا ہے
گاہ ز خسرو تو نگفتہ کہ بیٹھ — وہ چہ کند بھاگ مرا پھوٹا ہے

زرگر پسرے چو ماہ پارا — کچھ گھڑیے سنواریے پکارا
نقد دل من گرفت و بشکست — پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

حضرت امیر خسروؒ کے چیستان

حضرت امیر خسرو رح کے حسب ذیل چیستان ڈاکٹر اسپرنگر کے مضمون سے ماخوذ ہیں۔

www.urduchannel.in

حمد الٰہی

سب کوئی اسکو جانے ہے ۔ پر ایک نہیں پہچانے ہے
آٹھ دھڑی میں نیکھا ہے ۔ فکر کیا اُن دیکھا ہے

خربزہ

دس ناری کا ایک ہی نر ۔ بستی باہر واکا گھر
پیٹھ سخت اور پیٹ نرم ۔ مُنہ میٹھا تاثیر گرم

چراغ

دیا

بالا تھا جب سب کو بھایا ۔ بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
خسرو کہہ دیا اسکا ناؤں ۔ بوجھے نہیں تو چھوڑو گاؤں

قینچی

اندر چلمن باہر چلمن بیچ کلیجہ دھڑکے ۔ امیر خسرو یوں کہیں وہ دو دو انگل سرکے

کاجل

جل کر بنے جل میں رہے ۔ آنکھوں دیکھا خسرو کہے

بئے کا گھونسلا

ایک انوکھا گرہ بنایا ۔ اوپر نیو نیچے گھر چھایا
بانس نہ بلّی، بندھن گھنے ۔ کہو خسرو گھر کیسے بنے

فارسی لغات اور اُنکے اُردو مترادفات

آٹھویں صدی سے دسویں صدی تک شمالی ہندوستان میں فارسی زبان کے چار مشہور و مستند لغات لکھے گئے ہیں (۱) ان میں سب سے قدیم محمد بن قوام بن رستم بلخی کی بحر الفضائل فی منافع الافاضل ہے۔ جو ۷۹۵ھ سے پہلے تصنیف ہوئی ہے۔ اسکی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد میں فارسی کے عام الفاظ ہیں اُنکے ضمن میں اکثر الفاظ کے ہندی مترادفات بیان کئے ہیں۔ دوسری جلد کے چودھویں باب میں اُن ہندی الفاظ کو جمع کیا ہے جو

www.urduchannel.in

ہندی نظموں میں آگئے ہیں۔ یہ باب ادبیات اُردو کی ابتدائی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے وقت آٹھویں صدی کے اخیر ایام میں مسلمان فارسی کے علاوہ عام طور پر ہندی زبان بولتے تھے اور اُس زمانہ میں اسمیں نظمیں بھی لکھی گئی تھیں اور وہ اسقدر مقبول و مشہور تھیں کہ مصنف کو اُنکا لغت فارسی میں مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی [۱]

(۲) بحر الفضائل کے بعد آداة الفضلا ہے اسکو قاضی خاں ملا ندر محمد دہلوی نے امیر تیمور کی یورش کے بیس سال بعد ۸۲۲ھ میں مرتب کیا ہے (۳) اسکے تیس سال بعد قوام الدین ابراہیم فاروقی نے ایک ضخیم لغت مدون کیا اور اسے اپنے مرشد شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے نام پر اسکا نام شرف نامہ رکھا یہ کتاب بنگالہ میں سلطان رکن الدین باربک شاہ بن ناصر الدین محمود کے زمانہ میں ختم ہوئی ہے باربک شاہ ۸۶۲ھ سے ۸۷۹ھ تک بنگالہ میں حکمراں رہا ہے [۲] (۴) اسکے بعد شیخ لاد دہلوی المتوفی ۹۲۵ھ نے سلطان ابراہیم لودھی کے زمانہ میں مؤید الفضلا کو مرتب کیا۔ یہ آخر الذکر لغات پہلے کے دونوں لغات سے زیادہ مبسوط اور ضخیم ہے۔

ان تینوں مصنفین نے اکثر مقامات پر فارسی عربی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہوئے انکے ہندی مترادفات بھی بیان کئے ہیں اور مؤید الفضلا نے اسکا التزام خصوصیت کیساتھ کیا ہے اس کتاب میں ایسے فارسی الفاظ کم و بیش (۷۱۰) ہیں جنکے معنی اُردو الفاظ میں بیان کئے ہیں اور اس تقریب میں اس کتاب میں جو اُردو الفاظ آگئے ہیں اُنکی تعداد کم و بیش (۸۰۰) ہے یہ تمام الفاظ قریب قریب ایسے ہیں جو اسوقت بھی ہماری زبان میں موجود اور عام طور پر بولے جاتے ہیں۔

---

[۱] بحر الفضائل اور اسکے مصنف کی نسبت ہمنے ایک مفصل مضمون لکھا ہے جو رسالہ زمانہ بابت مارچ ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا ہے

[۲] تاریخ فرشتہ جلد دوم ص ۲۹۵

www.urduchannel.in

سلطنت بہمنیہ

سنہ ۷۴۸ھ تا سنہ ۹۳۲ھ

۱۔ علاء الدین بہمن شاہ	سنہ ۷۴۸ھ تا سنہ ۷۵۹ھ
۲۔ محمد شاہ بن بہمن شاہ	سنہ ۷۵۹ھ تا سنہ ۷۷۶ھ
۳۔ علاء الدین مجاہد شاہ	سنہ ۷۷۶ھ تا سنہ ۷۸۰ھ
۴۔ داؤد شاہ	سنہ ۷۸۰ھ
۵۔ محمد شاہ ثانی [1]	سنہ ۷۸۰ھ تا سنہ ۷۹۹ھ
۶۔ غیاث الدین	سنہ ۷۹۹ھ
۷۔ شمس الدین داؤد شاہ ثانی [2]	سنہ ۷۹۹ھ تا سنہ ۸۰۰ھ
۸۔ تاج الدین فیروز شاہ	سنہ ۸۰۰ھ تا سنہ ۸۲۵ھ
۹۔ شہاب الدین احمد شاہ اول	سنہ ۸۲۵ھ تا سنہ ۸۳۸ھ
۱۰۔ علاء الدین احمد شاہ ثانی	سنہ ۸۳۸ھ تا سنہ ۸۶۲ھ
۱۱۔ علاء الدین ہمایوں شاہ	سنہ ۸۶۲ھ تا سنہ ۸۶۵ھ
۱۲۔ احمد شاہ ثالث [3] (نظام شاہ)	سنہ ۸۶۵ھ تا سنہ ۸۶۷ھ

[1] فرشتہ نے اسکا نام محمود شاہ لکھا ہے لیکن سکہ جات میں محمد شاہ مسکوک ہے۔ تھامس کرانیکل صفحہ ۳۴۵

[2] سکوں پر اسکا لقب داؤد شاہ تحریر ہے۔ نیومسماٹک سپلیمنٹ نمبر (۱۱) آرٹیکل ۶۳ نمبر ۶ رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال ۱۲

[3] مورخین نے اسکا نام نظام شاہ اور اسکا زمانہ حکومت سنہ ۸۶۵ھ تا سنہ ۸۶۷ھ بتایا ہے لیکن جو سکے سنہ ۸۶۵ھ سے سنہ ۸۶۷ھ تک مضروب ہوئے ہیں ان پر بادشاہ کا نام احمد شاہ مسکوک ہے (نیومسماٹک کرانیکل سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۶۹)

www.urduchannel.in

۱۳۔ شمس الدین محمد شاہ ثالث ۸۶۷ھ تا ۸۸۷ھ
۱۴۔ محمود شاہ ۸۸۷ھ تا ۹۲۴ھ
۱۵۔ احمد شاہ رابع ۹۲۴ھ تا ۹۲۷ھ
۱۶۔ علاء الدین ۹۲۷ھ تا ۹۲۹ھ
۱۷۔ ولی اللہ ۹۲۹ھ تا ۹۳۲ھ
۱۸۔ کلیم اللہ ۹۳۲ھ

سلطنت بہمنیہ کا بانی ایک عالیخاندان امیر تھا

ملک ہزبر الدین ظفر خاں، سلطان علاء الدین خلجی کے دربار کا امیر الامرا اور اقطاع سمانہ و پنجاب و ملتان کا گورنر تھا ۶۹۹ھ میں جب مغولان ماوراء النہر نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اُن کی مدافعت کرتا ہوا عین معرکہ میں شہید ہوا[1] اس کے دو بھانجے تھے علیشاہ اور حسن بہمنی[2] یہ دونوں سلطان محمد بن تغلق کے اُمرائے صدہ میں شامل تھے، اور انھیں سلطان نے اپنے اُستاد قتلغ خاں کے ہمراہ دکن میں روانہ کیا تھا ۷۴۶ھ میں علی شاہ محصول سلطانی وصول کرنے کے لئے گلبرگہ میں آیا اور جب اس علاقہ کو عمال سلطانی سے خالی پایا تو لوٹ مار شروع کر دی قتلغ خاں نے اس پر چڑھائی کی، بیدر میں لڑائی ہوئی قتلغ خاں نے اسے قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا بادشاہ نے اسکا قصور معاف کر کے غزنین کیطرف جلا وطن کر دیا[3]

دکن کی بغاوت اور سلطنت بہمنیہ کا قیام

علی شاہ کی بغاوت کے کچھ ہی عرصہ بعد اُمرائے دکن نے باہم اتفاق کر کے سلطان کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ گروہ کثیر نے اسمٰعیل مغ کو جو دو ہزاری امیر تھا سلطان ناصر الدین کا خطاب دیکر بادشاہ بنا لیا۔ دوسرے اُمرا بھی ہاتھ کے

[1] تاریخ فیروز شاہی ص۲۵۹۔ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۱۰۱ ۱۲ [2] تاریخ فرشتہ جلد اول ص۱۳۸
[3] تاریخ فیروز شاہی ص۴۸۲ ابن بطوطہ جلد دوم ص۱۲۵ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۱۳۹

www.urduchannel.in

مختلف حصّوں میں خود سر ہو گئے حسن بہمنی نے ظفر خاں کا خطاب اختیار کرکے ہیکری، رائچ باغ، مرچ، کلہر، گلبرگہ وغیرہ مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد عمالان سلطانی سے لڑائیاں شروع ہوئیں۔ دو سال تک بازار کارزار گرم رہا۔ ۷۴۷ھ میں باغیوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ لشکر سلطانی ہزیمت اُٹھاکر فرار ہو گیا۔ اس فتح کی خوشی میں باغیوں کے تمام سردار دولت آباد کے پاس جمع ہوئے اور چودہ روز تک عیش و عشرت کے جشن مناتے رہے۔ اسی اثنا میں امیر ناصر الدین اسمٰعیل نے بادشاہت کے لئے حسن بہمنی کو پیش کیا اور تمام امرا نے اتفاق کرکے ۲۴ ربیع الثانی ۷۴۸ھ کو حسن کے سر پر تاج شاہی رکھا اور دولت آباد کی جامع مسجد میں جس کو سلطان قطب الدّین مبارک شاہ نے تعمیر کرایا تھا اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا [1]

سلطنت بہمنیہ کا پہلا بادشاہ

حسن بہمنی نے بادشاہ ہونے کے بعد سلطان علاء الدین بہمن شاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور گلبرگہ کو حسن آباد کے نام سے موسوم کرکے اُسے اپنا دار الحکومت بنایا۔ اسکی حکومت برار سے تلنگانہ اور کرشنا سے سمندر تک پھیلی ہوئی تھی

سلطنت بہمنیہ کی وسعت

زمانۂ مابعد میں اسکے جانشینوں کی سعی و کوشش سے مملکت میں اور بھی وسعت ہوئی علاء الدین احمد شاہ نے کوکن کو فتح کیا۔ شاہان گجرات و خاندیس کو شکست دی محمد شاہ کے زمانہ میں اڑیسہ اور کانچی ورم مسخر ہوئے۔ بلگاؤں کے راجہ نے ہزیمت پائی۔ ان فتوحات سے بہمنیوں کی سلطنت ایک سمندر سے شروع ہوکر دوسرے سمندر تک وسیع ہو گئی۔ بیجانگر کے راجہ بہمنیوں کے مدّمقابل تھے۔ دونوں کی عملداری کرشنا پر ملی ہوئی تھی۔ ان میں ہمیشہ لڑائی جھگڑے رہا کرتے تھے۔ اور بہمنیوں کے لشکر جب بیجانگر چلے جاتے تو یہاں کے راجہ باج و خراج ادا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

سلاطین بہمنیہ کے مشاغل علمیہ

سلطنت بہمنیہ کے اکثر بادشاہ ذی علم اور علم و فن کے قدرداں تھے

[1] تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۲۷۷

www.urduchannel.in

محمد شاہ ثانی (از ۷۸۰ھ تا ۷۹۹ھ) شاعر تھا اور عربی فارسی خوب بولتا تھا میر فضل اللہ انجو جو علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے اسکے دربار میں عہدہ صدارت پر مامور تھے اسی بادشاہ نے خواجہ حافظ کو شیراز سے دکن میں بُلوایا تھا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ بحری سفر سے خائف ہوکر آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے از راہ قدردانی ایک ہزار تنکہ طلائی انکے یہاں روانہ کئے۔

فیروز شاہ بہمنی (از ۸۰۰ھ تا ۸۲۵ھ) بھی زبردست عالم تھا، تفسیر، اصول، اور حکمت طبعی ونظری میں ید طولیٰ رکھتا تھا عروجی اور فیروزی تخلص کرتا تھا علم ہیئت سے اسے بڑی دلچسپی تھی ۸۱۰ھ میں بمقام دولت آباد ایک رصدگاہ تعمیر کرائی تھی اور تحقیقات فلکی کے لئے محمود گاذرونی اور حسن گیلانی جیسے نامور علما مامور کئے تھے خواجہ بندہ نواز سید گیسو درازؒ اسی کے زمانہ میں گلبرگہ تشریف لائے تھے،

احمد شاہ بہمنی (۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ) کے دربار میں بڑے بڑے علما جمع تھے مثلاً مُلّا عبد الغنی مفتی نجم الدین اور شیخ آذری وغیرہ آذری مرزا شاہ رُخ کے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ حج بیت اللہ کے بعد دکن میں آیا اور ایک مدت تک احمد شاہ کے دربار میں رہا۔ بادشاہ کی فرمایش سے سلاطین بہمنیہ کے حالات منظوم کئے اور بہمن نامہ اسکا نام رکھا احمد شاہ کے زمانے تک حالات منضبط ہو گئے تو آذری نے وطن جانے کی اجازت حاصل کی اور بادشاہ نے ساٹھ ہزار تنکہ طلائی زاد راہ کے لئے عطا کئے۔ بہمن نامہ ادھورا رہ گیا تھا، ملا نظیری سامعی وغیرہ نے اُسے بعد میں پورا کیا اور انقراض دولت بہمنیہ تک حالات بڑھا کر کتاب کو ختم کر دیا۔

محمود گاواں محمد شاہ ثالث (۸۶۷ھ تا ۸۸۷ھ) کا وزیر تھا ایک بڑا ذی علم اور قابل آدمی تھا، علوم معقول و منقول میں کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ سید العلما، سلامت اللہ او حدی۔ شمس الدین سامی۔ عبد الکریم ہمدانی۔ ملا نظیری۔ اسکے ندیمان دربار سے تھے مشہور شاعر ملا عبد الرحمٰن جامی کو اسنے بیدر میں بلوایا تھا۔ لیکن انھوں نے آنے سے معذرت کی

www.urduchannel.in

اور ایک مطول قصیدہ اسکی مدح میں لکھ کر بھیجدیا جسکا ایک شعر یہ ہے۔

مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا — الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا

انقراض سلطنت بہمنیہ

سلاطین بہمنیہ کم و بیش ڈیڑھ سو سال نہایت کامیابی کے ساتھ برسر حکومت رہے۔ اسکے بعد انحطاط شروع ہوا محمود شاہ کے زمانے سے صوبہ داروں نے خودسری شروع کردی ۹۳۲ھ میں بہمنیوں کے نام کا خاتمہ ہوگیا اور اس ایک سلطنت کے بجائے ملک میں پانچ سلطنتیں قائم ہوگئیں، برار میں عماد شاہی۔ احمدنگر میں نظام شاہی بیدر میں بریدشاہی بیجاپور میں عادل شاہی۔ گولکنڈہ میں قطب شاہی،

سلطنت بہمنیہ کے مختلف باشندے اور اُن کی زبانیں،

سلطنت بہمنیہ میں جو مسلمان آباد تھے مورخ فرشتہ نے انکے تین گروہ بیان کئے ہیں،

(۱) دکنی۔ انسے وہ لوگ مراد ہیں جو سلطان علاءالدین خلجی کے زمانہ میں یا اسکے بعد عساکر اسلامی کے ساتھ ہندوستان سے آکر دکن میں آباد ہوئے اور یہاں انکی دو تین پشتیں گزر گئیں۔ یہ لوگ دکنی اُردو بولتے تھے۔

(۲) غریب (پردیسی)، یعنے وہ لوگ جو ترکستان و ایران سے وقتاً فوقتاً آکر دربار میں توسل پیدا کرتے تھے یہ لوگ زیادہ تر ترک افغان اور ایرانی سید تھے ان کی زبان بالعموم فارسی تھی،

(۳) حبشی یہ لوگ حبش یعنے ابی سینیا کے باشندے تھے اور یمن کے راستے سے دکن میں آئے تھے اور ان کی بہت بڑی جماعت یہاں آباد ہوگئی تھی۔ یہ لوگ عربی اور حبشی دونوں زبانیں بولتے تھے،

ملک کے اصلی باشندے انکے علاوہ تھے سلطنت کے شمال مغربی علاقوں میں مرہٹے آباد تھے جنوب مشرق میں کنڑی اور تلنگی بولنے والوں کی بستیاں تھیں دولت آباد۔ گلبرگہ اور بیدر جو سلطنت بہمنیہ کے مرکز حکومت تھے ملک مرہٹہ میں واقع تھے اور یہاں کی

www.urduchannel.in

باشندوں کی زبان مرہٹی تھی۔ یہ زبان جیسا کہ ہم نے ابتداء میں بیان کیا ہے خالص آرین زبان نہ تھی بلکہ آرین اور پار رتھیں زبانوں کی آمیزش سے بنی تھی،

سلطنت بہمنیہ کی عام زبان دکنی تھی

غریبوں کے مقابلہ میں دکنیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اسی اعتبار سے عربی اور فارسی کے مقابلہ میں ان کی زبان کو بھی ملک میں بہت زیادہ رواج حاصل تھا۔ دکنیوں کی زبان اُردو سے کوئی جداگانہ زبان نہ تھی۔ بلکہ یہ وہی زبان تھی جسے مسلمان علاءالدین خلجی کے زمانہ میں اور اسکے بعد ہندوستان سے اپنے ساتھ لائے تھے لیکن امتداد زمانہ کے باعث آب و ہوا کے اثرات اور دیگر زبانوں کے اختلاط اور مقامی باشندوں کے ربط و ضبط نے اسمیں بتدریج فرق پیدا کر دیا اور یہ فرق سو سال کے اندر اندر اسقدر نمایاں ہوا کہ دونوں زبانیں ایک دوسرے سے بآسانی ممیز ہونے لگیں۔ اس زمانے سے یہ دونوں زبانیں دو علٰحدہ علٰحدہ ناموں سے نامزد ہوگئیں۔ ہندوستان کی زبان اُردو اور دکن کی زبان دکھنی کہلانے لگی۔

عہد بہمنیہ کے دکھنی مصنف

اُردو زبان ہندوستان میں صدیوں تک محض بات چیت اور لین دین تک محدود رہی برخلاف اسکے دکھنی زبان نے دکن میں بہت جلد ادبی صورت حاصل کر لی اور آٹھویں صدی ہجری سے اس میں تصنیف و تالیف کا آغاز ہوا۔ اسوقت تک دکنی زبان کی جسقدر تصنیفات معرض تحقیق میں آئی ہیں۔ ان میں شیخ عین الدین گنج العلم کے رسالے سب سے قدیم ثابت ہوئے ہیں۔

شیخ عین الدین گنج العلم اور انکی دکھنی تصنیفات

شیخ عین الدین گنج العلم۔ دکن میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ ۷۰۶ھ میں نئی دہلی میں پیدا ہوئے۔ وطن سے نکل کر گجرات وغیرہ میں تحصیل علم کرتے ہوئے دولت آباد میں آئے۔ اسوقت یہ شہر سلطان محمد بن تغلق ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک کا دار السلطنت تھا اور یہاں بڑے بڑے اکابر و شیوخ جمع ہوگئے تھے مثلاً

سید خوند میر علاء الدین حسینی چیوری جو دہلی کے اکابر اولیا سے تھے، شیخ شمس الدین لامغانی جنھوں نے شیخ بہاء الدین زکریا سے فیض حاصل کیا تھا، شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری وغیرہ۔ شیخ عین الدین بسید خوند میر کے مرید ہوئے۔ شیخ شمس الدین سے علوم دینیہ کی تکمیل کی شیخ منہاج الدین سے فیض روحانی حاصل کیا۔ اسکے بعد ۷۳۶ھ میں عین آباد ساگر میں تشریف لائے اور یہاں ایک مدت دراز مقیم رہنے کے بعد ۷۶۶ھ میں بیجاپور میں آئے دکن میں سلطان علاء الدین حسن بہمن شاہ (۷۴۸ھ تا ۷۵۹ھ) اور اسکے چار جانشینوں کا زمانہ دیکھا اور نواسی سال کی عمر میں سلطان محمد شاہ ثانی (۷۸۰ھ تا ۷۹۹ھ) کے عہد میں ۲۷ رجادی الاول ۷۹۵ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ نے علوم متداولہ میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور تذکروں میں انکی تعداد (۱۳۲) ایک سو بتیس تحریر ہے [۱]

قاضی منہاج الدین جوزجانی کی طبقات ناصری فارسی میں ایک مشہور تاریخ ہے۔ اس میں سلطان ناصر الدین محمود (۶۴۴ھ تا ۶۶۴ھ) تک سلاطین ہندوستان کے حالات تحریر ہیں۔

شیخ عین الدین نے اسکا تکملہ لکھا ہے اور اسمیں اپنے زمانہ تک کے حالات قلمبند کیے ہیں مورخ فرشتہ نے اسے دیکھا تھا اپنی تاریخ میں اس سے مضامین اخذ کئے ہیں اور اسکا نام ملحقات طبقات ناصری لکھا ہے [۲]

اطوار الابرار کے نام سے آپ کی ایک اور تصنیف مشہور ہے۔ اسمیں آپ نے اکابر اولیاء کے حالات و مقالات تحریر کئے ہیں۔

آپ نے چھوٹے چھوٹے کئی رسالے دکھنی زبان میں تصنیف کئے تھے منجملہ ان کے تین رسالے ایک مجموعہ میں کالج قلعہ سینٹ جارج کے کتب خانہ میں موجود تھے انکے اوراق کی

---

[۱] روضۃ الاولیاء بیجاپور ص۲۔ سلسلہ آصفیہ جلد ہشتم ص۵۶۸

[۲] تاریخ فرشتہ جلد اول ص۴

www.urduchannel.in

مجموعی تعداد چالیس تھی اوران میں فرائض وسنن کے متعلق مختلف احکام ومسائل تحریر تھے،

حضرت خواجہ بندہ نواز رح — خواجہ بندہ نواز حضرت سید محمد گیسو دراز رح خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے اعاظم خلفا سے تھے آپ ۸۰۱ھ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ میں دہلی سے گلبرگہ میں تشریف لائے اور سلطان احمد شاہ کی تخت نشینی کے ایک ماہ بعد ۱۶ ذی القعدہ ۸۲۵ھ کو انتقال فرمایا علم تصوف میں آپ کی ۱۰۴ سے زیادہ تصنیفات ہیں آپ نے ملتقط کے نام سے کلام اللہ کی ایک تفسیر لکھی ہے اور سلوک کے مسائل اسمیں بیان کئے ہیں۔ علامہ زمخشری کی کتاب الکشاف پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ شیخ محمد بن اسحاق الکلاباذی المتوفی ۳۸۰ھ کی کتاب التعرف شیخ شہاب الدین سہروردی المتوفی ۶۳۲ھ کی کتاب العوارف شیخ عبدالکریم القشیری المتوفی ۴۶۵ھ کا رسالہ شیخ محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ کی کتاب الفصوص تصوف کی اعلےٰ ترین تصنیفات ہیں۔ خواجہ صاحب نے انپر عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں شرحیں لکھی ہیں انکے علاوہ آپکی تصنیفات سے کتاب الاسمار ایک نہایت مشہور کتاب ہے اسمیں تصوف کے اسرار وحقائق تحریر ہیں

خواجہ صاحب نماز ظہر کے بعد طلبہ اور مریدوں کو علم تصوف وحدیث اور سلوک کا درس دیا کرتے تھے گاہے گاہے درس میں کلام اور فقہ کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں[۱]۔ جو لوگ عربی اور فارسی سے ناواقف تھے انکے سمجھانے کے لئے آپ دکنی میں تقریر فرماتے تھے اور ایسے

حضرت خواجہ بندہ نواز کی دکنی تصنیفات — مریدوں کی فرمایش پر آپنے چھوٹے چھوٹے متعدد رسالے دکنی میں تصنیف فرمائے تھے منجملہ ان کے معراج العاشقین اور ہدایت نامہ زیادہ مشہور ہیں اور عشق نامہ میں انکا کئی جگہ تذکرہ آیا ہے،

رسالۂ ہفت اسرار — خواجہ صاحب نے دکنی زبان میں سات مقولے ارشاد فرمائے تھے آپکے ایک مرید نے انکی ایک مبسوط شرح لکھی اور اسکا نام ہفت اسرار رکھا۔

---

[۱] روضۃ الاولیا ص ۲۳

www.urduchannel.in

نشاط العشق کا دکنی ترجمہ

سید محمد عبداللہ حسینی حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے نبیرہ تھے اور سلطان احمد شاہ ثانی کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ آپ نے غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے رسالہ نشاط العشق کا دکنی میں ترجمہ کیا تھا۔ اور اسکی شرح لکھی تھی اسکا ایک نفیس نسخہ ٹیپو سلطان کے کتبخانہ میں موجود تھا[1]

ملا نظیری

بہمنیوں کے عہد میں اردو شاعری کا کیا حال تھا۔ اسکا پتہ چلانا دشوار ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ انکا دارالحکومت جس وقت حسن آباد گلبرگہ سے احمد آباد بیدر میں منتقل ہوا تو انکے دربار میں اردو شعر و سخن کو رواج ہوگیا تھا۔ بیدر کے پانچویں بادشاہ سلطان محمد شاہ ثالث (۸۶۷ھ تا ۸۸۷ھ) کے عہد میں محمد تقی نام فارسی کا ایک زبردست شاعر گزرا ہے اسکا تخلص نظیری تھا۔ اور اسنے ملا آذری اسفراینی کے بہمن نامہ کا تکملہ لکھا ہے[2]۔ اور ہمایوں شاہ بہمنی کے مارے جانے پر جو تاریخ کہی ہے وہ بھی نہایت مشہور ہے[3] اور اُسے تمام مورخین نے نقل کیا ہے

ہمایوں شاہ مُرد و دور خوش گشت — تعالی اللہ زہی مرگ ہمایوں،

جہاں پُر ذوق شد تاریخ مرگش — ہم از "ذوق جہاں" آرید بیروں

نظیری اردو میں بھی شعر کہا کرتا تھا، ملا محمود بن ابراہیم بیدری نے معدن الذہب کے نام سے ایک کتاب سلطان محمود شاہ بہمنی (۸۸۷ھ تا ۹۲۴ھ) کے عہد میں لکھی ہے جسمیں علماء و فضلاء اور شعرا و ادبا کے لطائف و ظرائف مذکور ہیں اسمیں ایک لطیفہ کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے نظیری کا حسب ذیل ہندی شعر بھی نقل کیا ہے

دیں شیخ و برہمن نے کیتا یار فراموش
ہن تسبی فراموش ہن زنار فراموش

[1] فہرست کتبخانہ ٹیپو سلطان ص ۱۸۴

[2] تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۳۲۶ خزانہ عامرہ ص ۲۲

[3] ہفت اقلیم ص ۶۵

www.urduchannel.in

سلطنت گجرات

سنہ ۷۹۹ھ — سنہ ۹۸۰ھ

(۱)	مظفر شاہ اول	سنہ ۷۹۹ھ	سنہ ۸۱۴ھ
(۲)	احمد شاہ اوّل	سنہ ۸۱۴ھ	سنہ ۸۴۶ھ
(۳)	محمد شاہ اول	سنہ ۸۴۶ھ	سنہ ۸۵۵ھ
(۴)	قطب الدین احمد شاہ	سنہ ۸۵۵ھ	سنہ ۸۶۳ھ
(۵)	داؤد شاہ	سنہ ۸۶۳ھ	
(۶)	محمود شاہ اول	سنہ ۸۶۳ھ	سنہ ۹۱۷ھ
(۷)	مظفر شاہ ثانی	سنہ ۹۱۷ھ	سنہ ۹۳۲ھ
(۸)	سکندر شاہ	سنہ ۹۳۲ھ	
(۹)	محمود شاہ ثانی	سنہ ۹۳۲ھ	
(۱۰)	بہادر شاہ	سنہ ۹۳۲ھ	سنہ ۹۴۳ھ
(۱۱)	میران محمد شاہ (والی خاندیس)	سنہ ۹۴۳ھ	سنہ ۹۴۴ھ
(۱۲)	محمود شاہ ثالث	سنہ ۹۴۴ھ	سنہ ۹۶۱ھ
(۱۳)	احمد شاہ ثانی	سنہ ۹۶۱ھ	سنہ ۹۶۹ھ
(۱۴)	مظفر شاہ ثالث	سنہ ۹۶۹ھ	سنہ ۹۸۰ھ

سلاطین گجرات

گجرات ہندوستان اور دکن کے مابین جانب مغرب ساحل سمندر پر واقع ہے اسکو پہلے پہل سلطان علاء الدین خلجی کے سپہ سالار الغ خاں نے سنہ ۶۹۶ھ میں فتح

کیا۔ اسکے بعد تقریباً سو سال تک یہ ملک سلاطین دہلی کے قبض و تصرف میں رہا۔ یہاں تک کہ ظفر خاں کو یہاں صوبہ داری ملی اور اسنے سلاطین دہلی کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر خود مختار ہونے کے بعد اپنی جدید سلطنت قایم کرلی،

سلاطین گجرات کی حکومت ابتدا میں صرف گجرات تک محدود تھی لیکن بعد میں بعض اُولوالعزم فرمانرواؤں کی کوشش سے اسمیں بہت کچھ وسعت ہوگئی۔ مغرب میں کاٹھیاوار کا ملک شمال اور جنوب میں مالوہ واڑ اور دکن کے بعض علاقے ان کے تصرف میں آگئے۔ اور دورِ استقلال کی ممتاز حکومتوں میں اسکا شمار ہونے لگا۔

یہ حکومت تقریباً ایک سو بیاسی سال قایم رہی۔ یہاں تک کہ سنہ ۹۸۰ھ میں اکبر نے احمد آباد فتح کرلیا۔ اور گجرات سلاطین مغلیہ کے قبضہ میں آکر سلطنت دہلی میں ملحق ہوگیا۔

اہل گجرات کے مشاغل علمی

گجرات چونکہ سمندر سے ملا ہوا تھا اسلئے ایران و عرب و مصر کے باشندے اس ملک میں ہمیشہ آیا جایا کرتے تھے ان تعلقات نے گجرات کو ارباب فضل و کمال کا مرکز و مرجع بنادیا تھا اور علماء و محدثین کی جماعت کثیر بلاد اسلام سے آکر یہاں آباد ہوگئی تھی۔ ان نو واردوں میں محدث وجیہ الدین مالکی شیخ شمس الدین سخاوی کے شاگرد تھے۔ انھیں شاہان گجرات نے ملک المحدثین کا خطاب دیا تھا[۱]۔ شیخ شہاب الدین مصری بھی جو شیخ الاسلام زین الدین زکریا کے شاگرد ہیں۔ احمد آباد میں آکر مقیم ہوگئے تھے۔ انھوں نے سلاطین گجرات کے نام پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں[۲]۔ امام بدر الدین دمامینی سنہ ۸۲۰ھ میں مصر سے گجرات آئے۔ اور سلطان احمد شاہ کی فرمائش سے صحیح بخاری اور مغنی اللبیب کی تعلیقات لکھیں[۳]

علمائے گجرات میں شیخ علاء الدین علی المہائمی خاص شہرت رکھتے ہیں ۸۳۵ھ میں آپکا انتقال ہوا ہے تبصیر الرحمٰن کے نام سے آپنے ایک ضخیم تفسیر تصنیف کی ہے۔ اسکے علاوہ شیخ الاکبر ابن عربی کی فصوص اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف پر شرح بھی لکھے ہیں[۴]

۱؎ نورالسافر ۱۲ ۲؎ نورالسافر ۱۲ ۳؎ بستان المحدثین ۱۲ ۴؎ سبحۃ المرجان۔ ماثر الکرام صفحہ ۱۸۹

www.urduchannel.in

شیخ رکن الدین ناگوری نہر والہ کے مفتی تھے انھوں نے قاضی القضاۃ شیخ جمال الدین الکرم کی فرمایش سے فتاوای حمادیہ تصنیف کی جو فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے،

قاضی حجگن گجرات کے مشاہیر فقہا سے ہیں انھوں نے فقہ احناف کے متعلق جمیع احادیث کو جمع کیا ہے۔ اور اسکا نام خزانۃ الروایات رکھا سنہ ۹۲۰ھ میں انکا انتقال ہوا ہے۔

شیخ محمد طاہر پٹن کے باشندے تھے انھوں نے بحار الانوار کے نام سے حدیث کا ایک مبسوط لغت لکھا ہے علاوہ اسکے اسماء الرجال اور احادیث موضوعہ کی نسبت بھی دو بیش کتابیں تصنیف کی ہیں[1]

مفتی قطب الدین نہر والہ کے باشندے تھے۔ حجاز میں جاکر سکونت پذیر ہوگئے اور وہاں الاعلام کے نام سے بیت اللہ کی ایک تاریخ لکھی جو یورپ میں چھپی ہے۔

گجرات میں زبان اردو

اُردو زبان دکن میں آنے کے بعد دکنی کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور جب گجرات میں پہونچی تو اسکا نام گوجری یا گجراتی مشہور ہوا۔ چنانچہ ملفوظات سید علی گام دھنی کے دیباچہ میں جامع نے لکھا ہے۔

در بیان توحید و اسرار بالفاظ گوجری بطریق نظم فرمودہ بود،

شیخ خوب محمد چشتی نے امواج خوبی کے دیباچہ میں لکھا ہے۔

من بزبان گجراتی کہ بالفاظ عربی و عجمی آمیز است ہمچناں گفتم،

اہل بیجاپور اس زبان کو ابتداء میں گجراتی کہا کرتے تھے چنانچہ شاہ برہان الدین جانم جو بیجاپور کے ایک قدیم مصنف ہیں اپنے رسالہ حجت البقا میں فرماتے ہیں،

جے ہو دیں گیان بچاری ۔۔۔ نا دیکھیں بھاکا گجری

اہل گجرات نے نویں صدی کے اواسط ایام سے اس زبان میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کردیا تھا اور ان کی تصنیفات سے جو چیزیں اسوقت میسر آتی ہیں اُن میں سب سے قدیم شیخ بہاء الدین باجن کا کلام ہے۔

[1] ماثر الکرام صفحہ ۱۹۴ سبحۃ المرجان

شعرائے گجرات

شیخ بہاء الدین باجن

مشاہیر اولیا سے ہیں ۷۹۰ھ میں پیدا ہوئے مشہور محدث شیخ علی المتقی کے مرشد اور شیخ عزیز اللہ متوکل کے مرید تھے عرب و ایران کی سیاحت سے واپس آکر اپنے پیر کے فرزند شیخ رحمۃ اللہ متوکل کے ہاتھ پر بیعت کی اور انکی وفات کے بعد ۸۹۹ھ کے قریب خاندیس ہوکر برہان پور میں مقیم ہوگئے اور اسی جگہ ایک سو بائیس سال کی عمر میں ۱۴ ذیقعدہ ۹۱۲ھ کو انتقال کیا شاہ بازار میں آپ کا مقبرہ ابتک موجود اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

فارسی اور ہندی دونوں زبانوں میں شعر کہا کرتے تھے باجن تخلص تھا۔ آپ نے ایک کتاب خزانۂ رحمت کے نام سے لکھی ہے۔ اسمیں اپنے مرشد کے ملفوظات و ارشادات جمع کئے ہیں۔ اور جگہ جگہ اپنے ہندی کلام کو اس میں نقل کیا۔ منجملہ انکے ایک دوہرہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

یوں باجن باجے رے اسرار چھاجے
سنڈل من میں دھمکے رباب رنگ میں جھمکے
صوفی اُن پر ٹھمکے
یوں باجن باجے رے اسرار چھاجے

اخبار الاخیار صفحہ ۲۹۱ - تاریخ برہان پور صفحہ ۱۰ - مآثر الکرام صفحہ ۱۹۲ شیخ عزیز اللہ متوکل گجرات کے مشاہیر اولیا سے ہیں شادی آباد منڈو ان کا وطن ہے سلطان احمد شاہ کے زمانہ میں گجرات آئے۔ اور اُسی کے عہد میں انتقال فرمایا۔ احمد آباد کے باہر میدان پورہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند شیخ رحمۃ اللہ سلطان محمد بیگرہ کے مرشد تھے ۲۶ جمادی الثانی ۸۹۷ھ کو فوت ہوئے۔ احمد آباد کے قریب شیخپور میں آپ کا مقبرہ و مسجد موجود ہے مرآۃ احمدی صفحہ ۱۱ صفحہ ۵۴

www.urduchannel.in

سید شاہ علی جیو حسینی گانوں دھنی

گجرات کے سادات رفاعیہ سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے سید احمد کبیر رفاعی (م ۵۷۸ھ) تک پہونچتا ہے۔ گانوں دھنی آپ کا لقب ہے جسکے معنی ہیں "گانوں کا مالک" ۲۴ جمادی الاخری سنہ ۹۷۳ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ احمد آباد میں اندرون حصار دروازہ، رائے کھیر کے قریب سلطان شاہ غزنی کی گنبد کے پاس آپ کا مزار واقع ہے۔ صاحب مخبر الواصلین نے آپ کی تاریخ وفات حسب ذیل منظوم کی ہے،

سید بے نظیر شاہ علی — مظہر ذات پاک لم یزلی
صاحب فیض بود آں فیاض — مصدر کشف بود آں مرتاض
نسخہ فارسی وہم عربی — کرد تالیف از خدا طلبی
باز در اصطلاح گجراتی — گفت سر صفاتی و ذاتی
جانب خلد و جنت اعلے — شد بماہ جمادی الاخرے
سال نقلش ازیں سرا خیرشت — خرم گفت نور اوج ہشت ۹۷۳
مرقد او باحمد آباد ست — جائے فیض مقام ارشاد ست

آپ کا ہندی کلام گجرات میں نہایت مقبول ہے۔ اہل گجرات اُسے دیوان مغربی کے ہمپایہ سمجھتے ہیں مصنف مرأۃ احمدی نے لکھا ہے۔

دیوانے دارد بزبان ہندی در کیش و معنی برابر دیوان شیخ مغربی ست "

آپ کے پوتے سید شاہ ابراہیم بن سید شاہ مصطفےٰ بن سید شاہ علی حسینی نے اسے بصورت دیوان مرتب کیا اور اسکا نام "جواہر اسرار اللہ" رکھا اس میں قطعات و فردیات ہیں جنھیں جامع نے نکات و مکاشفات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۲۶۷ھ میں بمبئی میں

www.urduchannel.in

طبع ہوا ہے۔ اسکے پہلے اور دوسرے نکتے بطور نمونہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں،

آپیں کھیلوں آپ کھلاؤں   آپیں آپس سے کل لاؤں

میرا ناؤں مجھے ات بھائے   میرا جیو مجھے پر جائے
میں آئینہ مجھ سوں مائے   دُھری آپنیں رُوپ لُبھائے

امین (۱)

گجرات کا درباری شاعر ہے۔ سکندر منجھو نے اسکا نام ملک امین کمال لکھا ہے[1] سلطان بہادر (۹۳۲ھ – ۹۴۳ھ) اور محمود شاہ ثانی (۹۴۳ھ – ۹۶۱ھ) کے ندیمان خاص سے تھا لطایف اور بدیہہ گوئی کے حکایات مرآۃ سکندری میں مذکور ہیں۔ گجرات کے مشہور بزرگ شاہ عالم سراج الدین سید محمد حسینی (۸۸۰ھ) سے اسکو خاص ارادت تھی، اسنے بہرام گور اور حسن بانو کے حسن و عشق کا فسانہ نظم کرنا شروع کیا تھا۔ جو نصف سے زیادہ انجام پاکر ناتمام رہگیا تھا لیکن بعد میں ایک دوسرے شاعر نے جسکا تخلص دولت ہے اسے تمام کیا۔ اختتام کی تاریخ یوم جمعہ یکم شعبان سنہ ۱۰۰۵ ہجری ہے۔

ابتدائی حصہ میں کئی جگہ امین نے اپنا تخلص بیان کیا ہے۔

امیں حمد حق کر تو بے انتہا   پہ نعت محمد قلم کو چلا
امیں آستانوں کی اجاک ہو   حشر کے عذابوں سے بیباک ہو

حمد و نعت کے بعد امین نے اپنے مرشد شاہ عالم کا اس طرح ذکر کیا ہے،

امیں شاہ عالم ہمارے جو پیر   وہی روز محشر اندر دستگیر

دولت نے اسکے تمام کرنے کی تاریخ اس طرح بیان کی ہے،

---

[1] مرآۃ احمدی جلد دوم صفحہ ۸۱ مفتاح التواریخ صفحہ ۱۴۷

میں نے رکھا تھا اسے نا تمام	بزاں اسکو دولت کیا اختتام
سنہ یک ہزار اور پنجاہ میں	جمعہ روز شعبان اول ماہ میں

ابتدا اسکی حسب ذیل شعر سے ہوتی ہے۔

الٰہی جہاں کا کرن ہار توں	غریبوں یتیموں کا ادھار توں

مرأۃ سکندری سنہ ۲۸۰ صفحہ ۱۳۲ بلوم ہارٹ مخطوطات برٹش میوزیم نمبر ۱۳۴ قصۂ بہرام گور از حسن باز سنہ ۱۳۰۵ھ میں بمبئی میں چھپ گیا ہے،

شیخ خوب محمد چشتی

گجرات کے مشہور بزرگ ہیں۔ شیخ کمال الدین محمد سیستانی کے مرید تھے ۲۴ شوال ۱۰۲۳ھ کو آپنے انتقال فرمایا۔ چوک احمد آباد میں فرحت الملک کی مسجد کے قریب آپ کا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے کسی معاصر نے ذیل کے فقرے سے تاریخ وفات نکالی ہے "خوب تھے" آپ کی تصنیفات سے تصوف میں تین کتابیں مشہور و متداول ہیں۔ شرح جام جہاں نما، امواج خوبی۔ خوب ترنگ، پہلی دو کتابیں فارسی ہیں اور تیسری کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی ہے۔

خوب ترنگ صوفیانہ مثنوی ہے۔ مصنف نے اپنے مرشد شیخ کمال الدین محمد سے جو ارشادات سُنے تھے اُنھیں اس کتاب میں منظوم کیا ہے۔ دوشنبہ کے روز دوم شعبان ۹۸۶ھ کو اس مثنوی کی ابتدا ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ سب واقعات مصنف نے دیباچہ میں بیان کئے ہیں۔

وارث محمد ہر ہر ٹھاؤں	شیخ کمال محمد ناؤں
اُن تھیں میں سُنیا دن رات	اُس موں یاد رہے کچھ بات
دیجو منجکوں آئی ترنگ	جمع کئے یہ تس تس ڈھنگ
خوب ترنگ اس دیا خطاب	مدح رسول اللہ باب

www.urduchannel.in

نسخہ کی تاریخ اس بھانہ — پائے عدو ہر مصرعے مانہ
خوب محمد کئے بچار — چودہ گھاٹ اس برس ہزار
دوجا چاند تھا شعبان — دن دوشنبہ کیا بیان

مصنف ہی نے نثر فارسی میں اسکی شرح لکھی اور امواج خوبی اسکا نام رکھا ہے یہ شرح جیسا کہ دیباچہ کے ایک شعر سے ظاہر ہوتا ہے ۹۹۹ھ میں تمام ہوئی ہے

شمار سال شرح نعت احمد — وہم سال از دہم عشر از دہم صد

دیباچہ کے بعد عنوان ذیل کے ساتھ شرح کا آغاز ہوا ہے

آغاز خوب ترنگ با ترجمہ شرح ناکہ مسمیٰ است با مواج خوبی از بعضے منقولات حضرت شیخ کمال محمد رحمہم اللہ در معارف محمدیہ علیہ السلام،

مصنف نے دیباچہ میں مثنوی اور شرح دونوں کے ناموں کی اسطرح صراحت کی ہے، اور مثنوی کی زبان کو عربی اور فارسی آمیز گجراتی بیان کیا ہے۔

این مثنوی گجراتی را خطاب خوب ترنگ دادم، وشرح آں مثنوی کہ فارسی است امواج خوبی نام نہادم"

من بزبان گجراتی کہ بالفاظ عربی وعجمی آمیز ست ہمچناں گفتم،

محمد عاصم نام ایک بزرگ برہان پور میں گذرے ہیں۔ یہ صاحب شیخ نور اللہ رمز آلٰہی خلیفہ شیخ برہان الدین راز الٰہی کے مرید تھے نظم فارسی میں خوب ترنگ کا شعر بشعر ترجمہ کیا اور نغمات حیات اسکا نام رکھا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۱۶۵ھ میں تمام ہوا،

نام او از غیب آمد خوب ترنگ — شرح او امواج خوبی بیدرنگ
بود آں امواج خوبی چوں بہ نثر — عاصم آوردہ بنظم از راہ فکر
بود عاصم بے خبر از نظم و نثر — لیک آبستن شد او را بکر فکر
در ہزار و یکصد و ہم شصت و پنج — گشت ظاہر ایں لآلی گنج گنج

www.urduchannel.in

اس ترجمہ میں اصل ہندی مثنوی کی تاریخ تصنیف اسطرح مذکور ہے۔

ہست تاریخ شروع مثنوی ۔۔۔ کہ بود اندر عبارت ہندوی
چاردہ کم بود در سال ہزار ۔۔۔ ابتدا شد نسخہ از روئے شمار
دہم شعبان بود دوشنبہ روز ۔۔۔ شد شروع این نسخۂ بس دلفروز

شیخ محمد مخدوم نام ایک بزرگ ارکاٹ کے رہنے والے تھے ۱۱۵۵ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے اور میلاپور میں مدفون ہوئے ہیں۔ آپ نے خوب ترنگ کے بعض مشکل ابیات کی شرح لکھی ہے۔ اور اسکا نام مفتاح التوحید رکھا ہے۔ اس کا ایک نفیس نسخہ حال میں ہم نے دیکھا ہے اسکے دیباچہ میں مصنّف نے اسکے نام اور کتاب کے موضوع کی صراحت اسطرح کی ہے،

"مفتاح التوحید در حل مشکلات و شرح معضلات مثنوی شیخ خوب محمد گجراتی"

انتھے نمبر ع ۲۰۰۶ صہ ۱۲۴۷ - اسپرنگر صہ ۶۱۹ - مراۃ احمدی جلد دوم صہ ۶ - گلزار ابرار صہ ۱۴۵ - اردو جلد نہم

شیخ کمال الدّین محمد شیخ وجیہ الدین علوی کے شاگرد و خلیفہ تھے اور گجرات میں رہا کرتے تھے سلطان مظفر شاہ سے کسی بات پر ناراض ہوکر گجرات سے مالوہ چلے گئے دوشنبہ کے روز دہم شعبان ۱۰۰۹ھ کو آپ نے بمقام اوجین انتقال کیا۔

اسپرنگر نے امواج خوبی کی تاریخ تصنیف ۹۹۹ھ بیان کی ہے جو غلط ہے۔ امواج خوبی اور نغمات حیات کے خوشخط نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن تصوف ع ۱۵۲۷

امین (۲)

محمد امین نام ہے۔ گجرات کے باشندے ہیں اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں انکا انتقال ہوا ہے۔ انھوں نے یوسف زلیخا کی داستان گوجری زبان میں منظوم کی ہے۔ یہ مثنوی ۱۱۰۹ھ میں تمام ہوئی ہے۔ ضخیم کتاب ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے اس کا جو نسخہ شاہان اودھ کے کتب خانہ میں دیکھا تھا اسکے تین سو ورق تھے اسکی ابتدا حسب ذیل بیت سے ہوئی ہے،

90/63

www.urduchannel.in

اول تعریف سُن خالق کی اے یار　　کہ دے دونوں جہاں کا ہو کر نہار

خاتمہ میں سنہ تصنیف کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اگیارہ سو اُوپر جب نو گزرے　　برس ہجرت محمد مصطفےٰ کے

امین نے اسکے علاوہ ایک نعتیہ قصیدہ بھی لکھا ہے جو ۲۲۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۹ھ کو تمام ہوا ہے،

اول قصیدہ فارسی تھا　　سو ہر یک جا گاسنے
پیچھوں لکھیا دہ گوجری　　آیا امین کے دل بھیتر
جب ایک ہزار اُوپر ہوئے　　ہجری سکے نو د نو برس
تب اے جمادی الثانی میں　　لکھیا قصیدہ از شکر
تاریخ بائیسویں آ تھی　　روز جمعہ پیدا ہوا،
بارے خدا کے فضل سوں　　پورا کیا وقت سحر

اسپرنگر صفحہ ۶۰۱۔ مثنوی یوسف زلیخا سنہ ۱۲۷۲ھ میں بمبئی میں چھپ گئی ہے قصیدہ کا قلمی نسخہ ہمارے یہاں موجود ہے،

www.urduchannel.in

سلطنت قطب شاہیہ

سنہ ۹۱۶ھ سنہ ۱۰۹۸ھ

(۱)	سلطان قلی قطب شاہ	سنہ ۹۱۶ھ	سنہ ۹۵۰ھ
(۲)	جمشید قلی قطب شاہ	سنہ ۹۵۰ھ	سنہ ۹۵۷ھ
(۳)	سبحان قلی قطب شاہ	سنہ ۹۵۷ھ	
(۴)	ابراہیم قلی قطب شاہ	سنہ ۹۵۷ھ	سنہ ۹۸۸ھ
(۵)	محمد قلی قطب شاہ	سنہ ۹۸۸ھ	سنہ ۱۰۲۰ھ
(۶)	محمد قطب شاہ	سنہ ۱۰۲۰ھ	سنہ ۱۰۳۵ھ
(۷)	عبداللہ قطب شاہ	سنہ ۱۰۳۵ھ	سنہ ۱۰۸۳ھ
(۸)	ابوالحسن تانا شاہ	سنہ ۱۰۸۳ھ	سنہ ۱۰۹۸ھ

سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کے آبا و اجداد اور انکی سلطنت ایران کا مختصر تذکرہ

آل چنگیز نے ایران میں جو عظیم الشان سلطنت قایم کی تھی اُسے سلطان ابو سعید (سنہ ۷۱۶ھ سنہ ۷۳۶ھ) کے زمانے سے انحطاط شروع ہوا اور سلطنت کے بڑے بڑے اُمرا و صوبہ داروں نے خود سر ہو کر بہت سی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کرلیں فارس و کرمان پر آل مظفر (سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۷۹۵ھ) نے قبضہ کرلیا عراق میں حسین جلائر نے خاندان ایلکانیہ (سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۸۱۴ھ) کا سنگ بنیاد رکھا اور بغداد کو پایۂ دار الحکومت قرار دیا خراسان کے باغی جنھوں نے اپنا لقب برسر حکومت ہو کر سربدار رکھا تھا سبزوار پر قابض ہو کر ایک خود مختار سلطنت کے بانی ہوئے یہ سب سلطنتیں امیر تیمور (سنہ ۷۷۱ھ

سنہ ۸۰۷ھ کے زمانہ تک قائم تھیں۔

دریائے وان کے نیچے آرمینیہ میں ترکمانوں کی ایک صحرانشین قوم آباد تھی اُسکے دو طائفے تھے اور اسکے پرچموں پر سیاہ و سپید مینڈھوں کی تصویریں ہوا کرتی تھیں اِسلئے ان کا نام قراقوین لی اور آق قوین لی مشہور ہوگیا تھا۔ پہلا طائفہ قراقوین لی زیادہ طاقتور اور باثر تھا اسکے سردار قرا محمد نے سلطان حسین جلائر سے رابطۂ اتحاد قائم کرکے آرمینیہ اور آذربائجان میں ایک حکومت قائم کرلی جسپر اسکی اولاد ۸۷۲ھ تک حکمراں رہی امیر تیمور نے یورش کرکے قرا یوسف (سنہ ۷۹۱ھ-سنہ ۸۲۳ھ) کے زمانے میں تمام ملک فتح کرلیا اور قرا یوسف فرار ہوکر مصر میں پناہ گیر ہوا اور سنہ ۸۰۷ھ میں جب امیر تیمور کا انتقال ہوگیا تو قرا یوسف نے مصر سے واپس آکر اپنی سابقہ حکومت پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد قزوین، ہمدان اور اصفہان فتح کرکے سنہ ۸۱۳ھ میں سلطان احمد جلائر کو مار کر بغداد پر قابض ہوگیا۔

قرا یوسف نے سنہ ۸۲۳ھ میں انتقال کیا اور اسکے بعد اسکا لڑکا مرزا اسکندر برسرحکومت ہوا اسنے کم وبیش اٹھارہ سال حکومت کی سنہ ۸۴۱ھ میں اسکے بیٹے مرزا قباد نے اُسے مار ڈالا۔ مرزا اسکندر کے پانچ لڑکے تھے مرزا الوند، یار علی، قاسم بیگ، حسن بیگ، مرزا قباد باپ کی حکومت کسی بیٹے کو نہیں ملی، بلکہ ان کا چچا جہاں شاہ اپنے بھائی کی جگہ برسرحکومت ہوا جہاں شاہ کو شاہ رخ بن تیمور نے تخت نشین کیا تھا۔ شاہ رُخ جب تک زندہ رہا جہاں شاہ اسکا مطیع وفرمانبردار رہا سنہ ۸۵۰ھ میں جب اسکا انتقال ہوگیا تو جہاں شاہ نے آزادی حاصل کرلی اور شاہ رُخ کی اولاد سے ملک کے لئے لڑائیاں شروع کیں اس موقع سے فائدہ اُٹھاکر مرزا الوند نے سیستان اور کرمان پر قبضہ کرلیا سنہ ۸۶۱ھ میں جب مرزا بابر نے انتقال کیا تو جہاں شاہ نے ہرات پر قبضہ کرلیا اور اس فتح کے بعد آذربائیجان سے خراسان تک تمام ملک جہاں شاہ کے قبضہ میں آگیا۔ اسی زمانہ میں جہاں شاہ نے اپنے لڑکے مرزا یوسف کی دختر خدیجہ بیگم کو مرزا الوند کے بیٹے پیر قلی کے عقد میں دیا اور کرمان و سیستان کے

www.urduchannel.in

عوض ہمدان کا علاقہ مرزا الوند کو دیکر اسے اپنا مطیع بنالیا۔

نویں صدی کے شروع سے آق قویونلی نے عروج حاصل کرنا شروع کیا اور دیار بکر میں اپنی ایک چھوٹی سی حکومت قائم کرلی اس قوم کے ایک سردار حسن بیگ نے ۸۷۱ھ میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اسکی حکومت کو روزافزوں وسعت ہونے لگی جہاں شاہ نے اسکے استیصال کا ارادہ کیا لیکن حسن بیگ نے ۸۷۲ھ میں جہاں شاہ کو مار ڈالا۔ اور قراقویونلیوں کی حکومت پر قبضہ کرلیا۔

ہمدان میں الوند مرزا کے بعد پیر قلی اور پیر قلی کے بعد اسکا لڑکا اویس قلی برسر حکومت ہوا حسن بیگ نے اگرچہ قراقویونلی شہزادوں کا استیصال کیا لیکن پیر قلی اور اسکی اولاد سے کوئی تعرض نہ کیا۔ یہ لوگ بلا خرخشہ ہمدان میں حکومت کرتے رہے حسن بیگ کے بعد ۸۸۳ھ میں سلطان یعقوب بیگ برسر حکومت ہوا تو قراقویونلی شہزادوں کی تفتیش شروع کی اور انھیں چن چن کر قتل کرنا شروع کیا اویس قلی نے جب یہ حال دیکھا تو اپنے لڑکے سلطان قلی کو اپنے بھائی اللہ قلی کے ہمراہ ہندوستان بھیجدیا۔ اللہ قلی اپنے

سلطان قلی بانی سلطنت قطب شاہیہ کا ہمدان سے دکن میں آنا

بھتیجے سلطان قلی کو لیکر بحر فارس سے ہوتا ہوا دابل کے راستے سے دکن میں آیا اور سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد میں بیدر پہونچا محمود شاہ بہمنی اللہ قلی کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا اور وہ کچھ عرصہ تک بیدر میں رہنے کے بعد ایران کو واپس چلا گیا لیکن محمود شاہ بہمنی نے سلطان قلی کو واپس جانے نہ دیا۔ اور اُسے شاہی چیلوں میں شامل کرکے اپنے یہاں رکھ لیا سلطان قلی لکھا پڑھا اور نہایت ہوشیار آدمی تھا۔ بادشاہ کو جب اسکی لیاقت کا حال معلوم ہوا تو قطب الملک کا خطاب دیکر تلنگانہ کا صوبہ دار بنا دیا۔ سلطان قلی سولہ سال تک صوبہ دار کی حیثیت سے تلنگانہ میں حکومت کرتا رہا ۹۱۸ھ میں جب محمود شاہ کا انتقال ہوگیا اور سلطنت بہمنیہ کی کمزوری سے فائدہ اُٹھاکر دوسرے صوبہ داروں نے خودسری اختیار کرلی تو سلطان قلی نے بھی

www.urduchannel.in

سلطنت قطب شاہیہ کا قیام اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور قطب شاہ کا لقب اختیار کر کے گولکنڈہ کو اپنا مستقرِ حکومت بنایا سلطان قلی کے بعد یکے بعد دیگرے آٹھ بادشاہ برسرِ حکومت ہوئے اور اس خاندان میں کم و بیش دو سو سال حکومت قائم رہی ۱۰۹۸ھ میں اورنگ زیب عالمگیر نے گولکنڈہ کو فتح کر لیا تو قطب شاہی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلاطین قطب شاہیہ کا علمی مذاق سلطان قلی قطب شاہ کے لڑکے جمشید قلی قطب شاہ (۹۵۰ھ ۹۵۷ھ) کو شعر و سخن سے غایت دلچسپی تھی ملا محمد شریف وقوعی اسکے دربار کا ملک الشعرا تھا، جمشید کا جانشین ابراہیم قطب شاہ نہایت زبردست عالم تھا، اسکے دربار میں بڑے بڑے اہل کمال جمع تھے خورشاہ بن قباد الحسینی جو عراق کا باشندہ تھا اسکے ندیمان خاص سے تھا۔ اسنے اپنے آقا کی فرمایش سے دنیا کی ایک ضخیم تاریخ لکھی ہے جسمیں ابتداء تخلیق عالم و آدم سے ۹۷۰ھ تک حالات تحریر ہیں۔ یہ تاریخ آٹھ مقالات پر منقسم ہے پہلے مقالے میں قدیم سلاطین ایران و روم و یمن کے حالات ہیں۔ دوسرے مقالے میں جناب رسالت مآب اور آپ کے خلفاء اور خلفاء بنو امیہ و بنو عباس کا تذکرہ ہے تیسرے مقالے میں ان سلاطین ایران کے حالات ہیں جو خلفاء عباسیہ کے معاصر تھے۔ چوتھے مقالے میں مغولان ایران کی تاریخ ہے۔ پانچویں مقالے میں امیر تیمور اور اسکی اولاد کا تذکرہ ہے۔ چھٹے مقالے میں طوائف قراقویونلی و آق قویونلی اور شاہان صفویہ اور سلاطین روم کے حالات ہیں۔ ساتواں مقالہ سلاطین ہندوستان کے متعلق ہے۔ آٹھویں مقالے میں قطب شاہیوں کا تذکرہ ہے[۱]، مورخ فرشتہ نے اس تاریخ کا تذکرہ کیا ہے[۲]۔ برٹش میوزیم میں اسکا بہترین نسخہ موجود ہے[۳] موسیو شیفر نے اپنی کتاب منتخبات فارسی میں اسکا انتخاب شامل کیا ہے۔ اور اسکے ساتھ مصنف کے حالات اور کتاب کی مفصل کیفیت لکھی ہے[۴]۔

۱؎ تاریخ فرشتہ جلد دوم ص۱۶۷ ۲؎ ریو جلد اول ص۱۱۰

۳؎ کرسٹمائی ڈی پرسان جلد دوم

محمد قلی قطب شاہ اپنے باپ کی طرح ذی علم اور ارباب کمال کا قدردان تھا اسکے زمانے میں گولکنڈہ اہل علم کا مرجع ہوگیا تھا میر محمد مومن استر آبادی جو ایران کے ایک زبردست عالم اور علامہ فخرالدین سماکی کے بھتیجے اور شاہ طہماسپ صفوی کے اہل دربار سے تھے اسی کے زمانے میں دکن میں آکر گولکنڈہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے اور سلطان محمد قلی نے انھیں وکیل السلطنۃ مقرر کردیا تھا[1] کتاب الرجعت اور کتاب المقادیر ان کی مشہور تصنیفات ہیں شاعر بھی تھے انکا دیوان انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے[2]

مرزا محمد امین شہرستان کے سادات سے تھا اسکے دربار میں میر جملہ کی خدمت پر مامور تھا یہ بھی ایک ذی علم آدمی اور فارسی کا زبردست شاعر تھا اور روح الامین تخلص کرتا تھا۔ بادشاہ کی فرمائش سے اپنے خمسۂ نظامی کے جواب میں چار مثنویاں لکھی ہیں شیریں خسرو، لیلی مجنوں، فلک البروج، مطلع الانظار یہ مثنویاں انڈیا آفس کے کتب خانے میں موجود ہیں علاوہ اسکے اپنی غزلیات اور قصائد کا دیوان بھی ترتیب دیا ہے اور گلستان ناز اسکا نام رکھا ہے۔ یہ دیوان برٹش میوزیم میں موجود ہے[3]۔

محمد قطب شاہ بھی ایک ذی علم بادشاہ گزرا ہے اسکو سیر اور تواریخ کی کتابوں کا بیحد شوق تھا اور جس کتاب کا مطالعہ کرتا اسکے مصنف اور کتاب کے مضامین کا انتخاب اخیر میں لکھ دیا کرتا تھا، شاعر بھی تھا غزل کے سوا قصائد اور مناقب خوب لکھا کرتا تھا۔ اسنے سلطنت قطب شاہیہ کی ایک ضخیم تاریخ عالم آرائے عباسی کی طرز پر لکھوائی ہے۔ یہ کتاب نہایت فصیح و بلیغ اور مرصع و مسجع عبارت میں لکھی گئی ہے اسکے مضامین ایک مقدمہ چار باب اور ایک خاتمے پر منقسم ہیں مقدمے میں سلاطین قطب شاہیہ کے آبا و اجداد کا تذکرہ ہے۔ چار باب میں چار بادشاہ سلطان قلی، جمشید قلی، ابراہیم قلی اور محمد قلی کے حالات ہیں خاتمہ میں سلطان محمد کا تذکرہ ہے[4]

---

[1] تاریخ فرشتہ جلد دوم ص ۱۴۳ حدیقۃ العالم جلد اول ص ۲۵۸ [2] ایتھے نمبر (۲۸۹۲)

[3] ریو صفحہ (۶۷۶) ایتھے نمبر (۲۸۹۷) [4] ریو جلد اول ص ۳۲

www.urduchannel.in

عبداللہ قطب شاہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح نہایت علم دوست اور ارباب کمال کا قدردان بادشاہ ہوا ہے شمس الدین محمد جو علامہ ابن خاتون کے نام سے مشہور ہیں اسکے دربار میں سفارت و پیشوائی کی خدمت پر مامور تھے۔ یہ بزرگ شیخ بہاء الدین آملی کے شاگرد اور اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم تھے انھوں نے کتاب الارشاد اور جامع عبّاسی پر عالمانہ حواشی لکھے ہیں اسکے علاوہ اربعین کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ یہ سب کتابیں سلطان عبداللہ کے نام سے نامزد تھیں[1]۔ اس بادشاہ کی فرمایش سے ملا جمال الدین نے کفعمی کی کتاب المصباح کا اور ملا علی بن طیفور نے علامہ ابن بابویہ القمی کی کتاب عیون اخبار رضا کا فارسی میں ترجمہ کیا اور مولانا حسین آملی نے جو شیخ بہائی کے شاگرد تھے نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے[2]۔ فارسی کا مشہور لغت برہان قاطع بھی اسی بادشاہ کے نام پر لکھا گیا ہے[3]۔ اسی بادشاہ کے عہد میں گولکنڈہ میں ملا فتح اللہ سمنانی نے امام یافعی کی کتاب روض الریاحین کا ترجمہ کیا ہے[4] ملا نظام الدین احمد بن عبداللہ الساعد الشیرازی نے اسی بادشاہ کے حالات میں ایک ضخیم کتاب نہایت فصیح و بلیغ فارسی میں لکھی ہے جسکا نام حدیقۃ السلاطین ہے[5]۔

بادشاہ کا داماد سید نظام الدین احمد سید معصوم کا فرزند تھا سید معصوم ایسا جلیل القدر عالم تھا کہ اُسے اہل ایران استاد البشر کہا کرتے تھے سید نظام الدین احمد کو علوم حکمت و فلسفہ میں غیر معمولی مہارت حاصل تھی علاوہ اسکے ریاضیات کا بھی جیّد عالم تھا اسنے مختلف علوم و فنون میں ایک سو آٹھ رسالے لکھے ہیں جو شجرۂ دانش کے نام سے مشہور ہیں اور انکا ایک مجموعہ سنہ ۱۰۵۵ھ کا لکھا ہوا کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے۔

۱؎ نجوم السماء ص ۲۸۲

۲؎ محبوب الالباب ص ۱۱۲ ۳؎ ریو ص ۵۰۰ جلد اول

۴؎ ایتھے نمبر ۴۲ ۵؎ ریو ص ۳۲۲

www.urduchannel.in

شعرائے گولکنڈہ

سلاطین قطب شاہیہ اور اردو شاعری

سلطنت قطب شاہی کے تین بادشاہ سلطان محمد قلی (۹۸۹ھ تا ۱۰۲۰ھ) اور اسکے دو جانشین سلطان محمد (۱۰۲۰ھ تا ۱۰۳۵ھ) اور سلطان عبداللہ (۱۰۳۵ھ تا ۱۰۸۳ھ) زبان اردو کے صاحب دیوان شاعر تھے

کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ

سلطان محمد قلی کا دیوان ٹیپو سلطان کے کتب خانہ میں موجود تھا[1] اسمیں آدھے سے زیادہ اردو کلام تھا۔ بقیہ حصہ میں فارسی کی غزلیات و قصائد تھے۔ اسے سلطان کے بھتیجے اور جانشین محمد قطب شاہ نے مرتب کیا تھا[1]۔ اسی دیوان کا ایک بہترین نسخہ قطب شاہی کتب خانہ کا حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے اسکے متعلق مولوی عبدالحق صاحب بی اے نے ایک مفصل مضمون لکھا ہے[2]۔ یہ نسخہ بڑی تقطیع کے کشمیری کاغذ پر خط نسخ میں لکھا ہوا ہے اسکے کم و بیش اٹھارہ سو صفحات ہیں سنہ ۱۰۲۵ھ میں اسکی کتابت ہوئی ہے۔ یہ نسخہ بھی سلطان محمد کا مرتب کیا ہوا ہے اور اسکے سرورق پر سلطان محمد نے اپنے دست خاص سے حسب ذیل عبارت لکھی ہے؛

کلیات اشعار فصاحت آثار جنت مکانی فردوس آشیانی مغفرت پناہ عمی عالیحضرت محمد قلی قطب شاہ نور اللہ مرقدہ تمام شد و بکتابخانہ مبارکہ بخط محی الدین کاتب بتاریخ اوائل شہر رجب المرجب سنہ خمس و عشرین اعنی بعد الف من الہجریۃ فی دار السلطنت حیدرآباد حرس اللہ عن الآفات والبلاد کتبہ العبد المخلص لمولاہ سلطان محمد قطب شاہ الج اللہ تعالیٰ فیما تمناہ

---

[1] فہرست کتب خانہ ٹیپو سلطان ص ۱۶۹۔ لسان العصر سنہ ۱۹۱۰ء جلد اول نمبر (۳) ص ۱۱۸

[2] یہ مضمون رسالہ اردو جلد دوم حصہ پنجم بابت جنوری سنہ ۱۹۲۲ء (ص ۱ تا ص ۳۳) میں شایع ہوا ہے۔ سلطان محمد قلی کے کلیات کی تمام کیفیت اسی مضمون سے ماخوذ ہے؛

www.urduchannel.in

دیوان کی ابتدا میں سلطان محمد نے ایک منظوم دیباچہ لکھا ہے اس دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمد قلی نے دکھنی اور فارسی میں پچاس ہزار شعر کہے ہیں علاوہ اسکے تلنگی میں بھی اس کا کلام ہے۔ اس دیوان میں پہلے مثنویاں ہیں انکے بعد قصیدے پھر ترجیع بند اور مرثیے مرثیوں کے بعد غزلیں اور رباعیاں ہیں اور ان میں بالالتزام پہلے فارسی پھر دکنی کلام ہے۔

مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے نے کلیات کو مطالعہ کرنے کے بعد سلطان محمد قلی کی شاعری اور اسکے کلام کی نسبت جو رائے ظاہر کی اسکا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی شاعری اور اسکے کلام کی نسبت مولوی عبدالحق صاحب کی رائے

سلطان محمد قلی قطب شاہ کا زمانہ تاریخ میں خاص امتیاز رکھتا ہے خاصکر شعر و شاعری کے چرچے ایران سے لیکر ہندوستان تک یکساں تھے بلکہ ہندوستان کا قدم کچھ آگے ہی تھا شعر و سخن ہماری معاشرت و اخلاق اور ہمارے علم و فضل کا بہت بڑا جز تھے۔ اور ہر شخص جو شرافت کا دعوےٰ رکھتا تھا شعر و سخن کا بھی مدعی تھا ہندوستان کے بادشاہ شعر و سخن کے قدردان ہی نہیں تھے بلکہ خود بھی شعر گوئی کا ذوق رکھتے تھے۔ یہی حال دکن میں قطب شاہی اور عادلشاہی بادشاہوں کا تھا۔ تاریخوں میں ان بادشاہوں کے نام سے بھی اشعار درج ہیں لیکن ان میں سلطان محمد قلی قطب شاہ کا نمبر سب سے اول ہے اسکے کلام کا مجموعہ اسقدر ضخیم ہے کہ بادشاہ شاعر تو کیا پیشہ ور شاعر بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے "

"اگر دو ایک شاعروں کو مستثنےٰ کر دیا جائے جنکا درجہ درحقیقت نہایت بلند ہے تو ہمارے یہاں کی عشقیہ شاعری میں کوئی بات نئی نہیں نظر آتی ہے۔ چار سو برس پہلے کا کلام اگر آج کل کے شعرا کے عشقیہ کلام کے سامنے رکھ دیا جائے تو سوائے زبان کے تغیر اور شستگی کے کوئی اور فرق معلوم نہ ہوگا۔ وہی باتیں ہیں وہی مضمون ہیں اور وہی طرز ادا اور وہی بحریں ہیں اس لحاظ سے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا کلام اُردو کے کسی دوسرے شاعر سے کم نہیں ہے عشق و مستی اور تصوف میں اس کا کلام کسی سے پیچھے نہیں ہے بعض اوقات یہ معلوم ہوتا ہے

www.urduchannel.in

کہ حافظ کے فیض نے شاعر کی طبیعت کو گرما دیا ہے"۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں ایک بات نئی دیکھی گئی ہے۔ جو اُردو شعرا میں سوائے سودا اور نظیر کے کسی دوسرے کے کلام میں پائی نہیں جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اُسنے اپنی شاعری کو صرف عشق و محبت حمد و نعت منقبت و مرثیے تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ انسانی معاشرت اور مظاہر قدرت پر بھی نظر ڈالی ہو مثلاً متعدد مثنویاں پھولوں میوؤں پر ہیں جنہیں ایران اور خراسان ہی کے میوے نہیں بلکہ ہندوستان کے ہر قسم کے پھلوں کا بیان کیا ہے۔ دو مثنویاں سبز ترکاری اور شکاری پرندوں کے بیان میں ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی مثنویاں اور غزلیں ایسی ہیں جنہیں سلطان محمد قلی نے شاہی محلات مثلاً آکہی محل حنا محل باغ محمد شاہی اور اسی عہد کے رسم و رواج مثلاً شادی بیاہ کے رسوم، سالگرہ کی تقریب، شب برات، میلاد نبی، عید غدیر، ہولی، بسنت وغیرہ پر لکھی ہیں دو نظموں میں صراحی و پیالہ اور کالی گوری کا مکالمہ بیان کیا ہے"۔

"اگرچہ یہ مثنویاں معمولی ہیں اور شاعری کے لحاظ سے اعلیٰ رتبہ نہیں رکھتی ہیں لیکن ان سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے فارسی شاعری کا پورا اتباع کیا ہے اور وہ اسقدر وسیع النظر ہے کہ عشق و محبت کے تنگ کوچے سے باہر نکل کر صنعت و قدرت کی خوبیوں کی داد دیسکتا ہے اور اس لحاظ سے سلطان محمد قلی بحیثیت شاعر ہونے کے خاص امتیاز اور وقعت رکھتا ہے وہ نہ صرف پہلا شاعر ہے جسنے اُردو میں غزل، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، لکھا بلکہ اُسنے حلقہ تقلید سے باہر نکلکر جسمیں اُردو شاعری ابتدا سے مقید ہو گئی تھی۔ کسی قدر آزادہ روی اور جدت کا مسلک اختیار کیا اور اپنے مشاہدات کو کام میں لاکر ایسی چیزوں پر نظمیں لکھیں جس سے اُردو کے بعد کے شعرا بھی قاصر رہے"

سلطان محمد اور سلطان عبداللہ کا اُردو کلام

سلطان محمد اور سلطان عبداللہ فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں شعر کہا کرتے تھے۔ پہلے کا تخلص ظل اللہ اور دوسرے کا عبداللہ ہے[1]۔ انکے فارسی

[1] حدیقۃ العالم جلد اول ص۲۰۹ رسالہ اُردو جلد دوم ص۱۱

www.urduchannel.in

اشعار تاریخ قطب شاہی اور حدیقۃ السلاطین میں درج ہیں[1] اُردو کا کلام ایک انتخاب میں جمع ہے جسے ۱۰۷۰ھ میں اردستانی نے حیدرآباد میں مرتب کیا ہے اور اسکا ایک مطلا نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے[2]

تاناشاہ بھی زبان اُردو کا شاعر تھا

بعض تذکرہ نویسوں نے ابوالحسن تاناشاہ کو بھی اُردو شعرا میں شمار کیا ہے اور مرزا لطف اور میر حسن کے تذکروں میں حسب ذیل بیت اسکے نام سے تحریر ہے[3-5]

کس در کہوں جاؤں کہاں مجھ دل پہ بھل بچھراٹ ہے
ایک بات کے ہوں گے سجن یاں جی ہی بارہ باٹ ہے

عہد قطب شاہیہ کے اُردو شعر کہنے والے شعرا

گمان[6] غالب ہے کہ ان بادشاہوں کے زمانہ میں اُردو کے بہت سے باکمال شاعر ہوئے ہونگے اسواسطے کہ بادشاہوں کا میلان طبع جس جانب ہوتا ہے۔ اسی جانب لوگوں کے خیالات متوجہ ہوتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ انکے حالات پر گہری تاریکی چھائی ہوئی ہے اور اسکے علم کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے[7] نہایت جد وجہد اور تلاش وتجسس کے بعد جن شعرا کے حالات اور تصنیفات دستیاب ہوئے ہیں انکا تذکرہ ذیل میں درج ہے۔

قطب شاہی دور کے شعرا میں احمد، فیروز، محمود اور وجہی سب سے قدیم ہیں۔ ان میں ملا احمد سلطان محمد قلی قطب شاہ کا درباری شاعر ہے۔

ملا احمد ملا فیروز ملا محمود

ملا احمد نے بادشاہ کی فرمائش سے لیلیٰ مجنوں کی داستان منظوم کی ہے[8]۔ اسکے خاتمہ میں شعر وسخن کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے اپنے دو معاصر شعرا فیروز اور محمود کا تذکرہ کرتا ہے پھولبن میں ابن نشاطی نے بھی انکی استادی کا اعتراف کیا ہے

نہیں وہ کیا کروں فیروز استاد   جو دیتے شاعری کا مج میرے داد
رہے صد حیف جو نیں سید محمود   کتے پانی کون پانی دود کون دود

---

۱ حدیقۃ العالم جلد اول ص۲۰۹ تا ص۲۳۰ ۲ ایتھے نمبر (۴۰۰۸) ۳ گلشن ہند ص۶۵ ۴ تذکرہ میر حسن ص۶۵ ۵ گل رعنا ص۲۸
۶ گل رعنا ص۲۶ ۷ اورینٹل میگزین۔ جلد دوم نمبر اول ص۲۰ ۸ بلوم ہارٹ۔ مخطوطات انڈیا آفس نمبر ۱۲۲

www.urduchannel.in

ملا وجہی

وجہی بھی اسی عہد میں گزرا ہے۔ اسنے سلطان محمد قلی کی وفات سے دو سال قبل سنہ ۱۰۱۸ھ کے حدود میں ایک مثنوی لکھی ہے اور اُس میں مشتری کے ساتھ خود بادشاہ کی عشق و محبت کے حکایات بیان کئے ہیں۔ اسکی ابتدا ابیات ذیل سے ہوئی ہے۔

تون اول تون آخر تون قادر اہے — تون مالک تون باطن تون ظاہر اہے
تون مخفی تون مبدی تون واحد سچا — تون تواب تون رب تون ماجد سچا
تون باقی تون مقسم تون ہادی تون نور — تون وارث تون منعم تون بر تون صبور

خاتمہ میں سنہ تصنیف کا اسطرح ذکر آیا ہے،

تمام اس کیا دیس بارہ منے — سنہ یک ہزار ہو اٹھارہ منے

ملا غواصی

ملا غواصی گولکنڈے کے باشندے اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کے درباری شاعر ہیں، ملا نصرتی نے گلشن عشق میں انکا تذکرہ کیا ہے۔

رہی کچھ غواصی تبی کر خیال — کیا تازہ باغ بدیع الجمال

میر حسن اپنے تذکرہ میں تحریر کرتے ہیں۔

غواصی تخلص در وقت جہانگیر بادشاہ (سنہ ۱۰۱۴ھ تا سنہ ۱۰۳۷ھ) بود طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بزبان قدیم نصفے فارسی نصفے ہندی بطور رکبٹ کہانی سرسری دیدہ بودم شعر آن نظم یاد نیست،

ملا نظام الدین احمد شیرازی نے حدیقۃ السلاطین کے نام سے سلطان عبداللہ قطب شاہ کی تاریخ لکھی ہے۔ اُس میں ایک موقع پر غواصی کا تذکرہ بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کو دربار کے دکنی شعرا میں ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ ۱۱ ذی القعدہ سنہ ۱۰۴۰ھ کو بادشاہ کے محل میں شاہزادہ تولد ہوا تو غواصی نے کلمہ محفوظ باد سے اسکی تاریخ نکالی اور اُسے بادشاہ کے

www.urduchannel.in

ملاحظہ میں پیش کیا

"و بہ شکرانۂ ایں موہبت خاقان سکندر منزلت مبلغی کلی علماء و فضلاء و صلحا اکرام و احسان فرمودند و لفقرا و مساکین نقود و اجناس بسیار تصدق نمودند و جمعی از شعرا تاریخہائے کہ یافتہ بودند بمسامع جاہ و جلال خسرو یوسف جمال رسانیدند۔ ازاں جملہ ایں سہ تاریخ مرقوم گردید۔ اوّل تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از آفتاب آمد پدید" و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است ایں کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است "محفوظ باد"

۱۰۴۵ھ میں سلطان محمد عادل شاہ نے ملک خوشنود کو ایلچی بنا کر گولکنڈہ بھیجا اسکے جواب میں سلطان عبداللہ نے ملا غواصی کو بیجاپور روانہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد غواصی بیجاپور سے واپس ہوا تو محمد عادل شاہ نے میر زین العابدین کو ساتھ کر دیا اور اسکے ہاتھ بہت سے تحفے سلطان عبداللہ کے یہاں روانہ کئے۔ ملا نظام الدین احمد نے اس واقعہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے،

"و بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند و بعد از قتل خواص خاں حضرت عادل شاہ میر زین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند و مشارٌ الیہما بشرف بساط بوسی مشرف و سرفراز گردیدند"

ملا غواصی کی تصنیفات سے اسوقت دو کتابیں موجود ہیں۔

(۱) فسانہ سیف الملوک و بدیع الجمال۔ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور فسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور اجنہ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے غواصی نے اسے نثر فارسی سے نظم دکنی میں ترجمہ کیا ہے۔ اور غواصی

www.urduchannel.in

ایک عرصہ بعد اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمایش سے اس داستان کو فارسی میں نظم کیا اور گلدستہ عشق نام رکھا۔ غواصی کی یہ مثنوی ۱۰۳۵ھ میں ختم ہوئی ہے اور خاتمہ میں تاریخ کا اسطرح ذکر آیا ہے،

برس یک ہزار ہو پنج تیس میں　　کیا ختم یو نظم دن تیس میں

اسکی ابتداء ابیات ذیل سے ہوئی ہے۔

آلہی جلت کا الٰہی سوتوں،　　کرنہار جسم بادشاہی سوتوں
ترے حکم تل ذکرا سمان کے　　رعیت ملک تیرے فرمان کے
بھریا لس کران نیچ تارے حشم　　کریں نوبتاں سوں النگ دمبدم

(۲) طوطی نامہ۔ ملا ضیاء الدین نخشبی کے فارسی طوطی نامے کا ترجمہ ہے اور ۱۰۴۹ھ میں تمام ہوا ہے۔ غواصی نے اسکے اختتام کی تاریخ اسطرح بیان کی ہے۔

برس یک ہزار ہو چالیس پو نو　　ہوئے تھے یو موتیاں پو رویا ہوں تو

اسکے ابتدائی ابیات یہ ہیں۔

خدایا جودا نا ہے توں غیب کا　　ہے ستار بندیاں کرے عیب کا
نہ آکار تجھ ہے نراکار توں،　　نہ چون وچرا سوں دھرے کار توں
ترے راز سوں کوئی آگاہ نیں　　تصرف کو تیری طرف راہ نیں

حدیقۃ السلاطین صفحہ ۱۰۹ و صفحہ ۲۲۹۔ حدیقۃ العالم جلد اول صفحہ ۳۲۳ میر حسن صفحہ ۱۴۲ ڈی ٹاسی جلد اول صفحہ ۴۹۴ ولسن صفحہ ۳۰۶۔ ایتھے نمبر ۹۰۸۔ ریو جلد دوم صفحہ ۶۳۲۔ بلوم ہارٹ انڈیا آفس عدد ۹۹ بلوم ہارٹ برٹش میوزیم عدد ۴۷ و عدد ۵۴ لسان العصر جلد اول نمبر سوم صفحہ ۱۲۰

مثنوی سیف الملوک ۱۲۹۰ھ میں بمبئی میں چھپ گئی ہے اور اس میں اسکا تاریخی شعر اسطرح ہے۔

برس یک ہزار ہو رستادیس میں　　کیا ختم یو نظم دن تیس میں

اس سے ظاہر ہے کہ یہ مثنوی ۱۰۲۶ھ میں تمام ہوئی ہے۔ لیکن کئی وجوہ سے یہ تاریخ غلط ثابت

ہوئی ہے۔ اولاً یہ کہ ہمنے جسقدر قلمی نسخے اس مثنوی کے دیکھے ہیں ان میں یہ تاریخی مصرعہ اُسی طرح ہے جیسا کہ اصل مضمون میں اوپر نقل ہوا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اسکے دیباچہ میں مصنف نے حکمران وقت سلطان عبداللہ قطب شاہ کی مدح لکھی ہے۔ یہ بادشاہ ۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو تخت نشین ہوا ہے (دیکھو ہند کے کتبات اسلامیہ بابت ۱۹۱۵ء صفحہ ۴۰) اسلئے اس مثنوی کا سلطان عبداللہ کی تخت نشینی سے پہلے ۱۰۲۷ھ میں تصنیف ہونا کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں ہے

سید میران حسینی

سید میران حسینی گولکنڈہ کے مشائخین سے ہیں اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ ۵۔ جمادی الاول ۱۰۴۹ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ گولکنڈے کے دامن میں لنگر حوض کے کنارے مدفون ہوئے۔

شاہ محمد جس کا تخلص جامی ہے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے اہل دربار سے تھا اسنے سنسکرت سے اخذ کرکے نظم فارسی میں کوک شاستر لکھی تھی۔ عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ میں سید حسین کی فرمائش سے جن کا لقب لاڈلے حسینی ہے سید میران نے نظم دکنی میں اسکا ترجمہ کیا اور تحفۃ العاشقین نام رکھا۔

فارسی کتاب کی ابتداء اس بیت سے ہوئی ہے۔

کنم ابتدا من بنام خدائے ۔۔۔ کہ پیداست از قدرتش دوسرائے

ترجمے کے ابتدائی ابیات یہ ہیں۔

خدا نام کرتا ہوں میں ابتدا ۔۔۔ کہ قدرت سوں اسکے ہوئے دوسرا
کروں ناز اُسی قدرت پاک پر ۔۔۔ شرف دی سیہ خاک کوں سربسر
بہوت مہوشاں اُس نے پیدا کیا ۔۔۔ خط دل پسند رنگ زیبا دیا
ہر یک صورت گل کوں دی رنگ و بُو ۔۔۔ ہر یک کون دی اخلاق پاکیزہ خو

www.urduchannel.in

کتاب کی اصل تصنیف کی تاریخ اور اپنے نام کی صراحت سید میران نے ابیات ذیل میں کی ہے۔

لکھیا تھا جو جامی نے در فارسی   لکھیا ہوں میں ہندی میں جب آرسی

ہزار و سی و دو پنج میں یہ کتاب   ہر ہندی زباں سوں ہوئی انتخاب

کہ میران حسینی میرا نام ہے   مخلف مسمّہ سنے عام ہے

تاریخ دکن ص۲۹۶ ریو جلد ۲ صفحہ ۶۸ ریو نے فارسی نسخہ کے مصنف کا نام محمد قلی جامی لکھا ہے اور اسے عبداللہ قطب شاہ کے عہد کی تصنیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے۔

مُلا قطبی

ملا قطبی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے معاصر ہیں۔ انہوں نے سنہ ۱۰۴۵ھ میں تحفۃ النصائح کا دکنی میں ترجمہ کیا ہے۔ تحفۃ النصائح شیخ یوسف دہلوی کی تصنیف ہے۔ یہ بزرگ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہیں۔ اور اپنے فرزند صدر الدین ابوالفتح کی تعلیم کیلئے سنہ ۷۹۵ھ میں اسے تصنیف کیا ہے۔ اس میں پینتالیس ابواب ہیں اور اُن میں فرائض و سُنن کے احکام و آداب بیان کیے ہیں۔ تحفۃ النصائح سات سو چھیاسی بیت کا ایک ہم قافیہ قصیدہ ہے۔ ملا قطبی نے اسی بحر اور اسی قافیہ میں اسکا شعر بشعر ترجمہ کیا ہے۔ فارسی قصیدے کے پہلے دو شعر یہ ہیں۔

حمد بگویم بے عدد   مر خالق جن و بشر
کردہ معلق آسماں   ہم اختراں شمس و قمر
عظمے بدادہ عرش را   برّد ز پایش طائرے
چوں برق سالے چار صد   انگہ رسد پایۂ دگر

www.urduchannel.in

اسکا ترجمہ ملا قطبی نے یوں کیا ہے۔

بولوں صفت میں بے گنت | اس خالق جن و بشر،
نردھار کر اسمان رکھیا | سورج ستارے ہور چندر
جوں دی بزرگی عرش کوں | پنکھے اُڑتے پک پائیتے
جوں بیچ برساں چار سو | انپڑے بزاں پائے دگر

ترجمہ کے اختتام کی تاریخ اسطرح بیان کی ہے۔

ہجرت تھے دس سو سال ہور | چالیس پر بھی پانچہ آتھے
تب یہ مرتّب سب ہوا | تحفہ سو دکنی نامور

تحفہ کے ہمنے کئی نسخے دیکھے ہیں بعض میں قطبی تخلص ہے اور بعض میں رازی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا قطبی نے دو تخلص استعمال کئے ہیں۔ ذیل کے شعر سے قطبی تخلص ظاہر ہوتا ہے۔

نازش جہاں میں میں کیتا | کیتا بُرائی کے جو بھی
قطبی دھریا امید یو | لایا ہوں سب صاحب نظر

ذیل کی بیت میں رازی تخلص آیا ہے۔

بندیاں میں سب کم تر بندہ | رازی تخلص قطب کا
تحفہ کیا دکنی زبان | شر کی رضا لے سیں دہر

شیخ یوسف چشتی مصنف تحفۃ النصائح کے حالات کے لئے دیکھیے خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۳۶۶ اور تذکرۂ علمائے ہند صفحہ ۲۵۶ کتب مذکور میں شیخ یوسف کا سنہ وفات ۹۵۳ھ لکھا ہے لیکن یہ ایک صریح غلطی ہے۔ کیونکہ تحفۃ النصائح اس تاریخ کے تقریباً اکیس سال بعد ۹۷۴ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

ابن نشاطی

ابن نشاطی گولکنڈہ کا باشندہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر ہے

اسنے دو کتابیں لکھی ہیں اور انھیں سلطان عبداللہ کے نام سے نامزد کیا ہے۔

(۱) پھول بن۔ ایک فارسی کتاب بساتین کا منظوم ترجمہ ہے میجر اسٹوارٹ نے اسکا سن تصنیف ۱۰۵۹ھ بیان کیا ہے کتب خانہ انڈیا آفس کے نسخے سے ۱۰۶۶ھ میں تصنیف ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن کتب خانہ آصفیہ میں جو نسخہ موجود ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ۱۰۶۶ھ میں تمام ہوئی ہے۔ چنانچہ ابن نشاطی نے سبب تالیف کو بیان کرتے ہوئے۔ اسکے نام اور تاریخ تصنیف کی اسطرح صراحت کی ہے۔

صفا وار اسکی دیکھ ہر ایک چمن میں — رکھیا ہوں ناؤں اسکا پھولبن میں
اتھا تاریخ لایا توں یہ گلزار — اگیارہ سو کوں کم تھے بیس پر چار

اس مثنوی میں بادشاہ کی مدح کے پہلے دو شعر یہ ہیں۔

کروں تعریف میں اُس تاجور کا — سمجھتا ہے جنے قیمت ہنر کا
شہاں کا شاہ عبداللہ غازی — اچھو جم حق سوں اُسکی بیش بازی

ابتدا اس شعر سے ہوئی ہے۔

خداوندا تجھے ہے جم خدائی — ہمیشہ تجکوں سانجھے کبریائی

محمد ابراہیم بیجاپوری نے ۱۱۰۹ھ میں انوار سہیلی کا نثر دکنی میں ترجمہ کیا ہے اس کے دیباچے میں دکنی کی بہترین تصنیفات کے نام لکھے ہیں جنمیں پھولبن کا نام بھی شامل ہے۔

حاجی خلیفہ نے بساتین کا نام لکھا ہے۔ یہ فارسی کی ایک مشہور کتاب ہے۔ اور ملا احمد زبیری نے اسے سلطان محمد تغلق (۷۲۵ھ - ۷۵۲ھ) کے زمانہ میں تصنیف کیا ہے۔

(۲) طوطی نامہ۔ شیخ ضیاء الدین نخشبی کے فارسی طوطی نامہ سے ماخوذ ہے۔ پروفیسر ڈی ٹاسی نے اسکا سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ بیان کیا ہے لیکن میجر اسٹوارٹ کے بیان سے ۱۰۶۴ھ میں اسکا تصنیف ہونا ظاہر ہوتا ہے،

ڈی ٹاسی جلد اول صفحہ ۲۵۶ اسٹوارٹ صفحہ ۱۸۰ بلوم ہارٹ انڈیا آفس ع ۱۰۳ و ع ۱۲۲ ایتھے نمبر ۱۹۸۲

www.urduchannel.in

لسان العصر جلد ۱ نمبر ۳ صفحہ ۲۲۲ ترجمہ انوار سہیلی صفحہ ۱۱ حاجی خلیفہ جلد دوم صفحہ ۵ کتب خانہ آصفیہ میں مثنویات اُردو کے نمبر ۱۶۷ پر اسکا ۱۱۹۲ھ کا لکھا ہوا نسخہ موجود ہی۔ طوطی نامہ کیلئے دیکھئے دوسرا ضمیمہ

جُنیدی

شیخ احمد نام ہے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ میں اسنے ماہ پیکر کے نام سے ایک مثنوی لکھی ہے ٹیپو سلطان کے کتبخانہ میں اسکا ایک نسخہ موجود تھا۔ لیکن اسوقت کمیاب ہی یہ مثنوی ۱۰۶۴ھ میں تمام ہوئی ہی اور مصنّف نے اسکا سال تصنیف اسطرح بیان کیا ہی۔

نبی کی سو ہجرت کا یو تھا قرار ۔۔۔ چہار سال تین بیس بھی ایک ہزار

اسٹوارٹ صفحہ ۱۷۹

طبعی

طبعی گولکنڈہ کا باشندہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کا معاصر ہے اسنے ۱۰۸۱ھ میں ایک ضخیم مثنوی لکھی ہے جسمیں بہرام و گل اندام کا فسانہ مذکور ہی اور اسکا دیباچہ شاہ راجو حسینی کے نام سے منسوب کیا ہی خاتمہ میں ابو الحسن تانا شاہ کی مدح و ستایش بیان کی ہے شاہ راجو حسینی گولکنڈے کے مشہور بزرگ ہیں خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے ۱۰۶۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے ابو الحسن تانا شاہ جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کا داماد و جانشین ہے آپ کا مُرید تھا،

بہرام گور ایران کے خاندان ساسانیہ کا چودھواں بادشاہ ہے اسکے حکایات فارسی میں نظامی اور ہاتفی نے نظم کئے ہیں اور انھیں ہفت پیکر و ہفت منظر کے ناموں سے نامزد کیا ہی ان ناموں کے رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ بہرام کی سات بیویاں تھیں اور وہ سات مختلف باغوں میں

www.urduchannel.in

الگ الگ رہتی تھیں،

طبعی نے اپنی مثنوی کو ہفت پیکر سے اخذ کیا ہے لیکن اسنے نظامی اور ہاتفی کی طرح اسکا کوئی خاص نام نہیں رکھا ہے۔ خاتمہ میں قصہ بہرام و گل اندام کے نام سے موسوم کیا ہے اور اسکی ابتداء حسب ذیل بیت سے ہوئی ہے،

الٰہی بچن کا مجھے تاب دے　　　مری جیب کی تیغ کوں آب دے

اور حسب ذیل بیت میں تاریخ تصنیف مذکور ہے،

اتھا سال تاریخ کا خوب نیک　　　سنہ یک ہزار و ہشتاد و ایک

اسپرنگر صـ ۶۳۹۔ اسٹوارٹ صـ ۱۷۹ ایتھے نمبر ۱۲۹۷۔ ڈی ٹاسی کا پانچواں خطبہ مشمولہ رسالۂ اردو وجلد سوم صـ ۵۴۲

شاہ راجو حسینی کے لئے دیکھئے تاریخ خورشید جاہی صـ ۲۲۵ اور بہرام گور کے لئے ڈاکٹر اسپیگل کی کتاب عقائق ایران جلد سوم صـ ۳۴۷

نوری

نوری کا نام شجاع الدین ہے گجرات کے سادات سے تھے اور حیدرآباد میں رہا کرتے تھے سلطان ابو الحسن تانا شاہ (۱۰۸۳ھ تا ۱۰۹۸ھ) کے وزیر سید مظفر کے لڑکے کو تعلیم دیا کرتے تھے میر حسن دہلوی نے اپنے تذکرہ میں انکا ایک شعر نقل کیا ہے۔

نوری الیں کے دل کی کسی سے نہ کہہ سکتا　　　حاصل بھلا اب اس سے دو دل لے جو تھا سو تھا

ڈی ٹاسی جلد دوم صـ ۴۸۴ میر حسن صـ ۱۹۹ لسان العصر جلد اول نمبر ۳ صـ ۱۱۹

نوری دو بزرگوں کا تخلص ہے ایک نوری حیدرآبادی جنکا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ دوسرے نوری اعظم پور کے باشندے تھے شہنشاہ اکبر (۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ) کے زمانے میں گزرے ہیں انہیں ملا فیضی سے بیحد ربط و ضبط تھا۔ قایم چاندپوری اور میر حسن دہلوی نے اپنے تذکروں میں انکا

www.urduchannel.in

ایک شعر نقل کیا ہے (تذکرہ میر حسن ص ۱۹۰)

ہرکس کہ خیانت کند البتہ بترسد بیچارۂ نوری نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے

پروفیسر ڈاسی کو نوری کا تذکرہ لکھنے میں تخلص کے ایک ہونے کی وجہ سے سخت مغالطہ ہوا ہے اور نوری حیدرآبادی و نوری اعظم پوری دونوں کو ایک سمجھ کر انکے حالات مخلوط کر دئیے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں جو مضمون زبان اُردو پر لکھا گیا ہے اسمیں بھی کاتب مضمون سے پروفیسر موصوف کی اتباع کے باعث یہی غلطی سرزد ہوئی ہے۔

ملا فیضی کا سنہ ۱۰۰۴ھ میں انتقال ہوا ہے (بدایونی ص ۲۷۷ مآثر الکرام ص ۱۹۹) ابو الحسن تانا شاہ کی تخت نشینی کے بعد سنہ ۱۰۸۳ھ میں سید مظفر کو عہدۂ وزارت ملا ہے (حدیقۃ العالم جلد اول ص ۳۹۷) فیضی کی وفات اور سید مظفر کی وزارت کے مابین اکیاسی سال کا زمانہ گزرا ہے اس طویل مدت کو طے کر کے فیضی کے دوست کا سید مظفر کی ملازمت کرنا بعید از قیاس امر ہے۔

فائز

گولکنڈہ کا شاعر اور ابو الحسن تانا شاہ (سنہ ۱۰۸۳ھ تا سنہ ۱۰۹۸ھ) کا معاصر ہے تباہی سلطنت قطب شاہیہ سے چار سال پہلے سنہ ۱۰۹۴ھ میں اسنے قصۂ رضوان شاہ و روح افزا کو نظم کیا ہے یہ ایک ضخیم مثنوی ہے۔ اسکا ایک قلمی نسخہ سنہ ۱۲۲۴ھ کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ یہ فسانہ نثر فارسی میں تھا۔ بعض دوستوں کی فرمائش سے فائز نے نظم دکھنی میں اسکا ترجمہ کیا۔ ابتدا اسکی حسب ذیل بیت سے ہوئی ہے۔

اول نام حق کا لے بولوں سخن بندوں اسکی توحید کھولوں دہن

تاریخ تصنیف اسطرح بیان کی ہے۔

اتھا جس وقت سال ہجرت ہزار اُس اوپر نود اُسکے اوپر چہار

مثنوی کا نام قصۂ رضوان شاہ رکھا ہے اور خاتمہ میں اسکا ذکر اسطرح کیا ہے۔

www.urduchannel.in

ہوا قصہ رضوان شاہ کا تمام　　　نبی اور ولی پہ ہزاراں سلام

اسپرنگر ص۶۲۳ اسٹوارٹ ص۱۶۹

ڈاکٹر اسپرنگر نے فائز کا الا بجائے زائے منقوطہ کے ضاد منقوطہ سے فائض لکھا ہے۔

فہرست کتب خانہ آصفیہ جلد دوم ص۱۲۰۸ میں اسکا نام قصہ روح افزا درج ہے جو غلط ہے اور کتب خانہ مذکور میں اسکا نسخہ فن قصص میں نمبر ۱۲۱ پر محفوظ ہے۔

شاہی

انکا نام شاہ قلی خاں ہے۔ حیدرآباد کے باشندے اور قطب شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ رفتہ رفتہ تانا شاہ کے مصاحب ہو گئے۔ مرثیہ خوب کہتے تھے انکا ایک شعر مشہور ہے۔

ملنا تن کا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ مچ کہے　　　کس کس کا منہ موندوں سجن کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

میر حسن ص۱۲۳ سخن شعرا ص۲۴۰

مرزا

انکا نام ابوالقاسم ہے حیدرآباد کے باشندے تانا شاہ کے مقرب تھے اورنگزیب عالمگیر نے جب حیدرآباد فتح کیا تو فقیر ہو کر عبداللہ گنج میں گوشہ نشین ہو گئے اور اسی حال میں انکا انتقال ہوا میر حسن دہلوی نے اپنے تذکرہ میں انکے دو شعر نقل کئے ہیں۔

عارض نہیں چندر کا ترے گال سوں اچھا　　　سمجھیں ہمن کلف کو نہ تجھ خال سوں اچھا

مرزا وہ نونہال کدھر مٹ گئے چمن　　　لگتا تھا جن کے ہاتھ یہ گل ڈال سوں اچھا

میر حسن ص۱۶۵

www.urduchannel.in

سلطنت عادل شاہیہ

سنہ ۸۹۵ھ تا سنہ ۱۰۹۷ھ

(۱) یوسف عادل شاہ	سنہ ۸۹۵ھ	سنہ ۹۱۶ھ[۱]
(۲) اسمٰعیل عادل شاہ	سنہ ۹۱۶ھ	سنہ ۹۴۱ھ
(۳) ملو عادل شاہ	سنہ ۹۴۱ھ	
(۴) ابراہیم عادل شاہ اوّل	سنہ ۹۴۱ھ	سنہ ۹۶۵ھ
(۵) علی عادل شاہ اول	سنہ ۹۶۵ھ	سنہ ۹۸۸ھ
(۶) ابراہیم عادل شاہ ثانی	سنہ ۹۸۸ھ	سنہ ۱۰۳۷ھ
(۷) محمد عادل شاہ	سنہ ۱۰۳۷ھ	سنہ ۱۰۶۷ھ
(۸) علی عادل شاہ ثانی	سنہ ۱۰۶۷ھ	سنہ ۱۰۸۳ھ
(۹) سکندر عادل شاہ	سنہ ۱۰۸۳ھ	سنہ ۱۰۹۷ھ

یوسف عادل شاہ کی اصلیت

سلاطین عادل شاہیہ کا سلسلۂ نسب روم کے سلاطین عثمانیہ سے ملتا ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان مُراد (سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۸۵۵ھ) کے دو فرزند تھے۔

محمد خاں و یوسف خاں سنہ ۸۵۵ھ میں جب سلطان مُراد کا انتقال ہوگیا تو شاہزادہ

[۱] تاریخ فرشتہ جلد دوم ص۳ طبقات اکبری میں سنہ ۹۱۳ھ تحریر ہے۔ رفیع الدین شیرازی نے تذکرۃ الملوک میں اور راسد خاں نے سراج التواریخ میں سنہ ۹۲۵ھ لکھا ہے۔ بساتین السلاطین ص۲۲

www.urduchannel.in

محمد[1] برسرحکومت ہوا اور اس خیال سے کہ شاہزادہ یوسف کی وجہ سے تخت و تاج کیلئے آئندہ کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو اُسکے قتل کا حکم دیدیا۔ افسران سلطانی شاہزادہ یوسف کیلئے اسکی ماں کے یہاں گئے تو اسنے شاہزادہ کو حوالہ کرنے کے لئے ایک روز کی مہلت لی اور اس عرصہ میں ایک ایرانی تاجر خواجہ عمادالدین گرجستانی کو بلا کر شاہزادے کو ایک کثیر دولت کے ساتھ اسکے حوالہ کردیا۔ تاکہ اُسے دارالحکومت سے لیکر فرار ہوجائے اور شاہزادے کے بجائے ایک چرکس غلام کو جو شاہزادے کا بالکل ہم شبیہ تھا رات کو مسموم کردیا اور صبح اسکی لاش افسران سلطانی کے حوالہ کردی۔ غلام کا جنازہ سلطانی رسم و رواج کے مطابق سپرد خاک کیا گیا۔ اور خواجہ عمادالدین شاہزادہ یوسف کو لیکر اسی شب میں ترکوں کے دارالحکومت سے نکلا اور وہاں سے ایران میں آکر سادہ میں پناہ گزیں ہوا۔

یوسف عادل شاہ کا ہندوستان میں آنا

خواجہ عمادالدین اور یوسف کئی سال تک ایران میں مقیم رہے اسکے بعد دونوں ہندوستان کی جانب روانہ ہوئے بندر ہرموز سے جہاز پر سوار ہوکر سنہ ۸۶۴ھ میں مصطفےٰ آباد دابل پر اُترے اور یہاں بہمنیوں کے دارالسلطنت احمدآباد بیدر میں آکر خواجہ محمود گاواں کے مہمان ہوئے محمود گاواں نے یوسف کی سرگذشت بادشاہ سے بیان کی اور سفارش کرکے اُسے شاہی چیلوں میں شامل کرادیا شاہزادہ یوسف نہایت قابل اور ہوشیار آدمی تھا اسلئے محمد شاہ بہمنی (۸۶۷ھ تا ۸۸۷ھ) کے دربار میں اسے بہت تقرب حاصل ہوگیا یہاں تک کہ سنہ ۸۸۳ھ میں بادشاہ نے اُسے جنیر کا صوبہ دار بنادیا اسکے بعد بیجاپور کا سرلشکر مقرر ہوا اور مدت دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا محمود شاہ بہمنی

سلطنت عادل شاہیہ کا ہندوستان میں قائم ہونا

(۸۸۷ھ سے ۹۲۴ھ) کے زمانہ میں جب سلطنت بہمنیہ تباہی کے

[1] سلطان مراد سلطنت عثمانیہ کا چھٹا فرمانروا ہے اسکا جانشین سلطان محمد جسے اہل تاریخ فاتح قسطنطنیہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں ۸۵۵ھ سے ۸۸۶ھ تک حکمراں رہا ہے اسنے ۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا مولانا جامی نے اسکی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں۔

www.urduchannel.in

قریب ہو گئی تو احمد نظام الملک کی تحریک سے ۸۹۵ھ میں اسنے اپنی مستقل حکومت قائم کرلی اور بیجاپور کو مستقر حکومت قرار دیکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

یوسف عادل شاہ کے بعد اسکی اولاد میں یکے بعد دیگرے آٹھ بادشاہ برسر حکومت ہوئے اور اس خاندان میں کچھ کم دوسو برس حکومت قائم رہی[1]۔

سلاطین عادل شاہیہ کا مذاق علمی

یوسف عادل شاہ اور اسکا جانشین اسمعیل عادل شاہ دونوں فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے مورخ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اُن کا کلام نقل کیا ہے اور اسمعیل عادل شاہ کی نسبت لکھا ہے کہ

"ہیچ یک از سلاطین دکن بمتانت ولطافت او سخن نہ گفتہ"

اسمعیل کے بعد ابراہیم عادل شاہ اور اسکے بعد علی عادل شاہ بادشاہ ہوئے ہیں یہ دونوں بادشاہ ارباب کمال کے بڑے قدردان تھے انکے عہد میں عراق و عجم کے سینکڑوں اہل علم نے آکر بیجاپور کی سکونت اختیار کرلی تھی اور اس عہد میں یہ شہر ایران کا نمونہ بنگیا تھا۔

علی عادل شاہ نے ملا فتح اللہ شیرازی کو جسے علمائے عراق عقل حادی عشر کے لقب سے یاد کرتے ہیں ہزارہا روپیہ صرف کر کے شیراز سے بلایا تھا۔ اسکا وزیر افضل خان شیرازی بہت بڑا عالم تھا اور اسکی فیاضیوں سے بیجاپور میں کثرت سے علماء و فضلا جمع ہو گئے تھے افضل خاں اور ملا فتح اللہ کے مکانات پر روزانہ علمی جلسے ہوا کرتے تھے علی عادل شاہ ہفتہ میں تین بار دربار شاہی میں علماء و فضلا کو جمع کرتا تھا اور یہ لوگ بادشاہ کے روبرو علمی مباحثہ و مذاکرہ کیا کرتے تھے

ابراہیم ثانی جو علی عادل شاہ کے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا ہے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ اسنے اپنے زمانہ میں علم و ہنر کے پھیلانے میں جو

---

[1] یوسف عادل شاہ کی اصلیت اور روم سے فرار ہو کر ہند میں آنے اور بیجاپور میں برسر حکومت ہونے تک جو کچھ واقعات گذرے ہیں انکی تفصیل کیلئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۲ منتخب اللباب جلد سوم صفحہ ۲۶۶ بساتین السلاطین صفحہ ۵ ہنری کزنز کی انگریزی کتاب کی کچر آف بیجاپور کا ضمیمہ جسمیں سلطنت عادل شاہیہ کے تاریخی حالات تحریر ہیں۔

www.urduchannel.in

کوششیں کی ہیں وہ اپنی آپ نظیر ہیں۔ اسکے دربار میں بڑے بڑے اہل کمال جمع تھے مثلاً
نورالدین ظہوری جسکی نظم ونثر ساری دُنیا میں مشہور ہے۔
ملا ملک قمی جسنے نظامی کی مخزن الاسرار کا جواب لکھ کر بادشاہ سے اسکے صلہ میں
ایک بارشتر زرطلا حاصل کیا ہے۔
حکیم محمد قاسم فرشتہ جس نے بادشاہ کے حکم سے ہندوستان کی بےمثل ونظیر
تاریخ لکھی ہے
عبدالرشید التبتگی جسنے بادشاہ کی فرمایش سے علاءالدین محمد بن زکریا قزوینی
کی عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔
ملا رفیع الدین شیرازی جسنے بادشاہ کے ایما سے روضۃ الصفا کا خلاصہ لکھا ہے
اور سلاطین بہمنیہ اور شاہان عادل شاہیہ کی ایک مبسوط تاریخ تذکرۃ الملوک کے
نام سے تصنیف کی ہے۔
شیخ علم اللہ محدث خاتم المحدثین شیخ شہاب الدین ابن الحجر المکی کے شاگرد تھے
اور بادشاہ کی طرف سے بیجاپور کی جامع مسجد میں علم حدیث کا درس دیا کرتے تھے،
ابراہیم ثانی کے بعد محمد عادل شاہ اور اسکے بعد علی عادل شاہ ثانی برسر حکومت ہوئے
ہیں۔ یہ بادشاہ بھی اپنے آباواجداد کی طرح علم وفضل کے حامی اور سرپرست تھے۔ محمد عادل شاہ
کا درباری شاعر حکیم آتشی تھا اسنے بادشاہ کے حکم سے خمسۂ نظامی کا جواب لکھا ہے ملا رفیع الدین
نے تذکرۃ الملوک میں سلاطین عادل شاہیہ کے حالات ابراہیم ثانی تک لکھے تھے،
بادشاہ کے ایما سے ملا محمد حسن نے اسکا تکملہ لکھا اور اسمیں محمد عادل شاہ کے حالات تحریر کئے
علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ میں سید نوراسد ولد قاضی سید علی محمد ایک زبردست
انشاپرداز گذرے ہیں انھوں نے علی عادل شاہ ثانی کی تاریخ لکھی ہے اور اسمیں اپنے چشم دید
واقعات قلمبند کئے ہیں۔ اس کتاب کی عبارت رنگین ہے اور تمام فقرے مسجع ومقفیٰ ہیں۔

۳۳۷۱۷

www.urduchannel.in

سلاطین عادل شاہیہ اور زبان اُردو

سلطنت عادل شاہیہ کی بُنیاد پڑنے سے مدّتوں پہلے بیجاپور میں اُردو زبان عام ہوگئی تھی۔ امیر غریب ادنیٰ اعلیٰ سب اسی زبان میں بات چیت کیا کرتے تھے سلاطین بہمنیہ نے یہاں کے شاہی دفتر کو بھی اسی زبان میں کردیا تھا۔ لیکن یوسف عادل شاہ اور اسکے فرزند اسمعیل عادل شاہ نے اپنے زمانہ میں شاہی دفتر کو فارسی میں منتقل کردیا۔ کم و بیش پچاس سال فارسی عروج پر رہی ابراہیم عادل شاہ اول نے جب تاج و تخت کو حاصل کیا تو اسنے حسب سابق فارسی کے عوض شاہی دفاتر میں زبانِ اُردو کو رواج دیا اور یہ زبان سلطنت کی زبان قرار پائی۔ مؤرخ خافی خاں نے اس واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وابراہیم عادل شاہ دفتر فارسی کہ بجائے دفتر ہندی جد و پدر او قرار دادہ بودند برطرف نمود بدستور سابق ہندوی مقرر نمود۔ [1]

علی عادل شاہ اول (۹۶۵ھ تا ۹۸۸ھ) نے اپنے زمانہ میں پھر فارسی زبان کو مروج کیا، لیکن جب ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ تا ۱۰۲۶ھ) حکمراں ہوا تو شاہی دفاتر میں پھر اُردو زبان جاری ہوگئی اور سلطنت عادل شاہیہ کی تباہی تک برابر جاری رہی [2]

ابراہیم عادل شاہ کو موسیقی میں بے حد مہارت حاصل تھی۔ خاصکر سرود ہندی میں ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ اس کے عہد کے تمام گویّے اسے "جگت گرو" کہا کرتے تھے۔ اسنے علم موسیقی میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں سرود ہندی کے قواعد و ضوابط قلمبند کئے تھے اور اسکا نام نورسنامہ رکھا تھا۔ یہ کتاب نظم دکنی میں تھی۔ ملا ظہوری نے فارسی میں اسپر دیباچہ لکھا تھا جو اسوقت بھی موجود اور سہ نثر ظہوری کے نام سے مشہور ہے۔

---

[1] منتخب اللباب جلد سوم ص۳۰۶ مورخ فرشتہ اور قاضی ابراہیم زبیری نے بھی قدرے اجمال کیساتھ اس واقعہ کو تحریر کیا ہے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد دوم ص۲۰ بساتین السلاطین ص۴۹ [2] سلسلہ آصفیہ جلد چہارم ص۴۲۵

www.urduchannel.in

علی عادل شاہ ثانی کو زبان اُردو سے بیحد دلچسپی تھی اسکے زمانہ میں شعر و شاعری کا خوب چرچا تھا۔ اردو گو شعرا کثرت سے پیدا ہوگئے تھے بادشاہ انکے ساتھ خاص مراعات کیا کرتا تھا۔ اور ان سے اُردو میں بہت سی کتابیں لکھوائی تھیں اور انکے صلہ میں رقومات کثیر عطا کئے تھے چنانچہ مؤرخ خافی خاں نے لکھا ہے،

بادشاہے بود باہوش سپاہ دوست و در سخاوت و شجاعت و وسعت خلق مشہور فضلا و علما را دوست داشتے۔ و شاعران را حرمت نمودے مخصوص در حق شاعران ہندی زیادہ مراعات میفرمود۔ ۔۔۔ ترجمہ یوسف زلیخا تالیف ملا جامی و ترجمہ روضۃ الشہدا و قصہ منوہر و مدمالت کہ عاقل خاں خوافی بنظم در آوردہ ملا نصرتی و دیگر شاعران بیجاپور بہ زبان دکنی تالیف نمودہ از نقد و جنس صلہ وافر در خور سلاطین یافتند۔

و از جملہ شعرائے بیجاپور آں عہد میرزا تخلص شاعرے بود کہ زبان خود را وقف حمد و نعت سید المرسلین و منقبت آلہ الطاہرین نمودہ ہرگز برائے احدے از شاہ و گدا شعر نہ گفت و مرثیہ بسیار کہ در ماتم شہدائے کربلا گفتہ زبان زد خاص و عام مردم دکن و دیگر بلاد گردیدہ۔ روزے علی عادل شاہ میرزا را بحضور خود طلبیدہ بعد عنایات بے پایاں تکلیف نمود کہ در مدح بادشاہ زبان آشنا سازد در جواب التماس نمود۔ زبانی کہ برائے حمد و نعت و منقبت وقف گردیدہ بہ حکم من نہ ماندہ۔ بعدہ کہ مکرر سلطان تکلیف نمود یک دو مرثیہ از زبان سلطان بجائے اسم خود تخلص علی عادل شاہ قسمی داخل نمود کہ ذو معنی واقع شدہ" ؎۱

ابراہیم زبیری نے علی عادل شاہ کے اوصاف و محاسن کو بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ

"شعرائے ہندی گو بسیار از خاک بیجاپور برخاستہ اند و خانہ بخانہ ہنگامہ شعر گوئی تازہ گرم داشتہ اند

؎۱ منتخب اللباب جلد سوم ص ۳۵۹ تا ۳۶۰

www.urduchannel.in

ازاں طبقہ یکے میاں نصرتی است کہ بہ نصرت و قار و مساعدت ذہن ثاقب تیغ زبان کشیدہ فتح اقلیم سخنوری کردہ بملک الشعرائی حکم شد۔ [1]

حاکم شاہ نور نواب دلیر جنگ بہادر کے حکم سے میر احمد علی خاں نے ۱۲۸۶ھ میں سلاطین بیجاپور کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا نام گلدستۂ بیجاپور ہے اسمیں علی عادل شاہ ثانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اُسکے درباری شعرا کی کیفیت اسطرح بیان کی ہے،

شعر گویان تازہ خیال اس بادشاہ نکتہ سنج کے دربار فیض بار میں حاضر رہا کرتے تھے چنانچہ میاں نصرتی کہ خیال رنگین و اشعار تازہ مضامین اُسکے مقبول خاص و عام کے ہیں اور شعرائے زماں میں ملک الشعرا سے مشہور ہے اور طبع زاد سے اپنے کتاب گلشن عشق اور علی نامہ نام سے اُس شہریار عالی وقار کے تصنیف کیا ہے جو کوئی نسخہ زبان ہندی میں اس خوبی اور تازہ مضمونی سے نہیں بنا ہوگا۔

ملا نصرتی شاعر ہندی گو تھا۔ و شاہ نور اللہ و مرزا مقیم و مرزا دولت شاہ و حکیم آتشی اکثر فارسی گو تھے اور ہندی شعر بھی کہتے تھے۔ اور سوائے انھوں کے بہت شعرا فارسی گو اور ہندی گو بھی تھے چنانچہ ایک ان میں سے ہاشمی تھا کہ احسن القصص کو زبان ہندی سے شعر پردازی کر کے داد سخن کا دیا ہے اور رسالہ نجات نامہ بھی نتائج طبع سے اُسکے ہے، اور عبد اللطیف و عبد النبی اکثر قصائد بفصاحت و بلاغت تمام زبان فارسی سے کہے ہیں، الغرض اس شہریار عالی تبار کے عصر میں بیجاپور معمور تھا۔ اور شعرا و فضلا، و زہاد و صلحا و اولیا و جمیع اہل فنون بارگاہ سلطنت میں اُسکے حاضر تھے۔ [2]

دربار عادل شاہی کے شعرا کی تعداد اگرچہ سینکڑوں سے متجاوز ہوگی مگر تذکرہ نویسوں کی بے التفاتی سے انکے نام تک ناپید ہوگئے ہیں بعض نام تاریخوں میں ضمناً آگئے ہیں بعض کا پتہ

[1] بساتین السلاطین ص ۳۴۲

[2] گلدستہ بیجاپور طبع شاہ نور ۱۲۸۹ھ ص ۲۶ و ص ۶۶۵ و ص ۶۶۷

www.urduchannel.in

ان کی اُن تصنیفات سے چلا ہے جو زمانہ کی ناقدری کے باعث تباہ و برباد ہونے کے قریب ہوگئی ہیں۔ ان میں سے ذیل کے شعراء نے بیجاپور میں خاص شہرت حاصل کی ہے۔

شعرائے بیجاپور

شاہ میران جی شمس العشاق

آپ بیجاپور کے اولیائے کبار سے ہیں۔ خواجہ کمال الدین بیابانی کے خلیفہ تھے۔ خواجہ صاحب نے شیخ جمال الدین مغربی سے خلافت حاصل کی تھی۔ شیخ جمال الدین خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کے خلفا سے تھے۔

حضرت میران جی نے بارہ حج کئے اور یوسف عادل شاہ کے عہد میں آکر بیجاپور میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵۔ شوال ۹۰۲ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کا گنبد حصار بیجاپور کے باہر شاہ پور میں ایک ٹیلہ پر واقع ہے۔

مرزا فصیح الدین خاکسار المعروف بہ بابا سنجل جو تصوف اور شعر و سخن میں سرآمد روزگار اور دکن کے امیر خسرو تھے آپ ہی کے خلیفہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ حضرت میران جی نے اردو نظم و نثر میں کئی رسالے لکھے ہیں اور ان میں تصوف کے اسرار و نکات کو بیان کیا ہے۔ منجملہ اُنکے نظم میں دو رسالے زیادہ مشہور ہیں۔ گنج عرفان اور شہادۃ التحقیق۔ گنج عرفان چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں نو باب ہیں اور ان میں عرفان کے اہم مسائل مثلاً روح کی حقیقت، مراقبہ عقل و عشق کا مناظرہ موحد و ملحد کا فرق اور اسی نوعیت کے دیگر مضامین ہیں شہادۃ التحقیق میں اخلاق و تصوف کے رموز و حقائق کا تذکرہ ہے۔

روضۃ الاولیائے بیجاپور صہ ۱۳۱ تاریخ خورشید جاہی ص ۱۵۳ رسالہ اُردو جلد ہفتم صہ ۱۷۱

www.urduchannel.in

رسالہ گنج عرفان ۱۲۸۱ھ میں بمقام شاہ نورمنی رام کے مطبع میں طبع ہوا ہے۔

ملک خوشنود

سلطان محمد عادل شاہ کا درباری شاعر ہے۔ اصل میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حبشی غلام تھا ۱۰۴۲ھ میں محمد عادل شاہ کے ساتھ امیر محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ کی دختر فاطمہ سلطانہ شہربانو بیگم کا عقد ہوا اور دلہن گولکنڈہ سے بیجاپور کو روانہ ہوئی تو سلطان عبداللہ نے اسکے جہیز میں ملک خوشنود کو بھی شامل کر دیا۔ اور اسنے اپنے خدمات لائقہ اور حسن کارگزاری کے باعث بادشاہ اور ملکہ دونوں کے یہاں حد سے زیادہ تقرب حاصل کرلیا یہاں تک کہ امور سلطنت میں رازداری کے مواقع پر حجابت کے فرائض بھی انجام دینے لگا۔ چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں ایسے ہی موقع پر عادل شاہ نے اسے ایلچی بناکر سلطان عبداللہ کے یہاں روانہ کیا۔ اس حجابت کا واقعہ یہ ہے کہ خواص خاں عادل شاہی سلطنت کے امرائے عظام میں سے تھا اور محمد عادل شاہ کے عہد میں اسے ایسا اقتدار حاصل ہو گیا تھا کہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مختار بن بیٹھا تھا۔ محمد عادل شاہ نے جب اسکے استیصال کرنے کا ارادہ کیا تو سلطان عبداللہ نے اس موقع پر امداد روانہ کی۔ اسکا شکریہ ادا کرنے کے لئے عادل شاہ نے بیجاپور سے ملک خوشنود کو سلطان عبداللہ کے یہاں گولکنڈہ بھیجا۔ اور وہ جب گولکنڈہ سے واپس ہوا تو سلطان عبداللہ نے ملا غواصی کو اسکے ہمراہ کر دیا۔ ان تمام واقعات کو ملا نظام الدین احمد نے حدیقۃ السلاطین میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے:

و ملک خوشنود کہ از ملکان این دولت خانہ گیتی نشانہ بود و در وقت ارسال پالکی زرنگار مبارکہ بلقیس الزمانی او را داخل ملکان و خواجہ سرایاں جہاز کردہ بودند۔ و در راہ بیجاپور از وفور خدمات شایستہ از خواجہ ہائے دیگر امتیاز بہم رسانیدہ بود و در خدمت ملکہ عالمیان قرب و منزلت زیادہ یافتہ بواسطہ شکرگزاری امداد و اعانتی کہ واقع شدہ بود با تحف و ہدایا و سہ زنجیر فیل و شش راس اسپ فرستادند۔

www.urduchannel.in

وبعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند و بعد از قتل خواص خاں حضرت عادل شاہ میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند و مشار الیہما بشرف بساط بوسی مشرف و سرفراز گردیدند

ملک خوشنود نے سلطان محمد عادل شاہ کی فرمایش سے ۱۰۵۰ھ میں ہشت بہشت کا دکنی میں منظوم ترجمہ کیا ہے ہشت بہشت امیر خسرو کی مشہور مثنوی ہے اور اسمیں بہرام گور کا فسانہ مذکور ہے۔ ترجمہ کی ابتدا حسب ذیل بیت سے ہوئی ہے۔

سراؤں تجھ جو توں ہے پاک معبود ہوا سب خلق و عالم تجھ سوں موجود

حدیقۃ السلاطین ص۲۴۷ و ص۲۴۹ بلوم ہارٹ برٹش میوزیم نمبر (۵۰) بلوم ہارٹ نے ہشت بہشت کے مصنف کا نام محمد شاہ لکھا ہے جو غلط ہے۔

رُستمی

رستمی کا نام کمال خاں اور اسکے والد کا نام اسمعیل خاں ہے۔ باپ اور بیٹے دونوں سلاطین عادل شاہیہ کے دربار میں دارالانشاء کی افسری پر مامور تھے اور بادشاہ نے انھیں خطاط خاں کا خطاب دیا تھا ڈی ٹاسی نے اسکا تخلص رسمی لکھا ہے لیکن یہ غلطی ہے۔

رستمی نے خدیجہ سلطانہ شہر بانو بیگم کی فرمایش سے ۱۰۵۹ھ میں خاور نامہ کا فارسی سے نظم دکنی میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ بیگم امیر محمد امین ابن سلطان ابراہیم قطب شاہیہ کی دختر تھی ۱۰۴۲ھ میں بعہد سلطان عبداللہ قطب شاہ ابوالمنصور سلطان محمد عادل شاہ کے ساتھ اسکا عقد ہوا تھا۔

خاور نامہ نظم ہے اور شاہنامۂ فردوسی کے جواب میں لکھا گیا ہے اسمیں امیرالمومنین جناب علی علیہ السلام کے محاربات مذکور ہیں۔ محمد بن حسام الدین الخوافی نے ۸۳۰ھ میں اسے

www.urduchannel.in

تصنیف کیا ہے اور اسیکے باعث اسنے فردوسی ثانی کے لقب سے شہرت حاصل کی ہے ابن حسام کا سن وفات دولت شاہ نے ۸۳۷ھ اور خوندمیر نے ۸۹۳ھ لکھا ہے لیکن صحیح تاریخ ۸۷۵ھ ہے بلوم ہارٹ نے خاورنامہ کی ابتدا اور اختتام کے حسب ذیل ابیات نقل کئے ہیں۔

آغاز

اول جب کیا یو کتاب ابتدا　　بندیا بات میں نقش نام خدا
جو صاحب ہوا عقل ہور جان کا　　کیا دین بخشش او ایمان کا
او ہے ایک صاحب اُپر ہور تکیں　　جو ہستی پر اس کی گواہیں ہمیں

خاتمہ

خاورنامہ دکنی کیتا ہوں نام　　ہوا خاوران پر قصہ سب تمام
اس اوپر بہوت گذرے گا روزگار　　اچھے گا یو دنیا میں ہو یادگار
تو اس نامے کوں نامہ شاہ جان　　دوجے ناماں پر شاہ دلخواہ جان

ڈی ٹاسی جلد دوم صفحہ ۵۶۹ ۔ ایتھے نمبر ۸۹۶ ۔ ریو جلد دوم صفحہ ۶۲۴ ۔ بلوم ہارٹ انڈیا آفس نمبر ۳۵
حدیقۃ العالم جلد اول صفحہ ۲۴۲ حبیب السیر جلد سوم جز سوم صفحہ ۲۳۹

نصرتی

نصرتی کا نام شیخ نصرت اور وطن بیجاپور ہے انکے آبا و اجداد بیجاپور میں فوجی ملازم اور والد رکاب شاہی کے سلحدار تھے چنانچہ خود نصرتی نے اسکا ذکر کیا ہے

کہ تھا مجھ پدر سو شجاعت مآب　　قدیم یک سلحدار جمع رکاب

نصرتی کے بھائی شیخ منصور ایک اہل دل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے بیجاپور کے مشاہیر فقرا میں انکا شمار ہوتا ہے نگینہ باغ کے قریب سید شاہ عبد الرزاق قادری کی درگاہ میں انکا مزار اب تک موجود ہے

گلشن عشق کے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصرتی نے محمد عادل شاہ (سنہ ۱۰۳۷ھ تا سنہ ۱۰۶۷ھ) زمانہ میں دربار میں رسائی حاصل کی۔ علی عادل شاہ (سنہ ۱۰۶۷ھ تا سنہ ۱۰۸۳ھ) کے دور میں عروج پایا اور ملک الشعرا کا خطاب حاصل کیا۔

نصرتی کی تصنیفات سے تین مثنویاں ہیں۔ ایک قصائد کا مجموعہ اور ایک غزلیات کا دیوان ہے۔ مثنویوں کے نام یہ ہیں (۱) علی نامہ (۲) گلشن عشق (۳) گلدستۂ عشق یہ تینوں کتابیں ٹیپو سلطان کے کتب خانہ میں موجود تھیں پروفیسر ڈٹی ٹاسی نے بھی انکا ذکر کیا ہے۔

علی نامہ تاریخی نظم ہے۔ اسمیں نصرتی نے علی عادل شاہ کے سوانحات و فتوحات اور مجالس عیش و طرب کے واقعات بیان کئے ہیں اور انکے ضمن میں مختلف مواقع پر قصائد بھی درج ہیں مارلے نے اپنی فہرست مخطوطات تاریخی میں اسکا نام تاریخ علی عادل شاہ لکھا ہے لیکن خود نصرتی نے شاہنامۂ دکن کے نام سے اسکا ذکر کیا ہے چنانچہ خاتمہ میں تحریر ہے۔

ہُوں کیتا سخن مختصر بے گماں کہ یو شاہنامہ دکن کا ہے جان

علی نامہ کا ہم نے جو نسخہ دیکھا ہے اسمیں سنہ تصنیف درج نہیں ہے لیکن مختلف قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۱۰۷۱ھ کے بعد تمام ہوئی ہے کیونکہ اس میں سب سے اخیر واقعہ پنالہ کی فتح کا مذکور ہے۔ اور اس مقام کو علی عادل شاہ نے سنہ ۱۰۷۱ھ میں فتح کیا ہے۔ اور اس واقعہ کی یادگار میں نصرتی نے بھی دکنی زبان میں ایک تاریخ کہی ہے جو ابراہیم زبیری کی تاریخ میں درج ہے

علی نے پل میں پنالہ لیا صلابت سوں

علی نامہ کی ابتدا ایک قطعہ سے ہوئی ہے جو درج ذیل ہے

حمد اوّل ہے خدا کا کہ جن نے روز ازل دیا ہے ہمت مرداں کوں جوں توفیق سوں بل
رکھیا اس فتح کے نامے کا علی نامہ ناؤں جس کا ہر رزم ہے رستم کے گلے کا ہیکل

اسکے بعد مثنوی کا آغاز حسب ذیل بیت سے ہوا ہے۔

سراناسری اُس سکت دار کوں کہ ادھار ہے ان نرادھار کوں

خاتمہ ان اشعار پر ہوا ہے

اتا نصرتی ختم کریو کلام دعا سوں ہے تج مدعا تمام
اَتھی جبلگ تیغ سوں آفتاب دباوے ستارے کوں تک بیوداب
تلک جس سوں یہ شہ مظفر اچھو دَندیاں پر سدا تیغ تس ور اچھو

گلشن عشق میں منوہر و مدمالتی کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ اسمیں کم و بیش چار ہزار اشعار ہیں اور ۱۰۶۸ھ میں تمام ہوئی ہے۔ خاتمہ میں تاریخ اختتام کا اسطرح ذکر آیا ہے۔

دھریا اس کی تاریخ کا جب خیال وہیں ہاتف غیب معجز مقال
کہیا اسکی تاریخ میں ہجرتی "مبارک ہے یو ہدیۂ نصرتی"

اسکے ابتدائی اشعار یہ ہیں۔

صفت اسکی قدرت کی اول الاؤں دھریا جنے یو گلشن عشق ناؤں
کیا کر کرم عشق کا تس ابھال یو باغ آفرینش کا پکڑیا جمال
عجب کوئی توں باغبان جہاں جو صنعت میں تجھ چل سکنے نا زباں

عاقل خان رازی نے بھی منوہر و مدمالتی کے فسانہ کو ۱۰۶۵ھ میں فارسی میں نظم کیا اور **مہر و ماہ** اُسکا نام رکھا ہے۔

حدیث روشن دل خواہ گویم سخن از عشق مہر و ماہ گویم
کنم عشق منوہر راکتابے دہم از نام مہر آنرا خطابے
نوائی حسن مدمالت سرایم ولے از پردۂ ماہش نمایم
ز ہجرت یک ہزار و شصت و پنج است کزیں غم خانہ طبعم نکتہ سنج است
چو من این داستاں از غم زدم دم بخواں تاریخ آں "دیباچۂ غم"

خافی خان نے گلشن عشق کو اسی مثنوی کا ترجمہ سمجھا ہے لیکن **نصرتی** نے کہیں اسکا ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ مثنوی مہر و ماہ کا ترجمہ یا اُس سے ماخوذ ہے۔

قصائد و غزلیات کے مجموعے اسوقت ناپید ہیں لیکن ابراہیم زبیری کے زمانہ میں موجود اور مروج و متداول تھے اور اُن ہیں قصائد و غزلیات کے علاوہ نظم کے دوسرے اصناف بھی موجود تھے۔

نصرتی کی تصنیفات میں ایک قصیدہ نعتیہ بھی شامل ہے جسکے ایک سو اکیس شعر ہیں۔ اسمیں معراج کے حالات مذکور ہیں جسکے باعث وہ معراج نامہ کے نام سے مشہور ہے یہ قصیدہ سلطان محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ھ تا ۱۰۶۷ھ) کے عہد میں لکھا گیا ہے۔ اسکے خاتمہ میں نصرتی نے بادشاہ کی مدح و ستائش کی ہے اور اخیر میں اپنا تخلص اسطرح لایا ہے:

شہ کی ثنا نصرتی نغز و نول یوں لکھی
دور کے دفتر اوپر پر اچھے ہر یک بچن

گل رعنا کے مصنف نے اسکا ایک نسخہ دیکھا ہے جو ۱۰۸۳ھ میں بمقام اکبرآباد مکتوب ہوا ہے اور چند اشعار اس سے انتخاب کر کے اپنے تذکرے میں نقل کئے ہیں۔

نصرتی کا ۱۰۹۵ھ میں انتقال ہوا ہے۔ اور انکی لاش سید شاہ عبد الرزاق قادری کی درگاہ میں شیخ منصور کے مزار کے قریب مدفون ہے۔

ابراہیم زبیری نے نصرتی کے کلام کی بڑی تعریف کی ہے اور انکی مضمون آفرینی زور طبع اور اوج تخیل کو خاقانی کے ہم پایہ قرار دیا ہے۔

ٹوپی ٹاسی جلد دوم صفحہ ۴۸۵۔ اسٹوارٹ صفحہ ۱۷۰ و صفحہ ۱۷۹۔ اسپرنگر صفحہ ۶۲۳۔ مارسلے صفحہ ۶۹۔ ولسن جلد دوم صفحہ ۳۹۰۔ ایتھے نمبر ۱۶۳۴۔ بلوم ہارٹ۔ انڈیا آفس نمبر ۳۶ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷۔ بلوم ہارٹ برٹش میوزیم نمبر ۴۵ و ۴۶۔ ریو جلد دوم صفحہ ۲۰۰ جلد سوم صفحہ ۸۰۳۔ منتخب اللباب جلد سوم صفحہ ۳۶۔ بساتین السلاطین صفحہ ۴ و صفحہ ۳۷۶ و صفحہ ۴۳۰ و صفحہ ۴۳۸۔ گلدستۂ بیجاپور صفحہ ۶۷۔ ترجمۂ انوار سہیلی صفحہ ۱۱۔ سلسلۂ آصفیہ جلد ہشتم صفحہ ۶۵۔ گل رعنا صفحہ ۳۶ و صفحہ ۷۹۔ لسان العصر جلد اول نمبر ۳ صفحہ ۱۱۔ تذکرۂ شعرائے دکن جلد دوم

www.urduchannel.in

شاہ مَلِک

شاہ ملک بیجا پور کے باشندے اور سلطان علی عادل شاہ (۱۰۶۷ھ سے ۱۰۸۳ھ) کے معاصر ہیں۔ انھوں نے ایک رسالہ مسائل دین کے متعلق نظم دکنی میں لکھا ہے اور اسمیں نماز کے فرائض و احکام بیان کئے ہیں۔ یہ رسالہ کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے اور ۱۰۷۷ھ میں تمام ہوا ہے چنانچہ خاتمہ میں تحریر ہے،

یو مسلیاں کون دکنی کیا اس سبب — فہم کرکے دل میں کرے یاد سب
سو یو شیں الف ہے و میم لام کاف — فرس کوں دکنی میں بولیا ہے صاف
سن یک ہزار ہور ستر پو سات — کیا تھا اسی سال میں یو نکات

اسکی ابتدا اشعار ذیل سے ہوئی ہے۔

آلہی دے توفیق توں انسان کوں — کریں بندگی تیری دل جان سوں
توں پیدا کیا محض بندگی کے تیں — سو او چھوڑ تکرے ہیں گندگی کے تیں

بلوم ہارٹ نے اس رسالہ کا نام شریعت نامہ لکھا ہے لیکن اسکا ایک قلمی نسخہ ۱۱۱۱ھ کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا ہے اسکے خاتمہ پر اسکا نام احکام الصّلوٰۃ تحریر ہے،

بلوم ہارٹ ۔ انڈیا آفس نمبر (۳)

امین

امین ۔ شیخ امین الدین اعلی کا تخلص ہے آپ بیجاپور کے اولیائے کبار سے ہیں اور علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ سے ۱۰۸۳ھ) کے زمانہ میں گزرے ہیں شاہ میران جی شمس العشاق آپ کے دادا تھے ۱۰۸۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے آپ پر شب و روز محویت و استغراق کی کیفیت طاری رہا کرتی تھی اور جب کبھی اس کیفیت میں غلبہ ہوتا تو آپ نظم میں عرفان کے

www.urduchannel.in

حقائق واسرار ارشاد فرماتے تھے آپ کے مُریدوں نے اِن اشارات کو جمع کیا ہے اور اس مجموعہ کا نام جواہر الاسرار رکھا ہے۔ میں نے اسکا ایک نسخہ ویلور میں دیکھا ہے جسکا حجم پانسو صفحات سے زیادہ ہے اور اسمیں کثرت سے چھوٹی چھوٹی مثنویاں ہیں منجملہ انکے بعض مثنویوں کے نام یہ ہیں رموز السالکین۔ محبت نامہ۔ مفتاح التوحید۔ رسالہ قربیہ۔ رسالہ وجودیہ وغیرہ

روضۃ الاولیائے بیجاپور ص ۱۲۲ تاریخ خورشید جاہی ص ۱۸۴

سیوا

انکا وطن گلبرگہ تھا لیکن بیجاپور میں رہا کرتے تھے علی عادل شاہ ثانی ۱۰۶۷ھ۔ ۱۰۸۳ھ کے معاصر ہیں اُنھوں نے سنہ ۱۰۹۲ھ میں روضۃ الشہدا کو نظم دکھنی میں ترجمہ کیا ہے اسکے بعد قانون اسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں عبادات کے احکام ومسائل تحریر ہیں انکے علاوہ بہت سے مرثیے بھی لکھے ہیں جو بقول مولانا آزاد دکن کے امام باڑوں میں اب تک پڑھے جاتے ہیں۔

روضۃ الشہدا مولانا کمال الدّین حسین الواعظ کی تصنیف ہے مولانا حسین واعظ ہرات کے باشندے اور اپنے عہد کے مشہور واعظ ہوئے ہیں سلطان حسین مرزا کے معاصر تھے سنہ ۹۱۰ھ میں انکا انتقال ہوا ہے۔ انوار سہیلی۔ اخلاق محسنی۔ تفسیر حسینی وغیرہ بھی انکی تصنیفات سے ہیں روضۃ الشہدا شہدائے کربلا کے حالات میں ایک مشہور اور مقبول عام کتاب ہے سیوا کے بعد دکن کے اکثر شعرا نے ان واقعات کو منظوم کیا ہے اور ان سب کا ماخذ بھی یہی فارسی کتاب ہے۔

ڈی ٹاسی جلد سوم ص ۱۴۲۔ اسٹوارٹ ص ۱۸۱۔ آب حیات ص ۷۲۔ لسان العصر جلد اول ص ۱۱۶ حبیب السیر جلد سوم۔ جزو سوم ص ۳۴۱

www.urduchannel.in

مُومن

انکا نام عبدالمومن ہے۔ چینا پٹن کے باشندے تھے۔ یہ شہر علاقہ میسور میں واقع ہے جو عالمگیر کی فتوحات سے پہلے عادل شاہی عملداری میں شامل تھا۔ مومن مہدوی مذہب کے پابند تھے۔ انھوں نے عشق نامہ کے نام سے دکنی میں ایک ضخیم مثنوی لکھی ہے۔ اور اسمیں اپنے ہادی و پیشوا حضرت سید محمد صاحب جونپوری کے حالات و کرامات تحریر کئے ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۹۳ھ میں تمام ہوئی ہے۔ خاتمہ میں کتاب کا نام اور اختتام کی تاریخ اسطرح مذکور ہے۔

کہ جس کے فیض کا لے پاک خامہ ۔۔۔ لکھیا میں ختم کر یو عشق نامہ
ہوا جب یو مبارک ختم مجھ قال ۔۔۔ ہزار ایک ہور نو د پر تین تھے سال

ابتدا کے چار بیت یہ ہیں۔

لکھا تو حمد اُس معشوق کا آج ۔۔۔ کیا جی عاشقاں کیرا نول کاج
انا المحبوب کا کر جشن عام آک ۔۔۔ پٹھایا عشق کا نازک پیام آک
اتم الفقر کیرا اجملۂ خاص ۔۔۔ محبّت سوں سنوار یا بخش اخلاص
تجمّل باج او خالی نہوسی ۔۔۔ کہ ہے وہ جلوہ گاہ نوعروسی

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے (فن سوانحمری نمبر ۲۵۰) اسکی کتابت ۱۱۳۳ھ میں تصنیف سے بیس سال بعد ہوئی ہے۔ اور اسکے خاتمہ پر فارسی زبان میں ایک قطعہ تاریخ درج ہے اسمیں کتاب کو اسرار عشق کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ہاشمی

ان کا نام سید میران اور وطن بیجاپور ہے علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے عہد میں گذرے ہیں۔ سید شاہ ہاشم علوی کے مُرید تھے اور اسی مناسبت سے ہاشمی

www.urduchannel.in

تخلص کرتے تھے شاہ ہاشم بیجاپور کے مشاہیر اولیا سے ہیں شاہ وجیہ الدین گجراتی کے بھتیجے تھے ۱۰۵۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔

ہاشمی نے اپنے مرشد کی فرمائش سے یوسف زلیخا کا فسانہ منظوم کیا ہے خافی خاں نے اپنی تاریخ میں اور محمد ابراہیم نے ترجمہ انوار سہیلی کے دیباچہ میں اسکا ذکر کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثنوی دکنی لٹریچر میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔

یہ مثنوی انقراض سلطنت عادل شاہی سے کم بیش ایک سال اور شاہ ہاشم کی وفات کے چالیس سال بعد ۱۰۹۹ھ میں تمام ہوئی ہے چنانچہ خاتمہ میں تاریخ اختتام کا اسطرح ذکر آیا ہے۔

مرتب کیا میں یہ قصّہ کو تو ۔۔۔ ہزار اک برس پر تھے نو د پو نو

اسمیں چھ ہزار سے زیادہ ابیات ہیں اور آغاز اسکا حسب ذیل بیت سے ہوا ہے۔

ثنا حمد اسکوں سزاوار ہے ۔۔۔ سگل عشق جسکا یو ستار ہے

اس مثنوی کا ایک نسخہ ۱۵ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ کا لکھا ہوا ہمارے یہاں موجود ہے اور دو نسخے جرمن کی اورینٹل سوسائٹی کے کتبخانہ میں محفوظ ہیں

ہاشمی نے اپنا دیوان بھی مرتب کیا تھا جسمیں قصائد و غزلیات کے علاوہ مرثیے اور قطعات اور رُباعیات بھی تھے۔ یہ مجموعہ اسوقت نایاب ہے لیکن جن لوگوں نے اسے دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں جسقدر غزلیات ہیں انکا بیشتر حصہ ریختہ کی بجائے ریختی میں ہے اور اسمیں عورت کا عشق مرد کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔

تذکرۂ شعرائے دکن میں ہاشمی کا سال وفات ۱۱۹۰ھ تحریر ہے لیکن یہ تاریخ یقیناً غلط ہے کیونکہ ہاشمی شاہ ہاشم کے مُرید اور علی عادل شاہ کے معاصر ہیں اور تاریخ مذکور اس عہد سے سو سال بعد کی ہے۔ مصنف گل رعنا نے بھی اس غلطی کو محسوس کیا ہے اور بجائے ۱۱۹۰ھ کے ۱۰۹۰ھ قرار دیکر اسکی تصحیح کی ہے۔ لیکن یہ تاریخ بھی غلطی سے مبرا نہیں ہے کیونکہ ۱۰۹۰ھ کے نو سال بعد ۱۰۹۹ھ میں ہاشمی نے مثنوی یوسف زلیخا لکھی ہے حقیقت میں ہاشمی کے انتقال کی صحیح تاریخ ۱۱۰۹ھ ہے

www.urduchannel.in

جسکو مصنف کتاب اعراس بزرگاں نے لکھا ہے

ابراہیم زبیری نے ہاشمی کا تذکرہ الفاظ ذیل میں تحریر کیا ہے

ونیز از جملہ ہندی گویاں آں زماں یکے میاں ہاشمی است کہ فیض لعاب دہن مبارک حضرت سید شاہ ہاشم قدس سرہٗ زبان شیریں بیان کشادہ از سخنوران گوئے سبقت ربودہ قصۂ یوسف زلیخا را بہ محاورہ آں زماں بزبان دکھنی نظم نمودہ و دیوان غزل مشتمل بر مضامین سنجیدہ و تلازمات شعریہ ہم دارد کہ مقبول طبایع افتادہ و در شعر طرازی نادر روشنی غریب ورزیدہ کہ کسی برو سبقت نہ کرد باوجودیکہ بصیر مادر زاد بصیرت چشم بینا۔

فہرست کتبخانہ جرمن اورنٹیل سوسائٹی جلد دوم صفحہ ۶۶ بساتین السلاطین صفحہ ۴۳۳ منتخب اللباب جلد سوم صفحہ ۳۶ ترجمہ انوار سہیلی صفحہ ۱۱ روضۃ الاولیا صفحہ ۹۴ تذکرہ شعرائے دکن جلد دوم صفحہ ۱۲۰۴ گل رعنا صفحہ ۲ لسان العصر جلد اول صفحہ ۱۱۴

مرزا

ان کا وطن بیجاپور ہے نصرتی اور علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۶ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے معاصر ہیں۔ صرف مرثیے اور نعت و منقبت کیا کرتے تھے انھوں نے تمام عمر اپنی زبان کو کسی امیر یا بادشاہ کی مدح و ستایش سے آلودہ نہیں کیا ایک دفعہ علی عادل شاہ نے انسے اپنی مدح کہنے کی فرمایش کی اور اسپر مکرر اصرار کیا تو مرزا نے ایک دو مرثیے لکھے اور اسمیں اپنے تخلص کے بجائے بادشاہ کا نام درج کردیا۔

مرزا نے علی عادل شاہ کے زمانے میں وفات پائی ہے ابراہیم زبیری نے لکھا ہے کہ مرزا نے محرم میں دسویں شب مجالس عزا میں مرثیہ خوانی کی علی الصباح طہارت کیلئے باہر نکلے تو انکو کسی دشمن نے خنجر سے شہید کردیا۔ دن نکلنے کے بعد جب شہر کے علم اور تعزیے نکلے تو انکے پیچھے مرزا کا جنازہ بھی نکالا گیا۔ اور شہر کے باہر شاہ مرتضیٰ قادری کے مقبرے میں انکی لاش سپرد خاک کیگئی۔

منتخب اللباب جلد سوم صفحہ ۳۶ بساتین السلاطین صفحہ ۴۳۳ گل رعنا صفحہ ۲

www.urduchannel.in

شعرائے دکن

مغلوں کے عہدِ حکومت میں

دکن کی سلطنتوں کی تباہی اور ملک پر مغلوں کا تسلط

شہنشاہ اکبر (۹۶۳ھ–۱۰۱۴ھ) نے پہلے پہل سنہ ۹۹۹ھ میں دکن پر حملہ کیا اور اسکے بعد شاہان مغلیہ کی پے بہ پے یورشیں ہونا شروع ہوئیں سنہ ۱۰۴۵ھ میں شاہ جہاں بادشاہ (۱۰۳۷ھ–۱۰۶۹ھ) نے فوج کشی کی اور کئی معرکوں کے بعد احمد نگر پر قبضہ کرلیا۔ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۹ھ–۱۱۱۸ھ) اپنے ایام حکمرانی میں سنہ ۱۰۹۰ھ سے سنہ ۱۰۹۹ھ تک کچھ کم دس برس شاہان دکن کے ساتھ جنگ و جدال میں مصروف رہا سنہ ۱۰۹۶ھ میں بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت پر قبضہ کیا اسکے بعد سلطنت قطب شاہی پر فوج کشی کی اور کامل نو مہینے کی معرکہ آرائی کے بعد ۲۳ ذی القعدہ سنہ ۱۰۹۹ھ کو گولکنڈہ فتح ہوا۔ اور اسطرح ان عظیم الشان سلطنتوں کا خاتمہ ہوگیا۔

گولکنڈہ اور بیجاپور کے درباروں میں شعرائے اردو کے ساتھ بیحد مراعات کیے جاتے تھے۔ اور انھیں اپنی تصنیفات کے صلہ میں ہزارہا روپیہ انعام ملا کرتا تھا امراء و سلاطین دکن کی قدردانیوں نے ان میں یہ مذاق پیدا کیا تھا اسلئے اندیشہ تھا کہ ان حکومتوں کے خاتمہ کیساتھ اردو شاعری کا بھی خاتمہ ہوجاتا۔ مگر نتیجہ اسکے برعکس نکلا سبب اسکا یہ تھا کہ اس زمانہ میں زبان اردو دکن میں عموماً اور مسلمانان دکن میں خصوصاً اسقدر عام ہوگئی تھی کہ بات چیت اور لین دین خط و کتابت یہ تمام باتیں اسی زبان میں ہوا کرتی تھیں ایسا شخص شاذ و نادر ہی ہوتا جو فارسی یا کسی اور زبان کو استعمال کرتا تھا۔ زبان اردو کے عام ہونے کی وجہ سے تمام ملک میں اردو شعر و شاعری پھیل گئی تھی اور ایسی ہر صلہ کے تمام ذی استعداد اسکی طرف متوجہ ہوگئے تھے

www.urduchannel.in

اور محض اپنے ذاتی شوق اور رجحان عام کے باعث اسکو اپنا مشغلہ بنالیا تھا اور ان سلطنتوں کی تباہی کا اسپر کوئی اثر نہ پڑسکا اور یہ مذاق سخن اپنی حالت پر برابر قائم اور برقرار رہا۔

مغلیہ تسلط کے بعد دکن میں جن شعرا نے شہرت حاصل کی ہے اُنکے نام اور تصنیفات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

مقیمی

دکنی شاعر ہیں۔ عالمگیری فتوحات کے زمانہ میں کرناٹک میں گذرے ہیں انکی تصنیفات سے دو چھوٹے چھوٹے فسانے موجود ہیں۔

(۱) قصہ چندر بدن و ماہ یار۔ ماہ یار ایک مسلمان تاجر کا لڑکا تھا۔ چندر بدن۔ راجہ رنگا پتی والی سندر پٹن کی دختر تھی۔ دونوں کے حسن و عشق کا فسانہ اسمیں مذکور ہے۔ مقیمی نے اسے سنہ ۱۰۹۰ھ میں نظم کیا ہے۔ اور تاریخ اسطرح بیان کی ہے۔

صدی بارھویں ہیں سے کم سال دو ۔۔۔ لکھیا نظم کوں میں نے باطرز نو

ابتدا اسکی حسب ذیل ابیات سے ہوئی ہے

خدا کوں سزاوار کبر و منی ۔۔۔ کہ قادر ہے قدرت کا صاحب دھنی
جو پھونکیا ہے آدم میں یک روح کوں ۔۔۔ سبنھالیا ہے طوفاں ستے نوح کوں
کیا نار گلزار رب الجلیل ۔۔۔ کہ نمرود کے ہاتھ بنچیا خلیل

(۲) قصہ سوبھار۔ یہ ایک غریب دہقان کا فسانہ ہے اور اسمیں دیہاتی زندگی کے واقعات بیان کئے ہیں۔ اسکی ابتدا ابیات ذیل سے ہوئی ہے۔

رحیما تو خلاق و رحمان ہے ۔۔۔ نرنکار بیچون تو سبحان ہے
اندھیارا کرے اور اُجالا تمیں ۔۔۔ جو جتا نہ توں وہ کبھو ہو نہیں
فلک ہور زمیں کا ہے یک شاہ توں ۔۔۔ بنایا ملک ہور فلک ماہ توں

www.urduchannel.in

ڈی ٹاسی جلد اول صفحہ ۵۴۴ جلد دوم صفحہ ۲۹۱۔ اسپرنگر صفحہ ۶۲۵۔ بلوم ہارٹ انڈیا آفس صفحہ ۱۱۱

بلوم ہارٹ نے اسکو عزیز کی تصنیف بیان کرتا ہے اور عزیز کو غواصی شاعر قطب شاہی کا دوست بتاتا ہے۔ بلوم ہارٹ نے یہ باتیں غالبًا قصہ چندر بدن حسب ذیل ابیات سے اخذ کی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے ان سے بلوم ہارٹ کے بیان کی تائید نہیں ہوتی۔

طبع کی غواصی سے باندھیا ہوں میں ‌ ‌ ‌ سخن لیکے ٹھوے سے سانڈھیا ہوں میں
بنایاں سے قصّہ کی سن اے عزیز ‌ ‌ ‌ سخن ہیں یہ موزوں سخن با تمیز

عاجز

سید محمد نام ہے دکن کے رہنے والے تھے۔ دکنی سلطنتوں کی تباہی اور عالمگیر کی فتوحات کا زمانہ انھوں نے دیکھا ہے۔ انکی تصنیفات سے ایک چھوٹی سی مثنوی دکن میں نہایت مقبول اور قصہ ملکہ مصر کے نام سے مشہور ہے اسمیں مصر کے بادشاہ فیروز شاہ کی ملکہ کا فسانہ اور اسکے ایک سو سوال مذکور ہیں۔ عاجز نے اسے ۱۱ صفر ۱۱۰۰ھ کو تمام کیا ہے چنانچہ خاتمہ میں اسکی تفصیل اسطرح بیان کی ہے۔

مرتب ہوا یاں سوں قصّہ تمام ‌ ‌ ‌ لکھوں اب یو کس وقت پایا نظام
تھی تاریخ اگیارہ ماہ صفر ‌ ‌ ‌ سو پنجشنبہ کا روز تھا نامور
سو ہجرت نبی سوں برس یک ہزار ‌ ‌ ‌ بھی یکسو، سو مسلے بولیا یادگار

ابتدا اسکی ان ابیات سے ہوئی ہے۔

کہوں میں ثنا صفت حق کا اوّل ‌ ‌ ‌ بنایا ہے یو سب جگت بے بدل
رکھیا جن معلق یو ہفت آسماں ‌ ‌ ‌ چلاتا ہے یو نت لے میں ہور زماں
دیاتا ہے او دیس سب نور سوں ‌ ‌ ‌ کریں دین جو روشن چندر سور سوں

ڈی ٹاسی جلد اول صفحہ ۱۶۰ بلوم ہارٹ انڈیا آفس نمبر ۳۔ قصہ ملکہ مصر ۱۳۰۷ھ میں بمبئی

www.urduchannel.in

میں چھپ گیا ہے۔ ڈی ٹاسی نے لال گوہر کو عاجز دکنی کی تصنیفات میں شامل کیا ہے لیکن شفیق کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عارف الدین عاجز کی تصنیف ہے جو اورنگ آباد کے رہنے والے اور ۱۱۷۸ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

ضعیفی

انکا نام شیخ داؤد ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں گذرے ہیں مسائل فقہ میں انھوں نے ایک کتاب ہدایت ہندی کے نام سے لکھی ہے جو ۱۱۰۰ھ میں تمام ہوئی ہے۔ اس میں چھبیس باب ہیں جن میں طہارت نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل اور دیگر احکام ضروری کو بیان کیا ہے۔

مصنف نے دیباچہ میں اپنے نام اور تخلص کو اسطرح بیان کیا ہے۔

لقب اس ہوا شیخ داؤد ناؤں　　　ضعیفی سوا سکے تخلص کا ٹھاؤں

کتاب کا نام اور تاریخ تصنیف اسطرح مذکور ہے

جو تاریخ ہجرت ہزار یکسو تج　　　ہدایت ہندی ہوا یو تو سچ

۱۱۶۵ھ میں شاہ محمد قادری قاضی رائچور نے خزانہ عبادت کے نام سے فقہ احناف کے احکام و مسایل میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اسمیں جگہ جگہ ہدایت ہندی کے حوالے درج ہیں۔

یہ مثنوی ۱۲۸۷ھ میں مدراس میں چھپ گئی ہے۔

ذوقی

انکا نام شاہ حسین اور لقب بحر العرفان ہے اورنگ زیب کے معاصر ہیں ۱۱۰۹ھ میں انھوں نے حسن و دل کو منظوم کیا۔ اور وصال العاشقین اسکا نام رکھا ہے۔ اسکے خاتمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس سے پہلے بھی نظم میں کئی رسالے لکھے ہیں۔

www.urduchannel.in

مثلاً معراج نامہ ۔ وفات نامہ ۔ منصور کا قصہ وغیرہ

اردو جلد پنجم صفحہ ۴۹۹

بحری

دکن کے ایک صوفی مشرب بزرگ تھے انکا نام قاضی محمود ہے والد کا نام بحرالدین تھا اور وہ قاضی دریا کے لقب سے مشہور تھے قصبہ گوگی جو نصرت آباد کے مضافات میں واقع ہے انکا وطن تھا ۱۰۹۵ھ کے قریب اپنے وطن سے بیجاپور چلے گئے تھے اور وہاں سکندر عادل شاہ انکا معتقد ہوگیا تھا اسکے دربار میں سال دو سال مقیم رہے اور جب بیجاپور کی سلطنت ۱۰۹۶ھ میں تباہ ہوگئی تو وہاں سے حیدرآباد چلے آئے فارسی اور دکنی زبانوں میں مثنویات غزلیات، رُباعیات، اور قصائد کا بہت بڑا ذخیرہ آپ نے تصنیف کیا تھا جن کے اشعار پچاس ہزار کے قریب تھے ۔ بیجاپور سے حیدرآباد آتے ہوئے راستہ میں رہزنوں نے آپ کا مال و اسباب لوٹ لیا اسمیں یہ ذخیرہ بھی تلف ہوگیا ۔ قاضی صاحب نے یہ واقعات عروس عرفاں کے خاتمہ میں بیان کئے ہیں اور انکے خاص الفاظ یہ ہیں ۔

"سکندر عادل خاں کہ ختم والیان بیجاپورست چندے صحبت ہا اتفاق شد و بود پیش شے یک دو سال اقامتے میداشتم ۔

مثنویات و غزلیات و رباعیات و قصائد وغیرہ در معارف بزبان دکنی و فارسی قریب پنجاہ ہزار بود ۔ بعد انقراض حکومت بیجاپور ہمہ اسباب ہائے بیش قیمت را کہ سکندر عادل خاں بیجاپوری جہت نذر دادہ بحیدرآباد روانہ کردم در راہ قطاع الطریق آں اسبابہا را تلف نمودند و ہمراہ نیز ذخیرہ کلام ہم تلف شد"

قاضی صاحب نے تصوف میں ایک مثنوی لکھی ہے جسکا نام من لگن ہے ۔ یہ مثنوی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اسکی وفات سے سات سال پہلے ۱۱۱۲ھ میں تمام ہوئی ہے

www.urduchannel.in

چنانچہ خاتمہ میں اسکی تاریخ کا اسطرح ذکر آیا ہے

ہجری ہتی یہی کتک برس تھے　　بارا اُپر ایک سو ہفتہ تھے

بعض مریدوں کی فرمایش سے قاضی صاحب نے من لگن کے مضامین فارسی میں لکھے اور اسکا نام عروس عرفان رکھا یہ کتاب سنہ ۱۱۱۶ھ میں تمام ہوئی ہے۔

من لگن میں مشکل اور عسیر الفہم الفاظ کثرت سے آئے ہیں سید شاہ اسمٰعیل بن سید شاہ احمد القادری الملتانی بن سید محمد بن سید نور الحسن الباقری الوربنگلی نے نواب شہامت جنگ بہادر کے ایما سے اسکے تمام مشکل و مغلق الفاظ کا حل لکھا ہے اور اسکا نام ارت من لگن رکھا ہے۔

مذکورۂ بالا حالات من لگن خاتمہ عروس عرفان و دیباچہ ارت من لگن سے ماخوذ ہیں،
من لگن مدراس اور بنگلور میں کئی بار چھپی ہے۔ مدراس سنہ ۱۲۷۰ھ و سنہ ۱۳۰۷ھ بنگلور سنہ ۱۳۱۱ھ و سنہ ۱۳۲۵ھ

عشرتی

انکا نام سید محمد اور والد کا سید یوسف حسینی ہے۔ حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں گزرے ہیں۔ اور سنہ ۱۱۱۰ھ میں ملک محمد جائسی کی پدماوت کو فارسی میں ملخص کیا ہے اور "گلے ختمی" سے اسکی تاریخ نکالی ہے۔

بہار افروز دل شد چون کلامش　　گلے ختمی ست تاریخ تمامش

دکنی زبان میں بھی انھوں نے دو مثنویاں یادگار چھوڑی ہیں دیپک پتنگ، اور چیت لگن پہلی کتاب سنہ ۱۱۰۰ھ کے حدود میں لکھی گئی ہے اور ہماری نظر سے گذری ہے۔ اسکا آغاز ابیات ذیل سے ہوا ہے۔

الٰہی تو سرجیا زمین ہور زماں　　دیپایا سورج جوت تو آسماں
فلک کوں پھرایا توں گردش کا چال　　سینس میں لایا چندر کا ہلال

www.urduchannel.in

رین کھن کا مندوا سنوارے تمام — انکھوران کے جھونکے ستارے تمام

عشرتی کے پوتے سید علی نے سنہ ۱۱۹۹ھ میں گلشن احسان کے نام سے حاتم طائی کا فسانہ منظوم کیا ہے اسکے دیباچہ میں اپنے دادا کے حالات اسطرح بیان کئے ہیں

کروں نام سید محمد کا یاد — سیادت کے گھر کا ہے ذات العماد
تصانیف نظم و نثر فارسی — بہت اُس سوں ہے عقل کی آرسی
ہے دکنی میں دیپک پتنگ جیت لگن — دو قصے کہ بس ہیں وہ عالی سخن
تخلص ہے مشہور اُسے عشرتی — معارک سخن کا تھا خو دنصرتی

مجرمی

یہ بھی عہد اورنگ زیب کے شاعر ہیں بیجاپور کے رہنے والے تھے سنہ ۱۱۴۱ھ میں حسن و دل کو منظوم کیا اور گلشن حسن و دل اسکا نام رکھا ہے۔ خاتمہ میں تاریخ تصنیف اسطرح مذکور ہے۔

یو بارھویں صدی میں یو قصہ تمام — جو چودا برس میں ہوئے تھے تمام

مثنوی کا آغاز ابیات ذیل سے ہوا ہے۔

جتا حمد ہے سو خدا کو پنچ ہے — ثنا ہور صفت بھی اسی کو پنچ ہے
جو درگاہ اس کی اہے بے نیاز — اپس سوں اپئیں ہے وہ بے نیاز

اردو، جلد پنجم، صفحہ ۵۰۲

ہُنر

سید احمد نام ہے۔ سید محمد عشرتی کے فرزند تھے۔ انھوں نے دکنی میں دو مثنویاں لکھی ہیں۔ نیم درپن اور اوتا درپن۔ نیم درپن ہمنے دیکھی ہے۔ یہ مثنوی سنہ ۱۱۴۴ھ میں تمام ہوئی ہے،

www.urduchannel.in

اسمیں راجہ راجکنور اور رانی کملتا دیوی کا فسانہ مذکور ہے۔ ہنر نے اسے ابن نشاطی کی پھولبن کے جواب میں لکھا ہے۔ چنانچہ دیباچہ میں کہتا ہے۔

بنایا پھولبن ابن نشاطی — متھی باس اسکی سب کے تیں خوش آتی
جواب اسکا جو یو ہے نیہ درپن — ہے سچ وہ عشق کے انکھیاں کا انجن
لسے اس سے اگر نا پائے بہتر — برابر تو یقیں جانے نہ کمتر

خاتمہ میں تاریخ تصنیف کو اسطرح بیان کیا ہے۔

ستیا سچ نیہ درپن نے یو جہل کار — اگیارہ سو پو تھے چالیس پر چار

نیہ درپن کی ابتدا ابیات ذیل سے ہوئی ہے۔

الٰہی ، یا الٰہی ، یا الٰہی — تجھے ساجے جگت کی بادشاہی
تکبّر ہور منم ہے تج سزاوار — کہ نہیں کوئی دوسرا تج سار کرتار

ولی دکھنی

سیّد محمد فیّاض انکا نام ہے۔ ملا محمد باقر آگاہ نے مرأۃ الجنان کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ویلورا انکا وطن تھا۔ عالمگیر کے زمانہ میں گزرے ہیں دکن میں سات گڑھ ایک تاریخی مقام ہے وہاں حراست خاں نام ایک امیر رہا کرتا تھا۔ ولی عرصہ تک اسکی رفاقت میں رہے پھر وہاں سے نکلکر کڑپہ میں چلے آئے۔ یہاں کے صوبہ دار نواب عبد المجید خاں تھے انہوں نے ولی کی قدردانی کی اور بملازمت دیگر سہ صوبجات میں تعینات کر دیا۔ یہ واقعات ولی نے رتن پدم کے دیباچہ میں بیان کئے ہیں۔

حراست خاں امیر ایک نامور تھا — سکونت گاہ اُسکوں سات گڑھ تھا
اتھا اد اہل درد و نیک اعمال — رفاقت میں اتھا میں اسکے خوشحال
قضا را داں سوں ہو قسمت سوں برخاست — سو آیا میں طرف کڑپہ کے دھر خواست

www.urduchannel.in

نواب عبد المجید ابن الحمید ایک — اتھا واں نامور صوبہ سعید ایک
سوا و بجبر شجا پروانہ لکھ کر — بسلک نوکراں میں منسلک کر
تعیں کر مجکوں سدہوٹ کو روانہ — کیا او صاحب شہر میں زمانہ
سو حسب الحکم میں سدہوٹ کو آیا — رنگا رنگ واں تماشے میں نے پایا

ولی کی تصنیفات سے اسوقت دو کتابیں ملتی ہیں۔

(۱) قصۂ رتن و پدم۔ اسکو ولی نے سدھوٹ میں لکھا ہے۔ اسکا جو نسخہ توپ خانے کے کتب خانے میں موجود تھا اُسکے چار سو صفحے تھے اور جسمیں کم و بیش چار ہزار ابیات تھے اسکی ابتدا حسب ذیل بیت سے ہوئی ہے

خدایا تو ہے پاک پروردگار — نرنکار و آتار و آچھی اتار

کتاب میں مختلف مقامات پر مصنف نے اپنا تخلص بیان کیا ہے منجملہ ان کے دو مختلف مقام یہ ہیں۔

ولی تیرے کرم کی ہے مجھے آس — نہ کر اُس آس سوں ہرگز تو نراس

ولی ہے یو سبب خالی بہانا — اُسی کا کام ہے دینا دلانا

(۲) روضۃ الشہدا۔ اس میں ولی نے واقعات کربلا منظوم کئے ہیں ضخیم کتاب ہے اور سنہ ۱۱۱۹ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

کیا ہوں جب ختم یو درد کا حال — اگیارہ سو پر تھا انیسواں سال

ڈاکٹر ایتھے نے روضۃ الشہدا کی مفصل کیفیت لکھی ہے اور اسکے مضامین کی فہرست بھی نقل کی ہے جو ذیل میں درج ہے۔

مجلس اول۔ ذکر وفات جناب رسالت مآب صلعم۔
مجلس دوم۔ ذکر وفات سیدۃ النسا جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام۔

www.urduchannel.in

مجلس سوم ۔ ذکر وفات حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ،
مجلس چہارم ۔ ذکر خلافت حضرت امام حسن علیہ السلام
مجلس پنجم ۔ ذکر تولد حضرت امام حسین علیہ السلام
مجلس ششم ۔ ذکر شہادت فرزندان حضرت مسلم رضؓ
مجلس ہفتم ۔ روانگی حضرت امام حسین از مکہ معظمہ سُوئے دشت کربلا ۔
مجلس ہشتم ۔ ذکر شہادت محبان و برادران جناب سید الشہدا علیہ السلام
مجلس نہم ۔ ذکر شہادت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام
مجلس دہم ۔ بقیہ حالات شہادت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام

انکے علاوہ وَلی نے ایک مناجات بھی لکھی ہے جسکے پچیس بند ہیں اور ہر بند میں چار مصرعہ ہیں جن سے انتخاب کرکے تین بند ہم درج ذیل کرتے ہیں ۔

یا الٰہی توں بحق مصطفٰے ہور مرتضٰے ۔۔۔ فاطمہ خاتون جنت ہور شاہ کربلا
عاقبت توں خیر کرنا عرض ہی میری سدا ۔۔۔ یا صاحب عرش بریں منجہ حال پر احساں کرو

یا الٰہی زہد و تقویٰ نیں ہوا منجہ ہات سوں ۔۔۔ کچھ عبادت ہور ریاضت میں ہوا منجہ ذات ہوں
سر بسر ہوں منفعل اس کام ہور اس بات سوں ۔۔۔ یا غفور المجرمیں منجہ حال پر احسان کرو

یا الٰہی از طفیل انبیاء ہور اولیاء ۔۔۔ غوث ہور اقطاب ہیں جتنے جہاں کے اصفیا
آبرو رکھ دو جہاں میں ہی وَلی کی التجا ۔۔۔ ہے او بندہ کمترین منجہ حال پر احساں کرو

اسپرنگر صلا۶۴۱ ۔ ایتھے نمبر ۱۶۲ ۔ دیباچہ ریاض الجنان صـ۳ روضۃ الشہدا بمبئی میں ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۶ھ میں چھپ گئی ہے ۔

---

www.urduchannel.in

وجدی

صوبہ اورنگ آباد کی سرکار دھارور میں کیج نامی ایک قصبہ آباد ہے وجدی اسی قصبہ کے رہنے والے تھے۔ انکا نام ہدایت اللہ خاں ہے۔ وطن میں طبابت کیا کرتے تھے۔ مشرب صوفیانہ تھا۔ دکنی زبان میں انکی تصنیفات سے تین مثنویاں موجود ہیں۔

(۱) مخزن عشق۔ یہ ایک ضخیم مثنوی ہے وجدی نے اسے شاہ صادق اورنگ آبادی کی فرمائش سے سنہ ۱۱۴۵ھ میں تصنیف کیا ہے۔ اصل اسکی فارسی ہے اور دیباچہ میں تاریخ اختتام کو اسطرح بیان کیا ہے۔

یو ہے بیان خاتمہ جی شکر سوں بولیا ہوں میں تاریخ جسکے ختم کا آیا ہے، "باغ جاں فزا"

(۲) پنچھی باچھا۔ شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی منطق الطیر کا ترجمہ ہے چنانچہ اسکو خاتمہ میں اسطرح بیان کیا ہے۔

اصل میں یو تھا کلام فارسی اہل معنی کو مثال آرسی
خوشتریں تصنیف شیخ نامدار پیشوائے عارفان روزگار
شیخ صاحبدل فرید نامور خاص جن کا ہے لقب عطار کر
تھا ولے جوں فارسی میں یو کلام کم سمجھ سکتے تھے اسکو خاص و عام
گرچہ میں بھی کچھ نہیں معنی شناس کان مجھے اسکے سمجھنے کا قیاس
لیکن اسکے دیکھ کر دلچسپ بول یک بیک یوں دل منے آیا کلول
جو موافق فہم اپنے کے ضعیف اس کتاب خاص کا نظم شریف
قصد کر دکنی زباں میں لیکے آؤں تا رہے دنیا منے میرا بھی ناؤں

پروفیسر ڈی ٹاسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۱۱۲۴ھ میں اختتام کو پہونچی ہے سیلیو ٹھیک ڈر مارگن لیانڈ ش گیشیل شافٹ میں اسکا جو نسخہ ہے اس سے سنہ ۱۱۱۵ھ میں تصنیف ہوتا

www.urduchannel.in

ظاہر ہوتا ہے لیکن ہمنے اسکے جسقدر قلمی نسخے دیکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۱۴۶ھ میں تصنیف ہوئی ہے اور ان نسخوں کے خاتمے میں تاریخ کا حسب ذیل شعر تحریر ہے۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب ۔۔۔ تب ہوا میزان کیا خاصا کتاب

(۳) مثنوی تحفۂ عاشقاں ۔ شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی گل و ہرمز کا ترجمہ ہے جو خسرو نامہ یا خسرو و گل بھی کہلاتی ہے۔

قضا را دسیا مجکوں یک بار کا ۔۔۔ گل و ہرمز اُس شیخ عطار کا

ہوا شوق پیدا منجھے بعد ازاں ۔۔۔ کہ دکنی زباں سوں کروں ترجماں

یہ مثنوی ۱۱۵۳ھ میں ختم ہوئی ہے اور خاتمہ میں اسکی تاریخ اسطرح مذکور ہے۔

دسے اسکی تاریخ مجکوں عیاں ۔۔۔ پچھا نو اسے تحفۂ عاشقاں

اس مثنوی کا پہلا شعر یہ ہے

کروں پاک دل ہور زباں پاک سوں ۔۔۔ ثنا پاک اس عاشق پاک کوں

ڈی ٹاسی جلد دوم صفحہ ۲۲۵ فہرست کتبخانہ جرمن اورینٹل سوسائٹی جلد سوم صفحہ ۶۷ لسان العصر جلد اول نمبر ۵ صفحہ ۴

چھپی یا چھپا بمبئی اور مدراس میں کئی بار چھپا ہے بمبئی ۱۲۸۰ھ ۱۳۱۰ھ ۱۳۱۹ھ مدراس ۱۲۶۴ھ و ۱۳۲۰ھ بمبئی کے نسخے صلاح شدہ اور کسیقدر آخر میں کم ہیں مدراس کا ۱۲۶۴ھ کا چھپا ہوا نسخہ نہایت صحیح کامل اور قلمی نسخوں سے مطابق ہے۔

آزاد

فقیر اللہ نام ہے ۔ حیدر آباد کے باشندے تھے فراقی دکنی کے ہمراہ دہلی گئے تھے۔ ولی اورنگ آبادی کے ہمعصر ہیں ۔ ولی نے انکی غزل پر غزل لکھی ہے چنانچہ ایک شعر یہ ہو

آزاد سے سنیا ہوں میں مصرعہ مناسب ۔۔۔ جس سے کہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

www.urduchannel.in

آزاد کا شعر یہ ہے

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہمکو آئیں — پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

میر تقی میر ص۱ میر حسن ص۴ گل رعنا ص۵۵

ولی بیجاپوری

بیجاپور ان کا وطن ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دسمہ ہ کے معاصر تھے۔ انھوں نے پیر ہرات خواجہ عبداللہ انصاری کے اقوال کو دکنی میں نظم کیا اور تنبیہ نامہ اسکا نام رکھا ہے۔ اس میں گیارہ سو بیس ابیات ہیں اور ۱۱۵۰ھ میں تمام ہوا ہے۔ کتاب کا نام تاریخ تصنیف اور مصنف کا تخلص ابیات ذیل میں مذکور ہے۔

کیا بعد ازاں سن سکے تیں جب قیاس — ہوئے سن گیارہ سو اوپر پچاس

یہ تنبیہ نامہ کیا جب تمام — نبی کے اسم سے کیا اختتام

الٰہی ولی کے تئیں بخش اب — کر اُس کے گناہوں کو ناچیز سب

ابتدا اس بیت سے ہوئی ہے

خداوند شاہنشہ برقرار — وہ سبحان سب کا ہے پروردگار

صنعتی

دکنی شاعر اور محمد شاہ بادشاہ کے معاصر ہیں۔ ساگر ان کا وطن ہے۔ شاہزادہ مصر اور دختر فغفور کے عشق و محبت کی داستان دکنی میں نظم کی ہے۔ یہ ایک ضخیم مثنوی ہے۔ ۱۷ ذی القعدہ ۱۱۵۹ھ کو تمام ہوئی ہے اور گلدستہ عشق اسکا نام ہے۔ تاریخ تصنیف اور مصنف کا تخلص ابیات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے،

کہوں اسکی تاریخ میں اب بیاں — رہو شاد سنکر ہمیں عاقلاں

www.urduchannel.in

سُنو کان دھر سن اول ہجرتی ”یو ہر یہ دیا دل لگت صنعتی“
اتھا شہر ذوالقعد ستر امتام سٹیا مشتری خوش تھا مسند پو کام
محباں کے حق میں دُعا منگ شتاب ارے صنعتی کر ختم توں کتاب

ابتدا اسکی اس بیت سے ہوئی ہے۔

ہوں اول صفت کہتا سبحان کا رنچا کن سے جن کل ہو منڈ ان کا

یہ مثنوی قصہ فغفور چین کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں بمبئی میں چھپی ہے۔

شعرائے اورنگ آباد

اورنگ آباد۔ دکن کے شمالی خطہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ گیارہویں صدی سے پہلے اسکی حیثیت ایک معمولی قصبہ کی تھی اور کھرکی اسکا نام تھا۔ شاہ جہاں بادشاہ دہلی (۱۰۳۷ء تا ۱۰۶۹ھ) کے ساتھ جب ملک عنبر کی لڑائیاں شروع ہوئیں تو ملک عنبر نے اس مقام کو اپنا مرکز قرار دیا اس زمانہ سے اسکی رونق بڑھنے لگی اور رفتہ رفتہ شہر کی حیثیت پیدا ہو گئی۔ نظام شاہیوں کی تباہی کے بعد جب بالاگھاٹ پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا تو یہ مقام بھی انکے قبضہ میں آگیا۔

اورنگ زیب جب دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اُسنے کھرکی کو اپنا صدر مقام قرار دیا۔ اور اسکا نام اورنگ آباد رکھا[1]۔ اسکے بعد اورنگ زیب کی عمر کا بیشتر حصہ اسی شہر میں بسر ہوا اور ایک عرصہ تک یہ شہر سلطنت مغلیہ کا مرکز حکومت بنا رہا۔ اس تقریب سے ہندوستان اور دہلی کے بڑے بڑے اُمرا اور علما و مشائخین جنکو شاہی دربار سے کسی قسم کا بھی واسطہ تھا اورنگ آباد چلے آئے قریب قریب اسی زمانہ میں بیجاپور و گولکنڈے کی سلطنتیں تباہ ہوئیں اور یہاں کے باشندے بھی پریشان و منتشر ہو کر اورنگ آباد کی جانب متوجہ ہوئے ان

[1] ہسٹاریکل ڈسکرپٹیو جلد دوم ص ۲۰

www.urduchannel.in

اسباب نے کچھ عرصہ کے لئے اورنگ آباد کو اُردو شاعری کا مرکز بنا دیا اور یہاں سے اس عرصہ میں بہت سے اُردو گو شعرا پیدا ہوئے جنکے حالات سید عبدالولی عزلت کی بیاض لچھمی نارائن شفیق کے چمنستان شعرا میر بہاء الدین عروج کے بہار و خزاں اور محمد افضل قاقشال کے تحفۃ الشعرا میں تحریر ہیں اور اُن سے اخذ کرکے اگر ان شعرا کا تذکرہ لکھا جائے تو خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن ہم نے بہ نظر اختصار صرف اُن شعرا کا حال درج کیا ہے جنھوں نے غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے۔

ولی (اورنگ آبادی)

ولی کے نام اور وطن کی نسبت تذکرہ نویسوں نے سخت اختلاف کیا ہے میر حسن دہلوی مرزا علی لطف اور عبدالغفور خاں نساخ نے انکا نام ولی اللہ لکھا ہے۔ نواب علی ابراہیم خاں اور یوسف علی مرشد آبادی کے تذکروں میں شمس ولی اللہ تحریر ہے۔ مولانا آزاد نے اسی قول کی اتباع کی ہے لیکن ان کا صحیح نام جیسا کہ لچھمی نارائن شفیق اور فتح علی گردیزی نے لکھا ہے محمد ولی ہے نواب علی ابراہیم خاں۔ یوسف علی۔ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ۔ فتح علی گردیزی اور قیام الدین قیام نے ولی کو دکن کا باشندہ بیان کیا ہے میر حسن دہلوی۔ قدرت اللہ قاسم۔ عبدالغفور خاں نساخ۔ اور مولانا آزاد نے گجرات کو ان کا وطن قرار دیا ہے اور اسکے ثبوت میں ابراہیم سایانی نے ولی کا حسب ذیل شعر پیش کیا ہے۔

ولی ایران و توراں میں ہے مشہور — وطن گو اسکا گجرات و دکن ہے

لیکن حقیقت میں یہ شعر اسطرح پر صحیح ہے۔

ولی ایران و توراں میں ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکن ہے

لچھمی نارائن شفیق اور میر تقی میر نے بیان کیا ہے کہ اورنگ آباد انکا وطن ہے۔ اور

www.urduchannel.in

شفیق نے نہایت شد و مد کے ساتھ ان کے گجراتی ہونے کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ :-

"مردمان نسبت او بہ گجرات دادند غلط محض است"

حکیم قدرت اللہ خاں قاسم۔ عبد الغفور خاں نسّاخ اور مولانا آزاد نے لکھا ہے کہ ولی شیخ وجیہ الدین گجراتی کی اولاد سے ہیں لیکن اسکی کوئی تاریخی سند نہیں بیان کی ہے برخلاف اسکے لچھمی نارائن شفیق کا بیان ہے کہ ولی نے گجرات میں آکر شیخ وجیہ الدین گجراتی کی درگاہ میں علم کی تحصیل کی۔ وہاں سے سورت گئے سورت سے بیت اللہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپس آکر احمد آباد میں فوت ہوئے۔ لوگوں نے نیلی گنبد میں دریا خاں کی گنبد کے قریب مدفون کیا۔

اکثر تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق بیان کیا ہے کہ ولی نے دہلی کا بھی سفر کیا تھا لیکن یہ سفر کس عہد میں واقع ہوا تھا اسمیں اختلاف ہے مولانا آزاد اور مصنف گل رعنا اس کو عہد محمد شاہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں لیکن انکے یہاں اسکی کوئی سند نہیں ہے برخلاف اسکے قدیم تذکروں سے ولی کا عالمگیر کے عہد میں دہلی آنا ثابت ہوتا ہے اور میر حسن دہلوی۔ نواب علی ابراہیم خاں۔ یوسف علی مرشد آبادی۔ مرزا علی لطف اور عبد الغفور خاں نساخ نے اسکو نہایت وثوق کے ساتھ لکھا ہے۔

قائم اپنے تذکرے میں بیان کرتے ہیں۔ عالمگیر کے چوالیسویں سال جلوس میں جو ۱۱۱۲ھ کے مساوی ہے ولی اپنے دوست سید ابو المعالی کے ساتھ دلی میں آئے۔ چنانچہ انکی اصل عبارت یہ ہے۔

"در سن چہل و چہار از جلوس عالمگیر بادشاہ ہمراہ سید ابو المعالی نام سید پسرے کہ دلش فریفتہ او بود بشاہ جہاں آباد آمد"۔

ولی کا سنہ وفات فرہنگ آصفیہ میں ۱۱۱۱ھ اور تذکرۂ شعرائے دکن میں ۱۱۵۵ھ تحریر ہے ان میں آخر الذکر تاریخ یقیناً غلط ہے کیونکہ ہم نے دیوان ولی کا ایک قلمی نسخہ دیکھا ہے

www.urduchannel.in

جو ۵۔جمادی الاول ۱۱۴۳ھ میں بمقام احمد آباد مکتوب ہوا ہے اور اسکے خاتمہ پر تحریر ہے "تمام شد دیوان ولی رحمۃ اللہ علیہ" اور اس جملہ سے ثابت ہے کہ ولی نے ۱۱۴۳ھ سے پہلے وفات پائی ہے۔

مولانا آزاد اور مصنف گل رعنا کا بیان ہے کہ ولی نے دیوان کے علاوہ تصوف میں بھی ایک رسالہ نور المعرفت لکھا ہے لیکن وہ ناپید ہو گیا ہے۔ اسوقت صرف دیوان ملتا ہے جسمیں زیادہ حصہ غزلیات کا ہے آخر میں چند مستزاد مخمس ترجیع بند اور دو تین چھوٹی چھوٹی مثنویاں ہیں۔ پروفیسر ڈی ٹاسی نے دیوان کو ۱۸۳۴ء میں بمقام پیرس نہایت اہتمام سے چھپوایا ہے۔ اسکے بعد ۱۸۷۸ء میں بمقام لکھنؤ مطبع منشی نولکشور میں چھپا۔ قریب قریب اسی زمانہ میں اسکا ایک اور ایڈیشن بمبئی میں شایع ہوا۔ لیکن یہ سب ایڈیشن اسوقت کمیاب ہیں حال میں ابراہیم سایانی نے جو دکن کالج پونہ میں فارسی کے اسسٹنٹ لکچرار ہیں اس دیوان کو دہلی میں چھپوا کر شایع کیا ہے اور اسکی ابتدا میں ایک دیباچہ بھی لکھا ہے جسمیں ولی کے حالات اور اس کی شاعری پر تبصرہ تحریر ہے۔

تذکرۂ شعرائے دکن اور گل رعنا کے مصنفین نے روضۃ الشہدا کو ولی اورنگ آبادی کی تصنیفات میں شمار کیا ہے لیکن حقیقت میں یہ ولی دکھنی کی تصنیف ہے اور اسکا تذکرہ ہم نے اس سے پیشتر تحریر کر دیا ہے۔

ڈی ٹاسی جلد سوم ص۲۸ تذکرہ یوسف علی مرشد آبادی اسپرنگر ص۲۸۶ میر تقی ص۹۴ میر حسن ص۲۰۴ سخن شعرا ص۵۵۶ گلشن ہند ص۱۷۵ گلشن بیخار ص۲۳۷ گلستان بنجراں ص۲۸۱ تذکرۂ شعرائے دکن ص۱۱۲۷ گل رعنا ص۱۳۵ آب حیات ص۸۰ چمنستان شعرا نسخہ قلمی، موجودہ کتب خانہ آصفیہ۔

داؤد

مرزا داؤد نام اور اورنگ آباد وطن ہے ولی کے معاصر ہیں ۱۱۶۸ھ میں انتقال کیا ہے

www.urduchannel.in

لچھمی نارائن شفیق نے انکے حالات اپنے تذکرہ میں انکے فرزند مرزا جمال اللہ عشق کی زبانی لکھے ہیں اور وفات کی تاریخ بھی لکھی ہے جس کا مادہ تاریخ یہ ہے۔

گو برفتہ میرزا داؤد فانی ازجہاں

انکا ایک چھوٹا سا دیوان ہماری نظر سے گذرا ہے جسمیں کم و بیش پانچسو اشعار ہیں جن سے انتخاب کر کے ہم ذیل میں تین شعر نقل کرتے ہیں۔

اس صنم کے خیال آبرو نے ۔۔۔ ناتواں مجکو جوں ہلال کیا،
مرا احوال چشم یار سے پوچھ ۔۔۔ حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ
چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم ۔۔۔ دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

میر تقی ص ۱۱۱ سخن شعرا ص ۱۵۷ گل رعنا ص ۹۴ تذکرہ شعرائے دکن ص ۴۲۶

سراج

سید سراج الدین نام ہے اورنگ آباد کے مشائخین سے تھے ۱۱۷۷ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے میر تقی اور میر حسن نے اپنے تذکروں میں لکھا ہے کہ سید حمزہ دکنی کے شاگرد تھے لیکن جو تذکرے اہل اورنگ آباد نے لکھے ہیں ان میں اسکا تذکرہ نہیں ہے اور نہ خود آزاد نے اسکا کہیں ذکر کیا ہے،

سراج نے اردو اور فارسی کے دو دیوان اپنی یادگار چھوڑے ہیں جسمیں غزل، قصیدے رباعی، مستزاد، مخمس، واسوخت، جملہ اصناف سخن موجود ہیں بوستان خیال کے نام سے ایک مثنوی بھی لکھی ہے جو ۱۱۶۰ھ میں تمام ہوئی ہے اسکے علاوہ اپنے دواوین کا ایک انتخاب ۱۱۵۱ھ میں مرتب کیا ہے۔ یہ انتخاب جب تمام ہوا ہے تو انکی عمر ۲۴ سال کی تھی اور اس حساب سے ۱۱۲۷ھ ان کا سن ولادت ثابت ہوتا ہے۔ سراج نے ایک غزل میں منتخب دیوان کی تاریخ و ترتیب اور عمر کو اسطرح بیان کیا ہے،

www.urduchannel.in

جب کیا جزو پریشان سخن شیرازہ بند — تھے برس چوبیس میری عمر بے بنیاد کے
سال ہجری تھے ہزار و یکصد و پنجاہ و یک — واقف علم لدنی صاحب ارشاد کے
اے سراج اس منتخب دیوان کی سب ریختے — خاتم مژگان خوباں سیں ہیں قابل صاد کے

میر حسن ص۱۰۳ میر تقی ص۱۰۱ گل رعنا ص۹۰ سخن شعرا ص۲۱۳ تذکرہ شعرائے دکن ص۲۰۴ لسان العصر جلد اول نمبرہ ص۳۳

دہلی میں زبانِ اُردو

اُردو زبان نے دکن میں نویں صدی سے پہلے ادبی صورت حاصل کر لی تھی اور اس میں اسی زمانہ سے تصنیف و تالیف کا آغاز ہو گیا تھا۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں بارھویں صدی کے آغاز تک یہ زبان محض بات چیت اور لین دین تک محدود تھی مولانا جمالی[1]۔ مُلّا نوری[2] اور شیخ سعدی[3] وغیرہ نے اگرچہ کہ ایسے اشعار کہے ہیں جو آدھے فارسی اور آدھے اُردو میں ہیں لیکن یہ باقاعدہ اور علمی شاعری نہ تھی اسلئے اُسے ہم اُردو شاعری کا سنگ بنیاد نہیں کہہ سکتے۔

شاہ جہاں بادشاہ (۱۰۳۷ھ – ۱۰۶۹ھ) کا عہد اُردو کے لئے مبارک عہد تھا اس عہد میں اُردو زبان بات چیت سے گزر کر خط و کتابت تک ترقی کر چکی تھی۔ یہاں تک کہ خود بادشاہ

---

[1] مولانا جمالی شہنشاہ بابر کے معاصر تھے ۹۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ دہلی میں انکا مزار ہے۔

[2] مُلّا نوری اعظم پور کے باشندے تھے۔ اکبر کے زمانے میں گزرے ہیں۔ مُلّا فیضی سے نہایت اتحاد رکھتے تھے میر حسن نے انکا ایک شعر نقل کیا ہے جو آدھا اردو اور آدھا فارسی ہے۔

ہر کس کہ خیانت کند البتہ بترسد — بیچارہ نوری نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے

[3] شیخ سعدی۔ ان کیلئے ضمیمہ اول ملاحظہ کیجئے۔

www.urduchannel.in

بھی ضرورت کے وقت اس میں خط وکتابت کیا کرتے تھے جس زمانہ میں شجاع اور اورنگ زیب برسرپیکار تھے تو شاہ جہاں نے ایک شقہ شجاع کو لکھا۔ یہ شقہ کسی طرح اورنگ زیب کو مل گیا۔ اور اسکی بنیاد پر اورنگ زیب نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جسمیں لکھتا ہے

آں فرمان عالی کہ در زبان ہندی از دستخط خاص رقم فرمودہ شاہد ایں معانی است[1]

عالمگیر اورنگ زیب (سنہ ۱۰۶۹ھ تا ۱۱۱۸ھ) کے رقعات فارسی میں ہیں لیکن اُن میں کثرت سے اُردو الفاظ استعمال کیئے ہیں مثلاً

"درارسال ڈالی انبہ بہ تلافی ما فات کوشند"

"دریں ضمن کرسی کیچکرہ نیز بہ نظر گذشت"

"مزہ کھچڑی بریانی شما در زمستان یاد می آید"

"و چار گھڑی روز ماندہ باز دیوان عام می فرمودند"

"شادیانہ فتح بنوازند و حرف ایام طفولیت یاد دارند کہ باباجی دھوں دھوں"

اس زمانہ میں دربار و اہل دربار کی زبان فارسی تھی سلطنت کا دفتر فارسی میں تھا تصنیف و تالیف خط وکتابت فارسی میں ہوا کرتی تھی۔ باوجود اسکے شاہ جہاں کا اُردو میں شقہ لکھنا اور عالمگیر کا اپنے رقعات میں اُردو الفاظ استعمال کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ اُردو زبان اس زمانہ میں ملک کی عام زبان ہوگئی تھی۔ بازار سے شاہی محلات تک خاص و عام اسکو بولتے اور سمجھتے تھے۔

عالمگیر کے عہد میں لغات اُردو کی تدوین

قریب قریب اسی زمانے میں اہل ہندوستان کو اُردو لغات کی ترتیب و تدوین کا خیال پیدا ہوا۔ ملا عبدالواسع ہانسوی نے (جن کی قواعد فارسی اور گلستان بوستان کی شرحیں نہایت مشہور ہیں) عالمگیر کے زمانہ میں اُردو و ہندی الفاظ کا ایک لغت مدون کیا اور اُسکا نام غرائب اللغات رکھا الفاظ کے معنی

---

[1] عالمگیر کی یہ عرضداشت دستور العمل آگہی میں موجود ہے ۱۲

فارسی میں لکھے۔ ایک عرصہ کے بعد سراج الدین علیخاں آرزو المتوفی ۱۱۶۹ھ نے اس کی نظرثانی کی۔ بہت سے الفاظ اور معنی اضافہ کئے۔ غلطیاں درست کیں اور اُسے نوادرالالفاظ کے نام سے موسوم کیا[۱]

فارسی شعرا اور اُردو زبان[۱]

عالمگیر کے زمانہ سے دلی میں اُردو شعرگوئی نے رواج پایا اور اس جانب سب سے پہلے فارسی شعرا نے توجہ کی موسوی خاں فطرت[۲] مرزا عبدالقادر بیدل[۳] مرزا عبدالغنی قبول[۴] وغیرہ وغیرہ فارسی کے نامور شاعر تھے لیکن کبھی کبھی تفریح خاطر اور تفنن طبع کے لئے اُردو میں بھی دو چار شعر لکھ لیا کرتے تھے۔ تھوڑے عرصہ تک یہی کیفیت رہی محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں جلوس کے دوسرے سال ۱۱۳۳ھ میں ولی کا دیوان دکن سے دہلی میں آیا۔ اہل دہلی نے اسکی خوب قدر کی۔ اس قبولیت عام کو دیکھا تو بہت سے شخاص

[۱] ریو جلد دوم صفحہ ۵۰۱ جلد سوم صفحہ ۹۹۵ و صفحہ ۱۰۳۴ و صفحہ ۱۰۷۱

[۲] میرزا معزالدین محمد موسوی خاں فطرت مشہد مقدس انکا وطن ہی ۱۰۸۲ھ میں ولایت سے ہندوستان میں آئے۔ عالمگیر کے امرا میں انکا شمار ہوتا ہے۔ فارسی کے نامور شاعر ہیں ۱۱۰۱ھ میں انکا انتقال ہوا ہی مآثرالامرا جلد سوم صفحہ ۶۳۳ خزانہ عامرہ صفحہ ۴۲۹ سرو آزاد صفحہ ۱۲۶ نتائج الافکار صفحہ ۳۹۵

[۳] میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آباد پٹنہ انکا وطن ہی۔ شاہ جہاں آباد میں رہا کرتے تھے ۱۱۳۳ھ میں انکا انتقال ہوا ہے (سرو آزاد صفحہ ۱۴۸ نتائج الافکار صفحہ ۸۰) میر تقی میر نے اپنے تذکرہ میں انکے دو شعر نقل کئے ہیں،

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہی ہم میں ۔۔۔ اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہی ہم میں

جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا ۔۔۔ پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہی ہم میں

[۴] میرزا عبدالغنی قبول کشمیر ان کا وطن ہی شاہ جہاں آباد میں رہا کرتے تھے مرزا جویا کے شاگرد ہیں ۱۱۳۹ھ میں انکا انتقال ہوا ہی (سرو آزاد صفحہ ۱۹۶) سراج خاں نے رسالہ تحقیق زبان ریختہ میں انکا ایک شعر نقل کیا ہی:

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن

تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

www.urduchannel.in

شعر گوئی کی جانب متوجہ ہوگئے[1] اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کے پایۂ تخت میں شعرائے اُردو کا گروہ کثیر پیدا ہو گیا منجملہ انکے جن شعرا نے شہرت حاصل کی ہے اُنکی تفصیل یہ ہے:

دورِ اوّل کے شعراء

شاہ مبارک آبرو۔ ان کا نام نجم الدین ہے۔ شیخ محمد غوث گوالیری کی اولاد سے ہیں۔ محمد شاہ بادشاہ کے ایام حکومت میں بمقام شاہجہان آباد اُن کا انتقال ہوا ہے[2]

شیخ شرف الدین مضمون۔ آگرہ کے علاقہ میں بمقام باج مُو آپکی ولادت ہوئی ہے زمانۂ شباب میں آکر دہلی میں سکونت پذیر ہوئے زینت المساجد میں رہا کرتے تھے شیخ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے ہیں[3]

محمد شاکر ناجی۔ شاہ جہان آباد کے باشندے اور نواب عمدۃ الملک محمد امیر خاں کے متوسل تھے۔ شاہ مبارک آبرو کے معاصر ہیں ۱۱۶۰ھ میں انکا انتقال ہوا ہے[4]

مصطفٰے قلی خاں یکرنگ۔ شاہ جہان آباد ان کا وطن تھا۔ خان جہان خاں لودہی کے نبیرے اور محمد شاہ بادشاہ کے درباری منصبدار تھے۔ دہلی میں انکا انتقال ہوا ہے[5]

شیخ ظہور الدین حاتم۔ شاہ جہان آباد انکا وطن تھا عمدۃ الملک نواب امیر خاں کے مصاحب اور مرزا سودا کے اُستاد تھے انکے دو دیوان ہیں ایک قدیم اور دوسرا جدید زبان میں ۱۱۹۶ھ میں بمقام دہلی انکا انتقال ہوا ہے[6]

---

[1] رسالہ تحقیق زبان ریختہ ص

[2] میر تقی ص۹۰ میر حسن ص۴۳ گلشن ہند ص۲۵ گلشن بیخار ص۶ سخن شعرا ص۵

[3] میر تقی ص۱۵ میر حسن ص۱۶۹ گلشن ہند ص۱۶۰ گلشن بیخار ص۱۸۱ سخن شعرا ص۴۴۷

[4] میر تقی ص۲۳ میر حسن ص۱۵۹ گلشن ہند ص۱۷۲ گلشن بیخار ص۲۲ سخن شعرا ص۵۵۸

[5] میر تقی ص۱۰۳ میر حسن ص۲۱۶ گلشن ہند ص۱۹۵ گلشن بیخار ص۲۴۴ سخن شعرا ص۵۰۸

[6] میر تقی ص۷۹ میر حسن ص۷۵ گلشن ہند ص۵۱ سخن شعرا ص۱۲۰

www.urduchannel.in

اشرف علیخاں فغاں احمد شاہ بادشاہ کے کوکہ اور مرزا علی قلی خاں ندیم کے شاگرد تھے احمد شاہ دُرّانی کی فوج کشی کے بعد دہلی سے عظیم آباد چلے آئے اور یہاں راجہ شتاب رائے کی مصاحبت اختیار کرلی ۱۱۸۶ھ میں بمقام عظیم آباد انتقال کیا [1]

یہ شعراء دور اول کے تھے اسکے بعد دور ثانی شروع ہوتا ہے اس دور کے نامور شعرا میں مرزا مظہر جان جاناں (۱۱۹۵ھ) مرزا سودا (۱۱۹۵ھ) میر تقی میر (۱۲۲۵ھ) خواجہ میر درد (۱۱۹۹ھ) میر سوز (۱۲۱۳ھ) قیام الدین قائم (۱۲۲۰ھ) انعام اللہ خاں یقین۔ احسن اللہ خاں بیان (۱۲۱۳ھ) وغیرہ نے شہرت و ناموری حاصل کی ہے۔

نثر اُردو

آٹھویں صدی ہجری کے ختم ہونے سے قریبًا تیس سال پہلے دکن میں نثر اردو کی ابتدا ہو چکی تھی شیخ **عین الدین** گنج العلم المتوفی ۷۹۵ھ کے رسالے خواجہ بندہ نواز حضرت سید محمد گیسو دراز المتوفی ۸۲۵ھ کا رسالہ **معراج العاشقین**۔ **نشاط العشق** کا ترجمہ یہ سب آٹھویں اور نویں صدی کے درمیانی زمانہ میں تصنیف ہوئے اور ان سے نثر اُردو کی قدامت کافی طور پر ثابت ہوتی ہے۔

شیخ **عین الدین** کے رسالے مذہبی احکام و مسائل کے متعلق ہیں اور انکا ایک مجموعہ قلعہ سینٹ جارج کی کالج لائبریری میں موجود تھا۔

مولوی عبدالحق صاحب بی اے نے **معراج العاشقین** کی تصحیح کی ہے اور اسپر ایک فاضلانہ دیباچہ بھی لکھا ہے۔ یہ کتاب ادبی نہیں ہے بلکہ تصوّف کی ہے۔ تاہم اس سے اُس زمانے کی زبان کا تھوڑا بہت پتہ ضرور لگتا ہے

[1] میر تقی ص۸۳ میر حسن ص۱۴۲ گلشن ہند ص۳۰ سخن شعرا ص۳۶۹

www.urduchannel.in

حضرت میران جی شمس العشاق نے بھی نثر اردو میں کئی رسالے لکھے ہیں منجملہ انکے دو رسالے ہمنے بھی دیکھے ہیں۔ ایک کا نام جل ترنگ اور دوسرے کا گل باس ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ اور شاہ صاحب نے ان میں تصوف کے اسرار و نکات تمثیل کے پیرائے میں بیان کئے ہیں۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے زمانہ میں ملا وجہی ایک دکنی شاعر گذرے ہیں۔ دربار گولکنڈہ کے متوسل اور ملا غواصی کے معاصر تھے۔ اا رذی القعدہ ۱۰۴۱ھ کو سلطان عبداللہ کے محل میں شاہزادہ تولد ہوا تو انھوں نے مصرع ذیل سے اسکی تاریخ نکالی و اسے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔

"آفتاب از آفتاب آمد پدید"

ملا نظام الدین احمد نے حدیقۃ السلاطین میں اس واقعہ کو بدیں الفاظ بیان کیا ہے۔

وبہ شکرانۂ ایں موہبت خاقان سکندر منزلت سلیقی کلی بعلماء و فضلاء و صلحا اکرام و احسان فرمودند وبفقراء و مساکین نقود و اجناس بسیار تصدق نمودند۔ و جمعی از شعراء تاریخہائے کہ یافتہ بودند بمسامع جاہ و جلال خسرو یوسف جمال رسانیدند۔ ازاں جملہ سہ تاریخ مرقوم گردید۔ اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از آفتاب آمد پدید"۔

ملا وجہی نے ۱۰۴۵ھ میں ایک کتاب سب رس کے نام سے نثر اردو میں لکھی ہے، اسکی عبارت اول سے آخر تک مسجع و مقفی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملا وجہی نے اسکے لکھنے میں ملا نورالدین ظہوری کی سہ نثر کی تتبع کی ہے جو سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کے نورس نامہ پر بطور دیباچہ لکھی گئی ہے۔

مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے نے سب رس کے متعلق ایک فاضلانہ مضمون لکھا ہے اور اس میں کتاب کے مصنف، مضامین، زبان اور دیگر متعلقات پر خوب بحث کی ہے یہ مضمون رسالہ اردو کی جلد چہارم میں شایع ہوا ہے۔

www.urduchannel.in

شرح تمہیدات عین القضاۃ

عین القضاۃ ہمدانی قرن ششم کے اولیائے کبار سے ہیں آپ کا نام ابو الفضائل عبداللہ بن محمد ہے ہمدان میں پیدا ہوئے، شیخ محمد بن حمویہ کے شاگرد اور شیخ احمد غزالی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ نے عربی اور فارسی میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان میں تصوف کے اسرار و حقائق کو اس شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ایسا کسی دوسرے مصنف نے کم بیان کیا ہو گا۔ ۵۳۳ھ میں انتقال ہوا۔ اور قزوین میں مدفون ہوئے[1]۔

تمہیدات کے نام سے آپ نے ایک کتاب لکھی ہے، اور اس میں تصوف کے رموز شرع و عقائد کے مسائل بعض آیات قرآنی کے حقائق و دقائق بیان کئے ہیں۔ قرن یازدہم کے نصف آخر میں سید میران جی حسینی نے دکنی زبان میں اسکا ترجمہ کیا ہے۔ یہ بزرگ حیدرآباد کے باشندے اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کے معاصر ہیں۔ ابتدا ئے شاہی ملازمین میں شامل تھے۔ سلطان علی عادل شاہ ۱۰۶۷ھ میں برسر حکومت ہوا تو سلطان عبداللہ نے انھیں سرکاری ضرورت بیجاپور بھیجا۔ وہاں شیخ امین الدین اعلی سے ملاقات ہو گئی اور انکی توجہ سے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اسکے بعد حیدرآباد واپس آئے اور مسند مشیخت پر رونق افروز ہوئے۔ ۱۰ جمادی الاول ۱۰۸۰ھ کو انتقال کیا۔ حیدرآباد اور گولکنڈہ کے مابین موضع عبداللہ پور میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند شاہ امین الدین ثانی نے مزار پر گنبد بنوایا جو اسوقت موجود ہے اور مکری گنبد کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ترجمہ تمہیدات کے علاوہ دکنی زبان میں کئی رسالے لکھے ہیں مثلاً رسالہ وجودیہ، رسالہ قربیہ وغیرہ

تمہیدات کا ترجمہ کس عہد میں تمام ہوا ہے اس کا تذکرہ دیباچہ میں نہیں ہے لیکن یہ امر یقینی ہے کہ شیخ امین الدین کی بیعت اور بیجاپور کی واپسی کے بعد شاہ صاحب نے اسے

---

[1] نفحات الانس ص۴۲۳۔ سفینۃ الاولیا ص۱۹۵۔ مجمع الفصحا جلد اول ص۳۴۰۔ نتائج الافکار ص۲۷۹۔ محبوب الاولیا ص۱۰۱

www.urduchannel.in

تصنیف کیا ہے اِس بنا پر ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ سنہ ۱۰۶۹ھ کے حدود میں وفات سے کچھ عرصہ پہلے یہ ترجمہ تمام ہوا ہے۔

شمائل الاتقیا و دلائل الاتقیا

شیخ برہان الدین غریب حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلفاء عظام سے ہیں۔ آپ اپنے مرشد کے حکم سے سات سو بزرگوں کے ساتھ دکن کی جانب روانہ ہوئے اور یہاں پہونچکر دولت آباد میں سکونت اختیار کی اور اسی جگہ ۱۲ صفر ۷۳۲ھ کو انتقال فرمایا[1]۔

آپ کے مریدوں میں شیخ رکن الدین بن عماد کاشانی ایک مشہور مصنف گزرے ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب میں اپنے مرشد کے ملفوظات جمع کئے ہیں اور اسکا نام نفائس الانفاس رکھا ہے اسکے علاوہ ایک ضخیم کتاب شمائل الاتقیا و دلائل الاتقیا کے نام سے لکھی ہے[2] اسکے مضامین عربی فارسی کی سو سے زیادہ کتابوں سے ماخوذ ہیں اور اُنھیں چار اقسام کے تحت میں بیان کیا ہے،

سنہ ۱۰۸۰ھ کے بعد یعنی سلطنت قطب شاہی کے انقراض (سنہ ۱۰۹۸ھ) سے دس پندرہ سال پہلے ایک دکھنی بزرگ میراں یعقوب نے اسکا ترجمہ زبان دکھنی میں کیا ہے[3]۔ یہ ترجمہ نہایت صاف و سادہ زبان میں ہے مترجم نے کتاب میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا ہے مضامین اور ان کی تقسیم اصل کے بالکل مطابق ہے۔

مصنف نے کتاب کے مضامین چار اقسام پر تقسیم کئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے:

پہلا قسم۔ طریقت کے لوگاں کے افعال، ہور سالکاں کے مقامات ہور مریداں ہور طالباں کے طلباں، ہور اسکے عجائبات، ہور باریکیاں کی شرح میں بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] مراۃ الاسرار ۱۲

[2] شمائل الاتقیا کے لئے دیکھئے ایتھے نمبر (۱۸۳۶)

[3] یہ ترجمہ کتب خانہ آصفیہ میں فن تصوف کے نمبر (۶۶۳) پر موجود ہے ۱۲

www.urduchannel.in

دوسرا قسم ۔حقیقت کے لوگاں یعنے پیغمبراں، ہور خاص الخاص ولیاں کے بیاں ہیں،
تیسرا قسم ۔خدا کے پانچو وجود، ہور ذات کی چگونگی کا۔ ہور ازل، ہور ابدالاباد کے بیان کا، ہور امر، ہور حکم، ہور قضا، ہور قدر کے نازکیاں کا ہور محمد کے جنس جنس کے لوازماں کا بیان،
چوتھا قسم ۔بہتر آدم کی پیدائش کا، ہور صفتاں کا، ہور دنیا کے بٹریاں کا، ہور گنہگار بندگان امیدواران ہور نیو کے میں خدا کے عنایات کا بیان،

نور دریا قادری کے رسالے

رائچور میں جسکا نام عالمگیر نے فیروز نگر رکھا ہے[1] ایک خاندان نور دریا کے نام سے مشہور ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ سید شاہ محمد قادری[2] بیجاپور کے باشندے اور شیخ امین الدین اعلیٰ[3] المتوفی ۱۰۸۵ھ کے خلیفہ تھے عالمگیر کے زمانے میں گزرے ہیں آپ نے زبان دکنی میں کئی رسالے لکھے ہیں اور ان میں تصوف کے مسائل بیان کئے ہیں منجملہ انکے ایک مجموعہ میں ہمنے آپ کے دو رسالے دیکھے ہیں جن میں مسائل وحدۃ الوجود اور قضا و قدر پر بحث ہے۔

معرفۃ السلوک

شیخ محمود خوش دہاں بیجاپور کے مشہور بزرگ ہیں شاہ برہان الدین جانم کے مرید اور شاہ امین الدین اعلیٰ کے پیر تربیت تھے ۱۰۶۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور روضہ امین الدین اعلیٰ میں مدفون ہوئے ہیں۔ آپ نے فارسی میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام معرفت السلوک[4] ہے۔ شاہ ولی اللہ قادری نے اپنے مرشد شاہ حبیب اللہ قادری کے ایما سے ۱۱۰۹ھ میں زبان دکنی اسکا ترجمہ کیا۔ یہ بزرگ

---

[1] مآثر عالمگیری ص ۳۳۲

[2] روضۃ الاولیا بیجاپور ص ۸۶

[3] روضۃ الاولیا ص ۱۲۲

[4] یہ کتاب ۱۸۸۱ء میں نولکشور پریس میں چھپی ہے۔

www.urduchannel.in

حیدرآباد میں رہا کرتے تھے۔ نواب انور الدین شہامت جنگ کو ان سے خاص ارادت تھی۔ ۲۹۔ محرم ۱۱۴۴ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ حیدرآباد میں شہر سے باہر باغ گوٹر دہن کے قریب مدفون ہوئے مزار اور چبوترہ سراج الدولہ نواب محمد علی خاں والاجاہ حاکم ارکاٹ نے بنوایا ہے۔

اسرار التوحید — قریب قریب اسی زمانہ میں ایک بزرگ سید شاہ میر نام قصبہ راچوتی میں گزرے ہیں۔ آپ نے بھی ایک رسالہ مسائل توحید کی نسبت لکھا ہے اور اسکا نام اسرار التوحید رکھا ہے[1]

یہ مختصر سرگذشت ہے اُن تصنیفات کی جو نثر اردو میں گیارھویں صدی کے خاتمہ تک دکن میں لکھی گئی ہیں۔ اسکے بعد کا زمانہ چونکہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس لئے اُن تصنیفات کے حالات کو ہم قلم انداز کرتے ہیں جو بارھویں صدی میں تصنیف ہوئی ہیں۔ تاہم اس قدر بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔ لیکن ان میں ادبی کتابیں ایک دو سے زیادہ نہیں بلکہ جس قدر ہیں وہ سب تصوّف اور مسایل دین سے تعلق رکھتی ہیں۔

شمالی ہند میں نثر اردو کی ابتدا — شمالی ہند میں نثر نویسی کی ابتدا بارھویں صدی سے شروع ہوئی ہے۔ اور سب سے پہلی کتاب جو نثر اردو میں لکھی گئی ہے وہ مولانا فضلی کی وہ مجلس ہے۔[2]

یہ کتاب ۱۱۴۵ھ میں تمام ہوئی ہے[3]۔ اسکے بعد محمد حسین کلیم نے ابن عربی کی فصوص الحکم کا ترجمہ کیا۔ قریب قریب اسی زمانہ میں عطا حسین خاں تحسین نے

---

[1] یہ رسالہ ۱۳۱۳ھ میں حیدرآباد میں چھپ گیا ہے۔ ۱۲۔

[2] آب حیات ص۲۲

[3] نقش ہند ص۱۱

نوطرزِ مرصّع لکھی[۱]۔ یہ سب نثر اُردو کی ابتدائی کتابیں تھیں۔

انھیں ایام میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم ہوا اور انگریزوں کو اُردو سکھانے کے لئے ڈاکٹر جان گل کرسٹ نے نثر اردو میں متعدد کتابیں لکھوائیں[۲]۔ اسکے بعد نثر نویسی کو رواج عام ہوگیا۔

---

[۱] تذکرۂ خوشنویساں ص۱۲۸

نوطرزِ مرصع نواب شجاع الدولہ (۱۱۶۶ھ تا ۱۱۸۸ھ) کے زمانہ میں تمام ہوئی ہے۔ اسمیں چہار درویش کا فسانہ مذکور ہے۔

[۲] فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے نثر اُردو میں جسقدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان کی مفصل کیفیت مضامین ذیل میں دیکھئے۔

دیباچہ گلشن ہند از مولوی عبدالحق صاحب ص۲۴ تا ص۶۰ گل رعنا ص۳۶ تا ص۴۸ اردو زبان اور اہل یورپ از مولوی عبدالحق صاحب مندرجہ رسالہ اُردو جلد سوم ص۲۹۴ تا ص۳۰۵

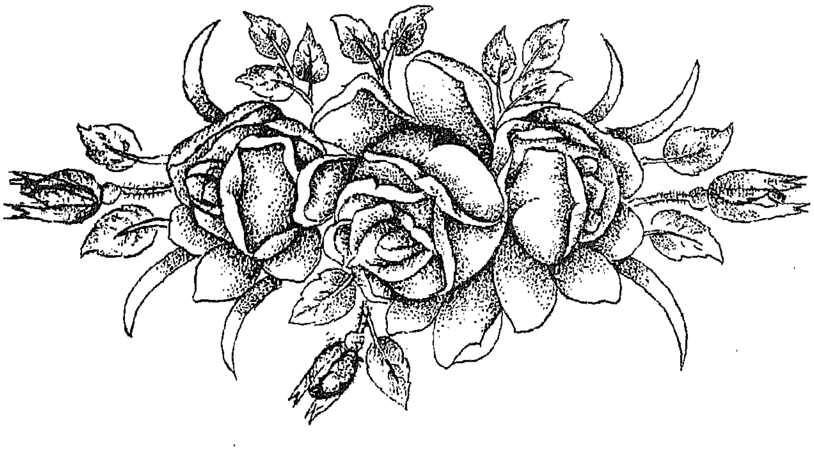

www.urduchannel.in

ضمیمۂ اوّل

شیخ سعدی

متعلقہ صفحہ (۱۱۱)

اُردو کے شعرائے قدیم میں ایک بزرگ شیخ سعدی گزرے ہیں تذکرہ نویسوں نے انکے نام سے ابیات ذیل نقل کئے ہیں[1]

قشقہ چو دیدم بر رخش گفتم کہ یہ کیا ریت ہے
گفتا ورائے باوے اس ملک کی یہ ریت ہے

اے مرد ماں شہر شما کیتی بڑی یہ ریت ہے
ہے ہے نمی پرسد کسے پردیسیا ما ریت ہے

ہمنا تمن کو دل دیا۔ تم دل لیا اور دکھ دیا
ہم یہ کیا، تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے

دو نین کی کلمیہ کہوں۔ رو رو بجون دل کروں
پیش سگ کوبیت دھروں سپاپانہ جائے میت ہے

سعدی طرح انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ، دُر ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

بعض تذکرہ نویسوں نے ان اشعار کو شیخ سعدی شیرازی سے منسوب کیا ہے چنانچہ قائم چاندپوری اپنے تذکرہ مخزن نکات میں لکھتے ہیں۔

"اتفاق بعضے از مورخین بران ست کہ چوں حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس اللہ روحہ در ہنگام سیر و سیاحت بطرف گجرات تشریف آوردند و مجاورت سومنات چنانکہ در نسخہ بوستان خود بش ایمائے برآں فرمودہ اند کردند و بختے بر زبان ایں دیار وقوف یافتہ یک دو بیت ریختہ کہ بعد ازیں مرقوم خواہد شد بر سبیل تفنن بقید نظم درآوردہ بعد ازاں حضرت امیر خسرو برہماں بنا طرح لغزہائے بسیار بکار بردند۔ ہر چند سلیقہ سخن سنجی آں وقت دور از فصاحت ریختہ گویاں حال است و از عبارت غیر مانوس مالا مال لیکن بپاس طبیعت مشتاقاں ہر جنس سخن دو سہ چہار بیت ازاں ابیات تبرکاً و تیمناً دریں مقام قلمی میگردد و از آثار احوال ایں ہر دو بزرگوار چہ نویسد کہ مورخان سلف در کتب تاریخ

[1] یہ اشعار نکات الشعرا اور مخزن نکات سے منقول ہیں ۱۲

www.urduchannel.in

متداولہ ضبط نمودہ اند و اظہر من الشمس و ابین من الامس است"

بعض تذکرہ نویسوں کی رائے میں سعدی ریختہ گو، سعدی شیرازی کے علاوہ ہیں اور انھیں دکن کا باشندہ قرار دیتے ہیں چنانچہ میر تقی کا بیان ہے۔

"سعدی دکھنی آنچہ بعض ایں را شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گمان بردہ اند خطا است"

میر فتح علی حسینی گردیزی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ

"سعدی دکھنی از شعرائے قرار دادۂ دکن است و آنکہ بعضے اغرہ را بہ سبب اتحاد تخلص مغالطہ افتادہ ریختہ ہائے سعدی دکھنی را از عدم اعتنا و قلت تتبع بنام سعدی شیرازی مرقوم ساختہ اند ناشی از جہل و تسفہ است"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ سعدی ریختہ گو نہ تو سعدی شیرازی ہیں اور نہ انھیں دکن سے تعلق ہے۔ بلکہ یہ ہندوستان شمالی کے باشندے ہیں۔ شہنشاہ اکبر (۹۶۳ھ – ۱۰۱۴ھ) کے معاصر تھے ۱۰۰۲ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ملا نظام الدین احمد کا بیان ہے کہ کاکوری کے رہنے والے تھے[1]

بختاور خاں نے لکھا ہے کہ:۔

"طبع موزوں داشتے و بزبان فارسی و ہندی شعرے نیکو گفتے"

ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ص ۲۵۶

"از مشائخ عظام است خلافت از پدر بزرگوار یہ خویش شیخ محمد مرحوم داشت و شیخ محمد شرحے فارسی بر شاطبیہ نوشتہ قریب ہشتاد جزو۔ خلف صدق شیخ سعدی صاحب وجد و حال قوی بود و ظاہر و باطن مصفا داشت دائم منبسط و مشرع بودے و خوش وقت و آزاد زیستے بیکے از احباب رقعہ ہنگام وداع نوشتہ بود

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست   تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

وفاتش در ۱۰۰۲ھ اثنی و الف بود"

---

[1] طبقات اکبری ص ۳۹۵

ضمیمۂ دوم

طوطی نامہ[۱]

متعلقہ صفحہ ۶۵

شکا سپ تتی نام سنسکرت میں ایک کتاب ہے جسکے معنے ہیں "طوطے کی کہی ہوئی ستر کہانیاں" مولانا ضیاء الدین[۲] نخشبی نے ان ستر کہانیوں سے باون کہانیاں انتخاب کرکے فارسی میں انکا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ سنہ ۷۳۰ھ میں تمام ہوا۔

اسکی زبان چونکہ نہایت مشکل و مغلق تھی اسلئے فارسی میں اسکے متعدد خلاصے لکھے گئے علاوہ ازیں مشرق و مغرب کی متعدد زبانوں میں انکا ترجمہ بھی ہوا۔ چنانچہ اسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

مولانا نخشبی کی کتاب کے خلاصے

(۱) شیخ ابو الفضل علامی نے دسویں صدی کے وسط میں سلیس و آسان فارسی میں اسکا خلاصہ کیا۔

(۲) ملا سید محمد قادری نے مولانا نخشبی کی باون حکایات سے پینتیس حکایات انتخاب کرکے انھیں گیارھویں صدی میں شرفا کی روزمرہ فارسی میں لکھا۔

یہ خلاصے بھی طوطی نامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ پہلا ایاب ہے دوسرا سنہ ۱۸۰۱ء میں کلکتہ میں اور سنہ ۱۸۰۱ء میں لندن میں چھپا ہے اسکے بعد بمبئی سے اسکے کئی ایڈیشن شایع ہوئے ہیں اور عام طور پر ملتا ہے۔

---

[۱] یہ خلاصہ ہے ہمارے ایک مضمون کا جو رسالہ مخزن بابتہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میں طوطا کہانی کے عنوان سے شایع ہوا ہے اور اسمیں ہمنے طوطی نامہ کی اصلیت اور اسکے مختلف تراجم کی مفصل کیفیت بیان کی ہے۔

[۲] مولانا ضیاء الدین نخشبی بہت بڑے عالم اور فارسی کے بلند پایہ مصنف گذرے ہیں بدایوں کے رہنے والے تھے سنہ ۷۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ طوطی نامہ کے علاوہ سلک السلوک عشرۂ مبشرہ کلیات و جزئیات انکی مشہور و مقبول عام تصنیفات ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں انکا تذکرہ لکھا ہے۔

www.urduchannel.in

مولانا نخشبی کی کتاب کے تراجم

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم ۹۲۶ھ تا ۹۷۴ھ شیخ عبداللہ صاری نے ترجمہ کیا
جو ۱۲۵۲ھ میں بولاق میں اور ۱۳۰۱ھ میں قسطنطنیہ میں طبع ہوا ہے جارج رہین GEORGE RCSEN
نے اس ترکی ترجمہ کو جرمن میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں طبع ہوا ہے۔
(۲) دکھنی زبان میں دو ترجمے ہوئے ہیں اور دونوں منظوم ہیں۔
(۱) ترجمہ غواصی کا ہے جو ۱۰۴۹ھ میں تمام ہوا ہے اسکا ایک نسخہ مولوی عبدالحق صاحب
بی۔اے سکریٹری انجمن ترقی اردو کے یہاں موجود ہے۔
(۲) ترجمہ ابن نشاطی نے ۱۰۶۶ھ میں کیا ہے۔
(۳) انگریزی میں جیرانس GAIRANS نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔

ملا سید محمد قادری کی کتاب کے تراجم

(۱) دکھنی میں ۱۱۴۲ھ میں ترجمہ ہوا مترجم کا نام معلوم نہیں اسکا ایک نسخہ جامعہ عثمانیہ کے کتبخانہ میں موجود ہے۔
(۲) اردو میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش سے ۱۲۱۶ھ ۱۸۰۱ء میں ترجمہ کیا۔ اور
طوطا کہانی نام رکھا۔ یہ کتاب ۱۸۲۵ء میں ڈاکٹر فاربس کے اہتمام سے لندن میں چھپی ہی ہندستان
میں اسکے بیشمار اڈیشن شایع ہوئے ہیں اور عام طور پر ملتی ہے۔
(۳) انگریزی میں گلاڈوین GLADWIN نے ترجمہ کیا ہے جو فارسی متن کیساتھ ۱۸۰۱ء
میں کلکتہ میں چھپا ہے۔
(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن IKEN نے ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاٹگرٹ میں طبع ہوا ہے۔
ریو ص ۷۴۳ ایتھے نمبر ۴۳، ۵۲، ۵۳ و ۵۴۔ رینکر جلد اول نمبر ۶۳۰

www.urduchannel.in

طوطی نامے کے خلاصے اور ترجمے

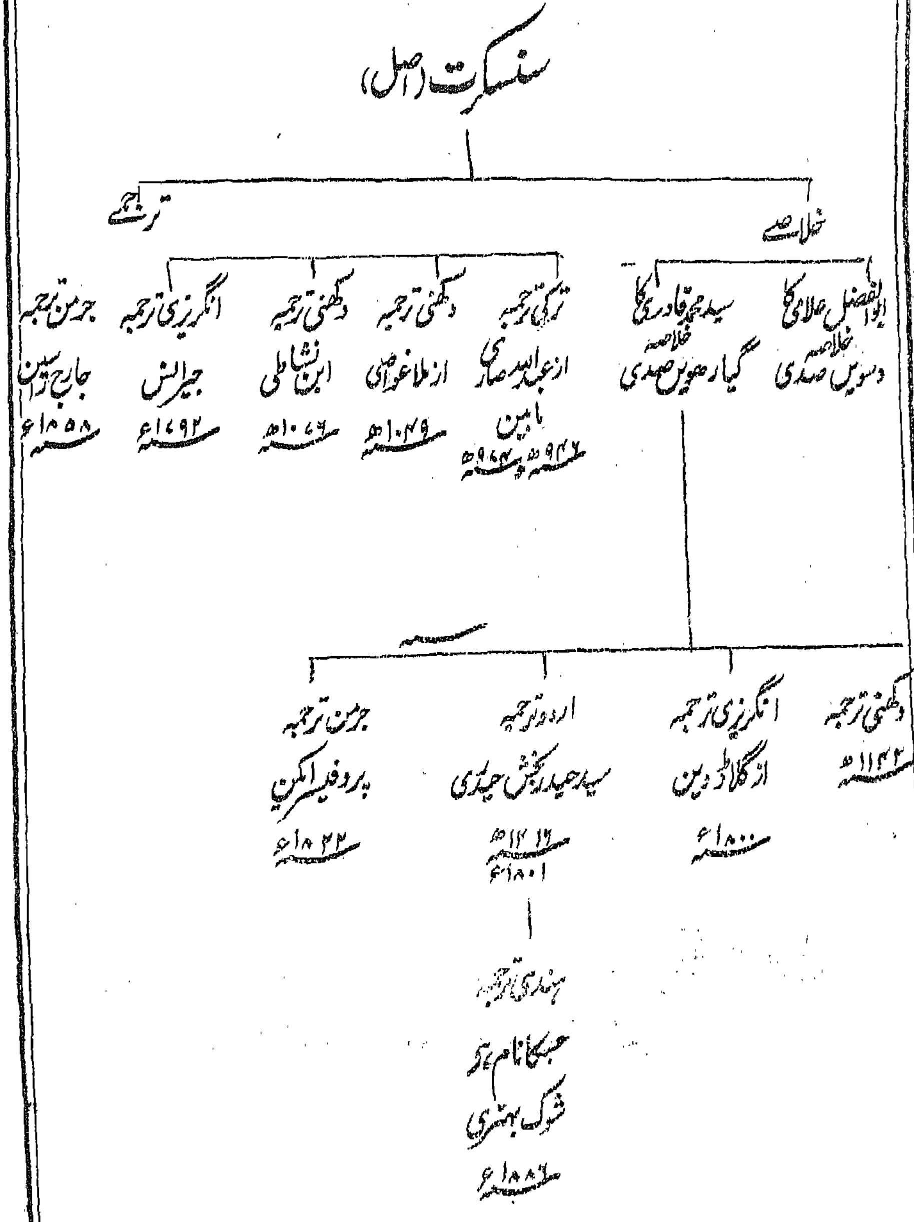

www.urduchannel.in

ضمیمۂ سوم

حسن و دل

متعلقہ صفحہ

حسن و دل فارسی لٹریچر کا ایک مشہور تمثیلی فسانہ ہے اور اسکو نظم و نثر میں مختلف مصنفین نے تصنیف کیا ہے۔

(۱) مولانا فتاحی۔ ان کا نام محمد بن یحییٰ سیبک ہے۔ سلطان شاہ رخ مرزا (۸۰۷ھ تا ۸۵۰ھ) کے زمانے میں گذرے ہیں۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے ۸۵۲ھ میں انتقال ہوا ہے۔ ان کے کئی تخلص تھے۔ تفاحی۔ فتاحی۔ اسراری۔ خماری۔ لیکن ان میں فتاحی زیادہ مشہور ہے۔ حسن و دل اور شبستان خیال۔ انکی مشہور تصنیفات ہیں۔

حسن و دل کا نام دستور عشاق ہے۔ یہ ایک ضخیم مثنوی ہے اس میں پانچ ہزار ابیات ہیں ۸۴۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ چنانچہ خاتمہ میں اسکا ذکر مصنف نے اسطرح کیا ہے۔

پئے ایں روضۂ بستان عالم — چو تاریخ تمامش دار "حسنم"

گرین شیلڈ GREENSHIELD نے اسے ۱۹۲۶ء میں نہایت اہتمام کے ساتھ پیرس میں چھپوایا ہے۔

دولت شاہ طبع لیڈن صفحہ ۴۱۸ بمبئی صفحہ ۱۸۲۔ لاہور صفحہ ۲۸۶۔ حبیب السیر جلد سوم جزو سوم صفحہ ۱۴۸۔

(۲) مولانا صرفی۔ نام صلاح الدین ہے۔ ساوہ کے رہنے والے اور ملا محتشم کاشی کے شاگرد تھے شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ولایت سے ہندوستان میں آئے اور کچھ زمانہ ملا نظام الدین احمد بخشی کے ساتھ گجرات میں بسر کیا پھر فیضی کے ساتھ دکن چلے گئے اور وہیں انکا انتقال ہوا۔ حسن و دل کو انھوں نے نظم فارسی میں لکھا ہے۔ یہ نہایت مؤثر اور زوردار مثنوی ہے ۹۹۳ھ میں تمام ہوئی ہے "عاشق و معشوق" سے اسکی تاریخ نکلتی ہے۔

طبقات اکبری صفحہ ۴۰۲ بدایونی صفحہ ۳۵۶۔ آتشکدہ صفحہ ۲۹۶

www.urduchannel.in

(۳) بیخود ۔ مُلّا جامی ۔ ان کا لقب ہے ۔ لاہور کے رہنے والے تھے ۔ عالمگیر اورنگ زیب کے زمانہ میں گذرے ہیں ۔ بادشاہ نے انھیں نامدار خاں کا خطاب عنایت کیا تھا ۔ تاریخ خوب کہا کرتے تھے سنہ ۱۰۸۰ھ میں انکا انتقال ہوا ہے حسن و دل کو اُنھوں نے بھی نظم کیا ہے نہایت اچھی مثنوی ہے اور ابتدا اسکی مصرعۂ ذیل سے ہوئی ہے ۔

الٰہی بہ مستان بزم نیاز

سرخوش نے کلمات الشعرا میں ان کے حالات لکھے ہیں ۔

(۴) خواجہ محمد بیدل ۔ یہ بزرگ شیخ عبدالقادر بیدل کے علاوہ ہیں اور اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں گذرے ہیں ۔ انھوں نے حسن و دل کو نثر فارسی میں لکھا ہے " داغ دلبند " سے اسکی تاریخ نکالی ہے ۔ ابتدا کی پہلی سطر یہ ہے ۔

گوہر بحر حمد و ثنا و جواہر معدن شکر و عطا نثار بارگاہ آں بادشاہ کشور حسن و جمال ۔

حسن و دل کے متعلق بعض مفید معلومات کیلئے دیکھیئے ڈاکٹر ایتھے کا مضمون

NEUPERSISCHEN

LITTERATUR,

G. I. PH. VOL. II PP. 334.

www.urduchannel.in

کتابیات

تاریخ

	نام کتاب	نام مصنف	مقام و سنہ طباعت
(۱)	دول الاسلام	امام شمس الدین ذہبی	حیدرآباد سنہ ۱۳۳۶ھ
(۲)	المختصر فی اخبار البشر	ابوالفدا حموی	مصر سنہ ۱۳۲۵ھ
(۳)	تاریخ جہانکشائے	ملا علاء الدین جوینی	لیڈن سنہ ۱۳۲۹ھ
(۴)	جامع التواریخ	وزیر رشید الدین فضل اللہ ہمدانی	لیڈن سنہ ۱۳۲۹ھ
(۵)	طبقات ناصری	قاضی منہاج الدین جوزجانی	کلکتہ سنہ ۱۸۶۴ء
(۶)	روضۃ الصفا	میرخوند محمد بن خاوند شاہ المتوفی سنہ ۹۰۳ھ	بمبئی سنہ ۱۲۹۱ھ
(۷)	حبیب السیر	میر غیاث الدین خوندمیر المتوفی سنہ ۹۴۲ھ	بمبئی سنہ ۱۲۷۳ھ
(۸)	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف	کلکتہ سنہ ۱۸۹۱ء
(۹)	بابرنامہ	محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ	قازان سنہ ۱۸۵۷ء
(۱۰)	آئین اکبری	شیخ ابوالفضل علامی	لکھنؤ سنہ ۱۸۶۹ء
(۱۱)	طبقات اکبری	ملا نظام الدین احمد بخشی	لکھنؤ سنہ ۱۸۷۵ء
(۱۲)	اقبال نامہ جہانگیری	محمد شریف معتمد خاں	لکھنؤ سنہ ۱۸۷۰ء
(۱۳)	منتخب التواریخ	شیخ عبدالقادر بدایونی	لکھنؤ سنہ ۱۸۶۵ء
(۱۴)	تاریخ فرشتہ	حکیم محمد قاسم فرشتہ	لکھنؤ سنہ ۱۸۶۴ء
(۱۵)	منتخب اللباب جلد سوم	محمد ہاشم خافی خاں	کلکتہ سنہ ۱۹۲۵ء
(۱۶)	حدیقۃ السلاطین	ملا نظام الدین احمد شیرازی	قلمی مملوکہ مولوی سید علی جعفر نگرامی
(۱۷)	حدیقۃ العالم	نواب میر عالم موسوی	حیدرآباد سنہ ۱۳۱۰ھ

www.urduchannel.in

(۱۸) بساتین السلاطین	محمد ابراہیم زبیری	حیدرآباد سنہ ۱۳۰۷ھ
(۱۹) مآثر عالمگیری	محمد ساقی مستعد خاں	کلکتہ سنہ ۱۸۷۳ء
(۲۰) مرآۃ احمدی	علی محمد خاں دیوان	بمبئی سنہ ۱۳۰۷ھ
(۲۱) تحفۃ الکرام	علی شیر قانع	دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ
(۲۲) سلسلہ آصفیہ	سررشتہ علوم و فنون سرکار عالی	آگرہ سنہ ۱۸۹۶ تا سنہ ۱۹۰۴ء
(۲۳) تاریخ خورشید جاہی	منشی غلام امام خاں دہلوی	حیدرآباد سنہ ۱۲۸ھ

(تراجم صوفیہ)

(۲۴) اسرار الاولیا	خواجہ بدرالدین	لکھنؤ سنہ ۱۸۷۶ء
(۲۵) جواہر فریدی		لکھنؤ
(۲۶) اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	دہلی سنہ ۱۸۷۶ء
(۲۷) سفینۃ الاولیا	محمد دارا شکوہ	لکھنؤ سنہ ۱۸۸۴ء
(۲۸) خزینۃ الاصفیا	مفتی غلام سرور لاہوری	لکھنؤ سنہ ۱۸۷۴ء
(۲۹) زاد المتقین	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	قلمی

(تراجم شعرا)

(۳۰) لباب الالباب	نورالدین محمد عوفی	لیڈن سنہ ۱۹۰۶ء
(۳۱) ہفت اقلیم	امین احمد رازی	کلکتہ سنہ ۱۹۱۰ء
(۳۲) سرو آزاد	میر غلام علی آزاد بلگرامی	لاہور سنہ ۱۹۱۳ء
(۳۳) نتائج الافکار	محمد قدرت اللہ خاں گوپاموی	مدراس سنہ ۱۲۵۹ھ
(۳۴) گلستان سخن	مرزا قادر بخش صابر	لکھنؤ سنہ ۱۲۷ھ

www.urduchannel.in

(۳۵) نکات الشعراء	میر تقی میر	انجمن ترقی اردو سنہ ۱۹۲۲ء
(۳۶) تذکرہ شعرائے ریختہ	میر حسن دہلوی	انجمن ترقی اردو سنہ ۱۹۲۲ء
(۳۷) گلشن ہند	مرزا علی لطف	لاہور سنہ ۱۹۰۶ء
(۳۸) گل رعنا	مولوی عبدالحی ندوی	اعظم گڈھ سنہ ۱۳۴۳ھ
(۳۹) گلشن بیخار	نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ	لکھنؤ سنہ ۱۲۹۱ھ
(۴۰) گلستان بیخزاں	محمد قطب الدین باطن	لکھنؤ سنہ ۱۲۹۱ھ
(۴۱) آبحیات	مولوی محمد حسین آزاد	دہلی سنہ ۱۸۹۶ء
(۴۲) تذکرہ شعرائے دکن	مولوی عبدالجبار ملکاپوری	حیدرآباد سنہ ۱۳۲۹ھ
(۴۳) مخزن نکات	محمد قیام الدین قائم	قلمی مملوکہ نواب عنایت جنگ
(۴۴) چمنستان شعرا	لچھمی نارائن شفیق	قلمی مخزونہ کتب خانہ آصفیہ

تراجم عام

(۴۵) سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ
(۴۶) نجوم السماء	محمد صادق لکھنوی	لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ
(۴۷) محبوب الالباب	مولوی خدا بخش خاں	حیدرآباد سنہ ۱۳۰۰ھ
(۴۸) تذکرہ علمائے ہند	مولوی رحمان علی	لکھنؤ سنہ ۱۸۹۴ء
(۴۹) تذکرہ خوشنویسان	غلام محمد ہفت قلم	کلکتہ سنہ ۱۹۱۰ء
(۵۰) روضۃ الاولیائے بیجاپور	محمد ابراہیم زبیری	رائچور سنہ ۱۳۰۳ھ
(۵۱) سخن شعرا	عبدالغفور خاں نساخ	لکھنؤ سنہ ۱۲۹۱ھ

متفرق

(۵۲) عجائب الاسفار	ابن بطوطہ	لاہور سنہ ۱۸۹۷ء

www.urduchannel.in

(۵۳)	آثار الصنادید	ڈاکٹر سر سید احمد خاں	کانپور سنہ ۱۹۰۴ء
(۵۴)	باغ و بہار	میر امن دہلوی	لندن سنہ ۱۸۰۹ء
(۵۵)	دریائے لطافت	انشاء اللہ خاں انشا	لکھنؤ سنہ ۱۹۲۰ء
(۵۶)	تحقیق زبان ریختہ	عبدالغفور خاں نساخ	لکھنؤ سنہ ۱۸۹۰ء
(۵۷)	دبستان مذاہب	ذوالفقار اردستانی	کلکتہ سنہ ۱۲۶۴ھ
(۵۸)	جذب القلوب	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	کلکتہ سنہ ۱۲۷۱ھ
(۵۹)	منتخبات فارسی	موسیو شیفر	پیرس سنہ ۱۸۸۵ء
(۶۰)	ترجمہ انوار سہیلی	محمد ابراہیم بیجاپوری	مدراس سنہ ۱۸۴۰ء
(۶۱)	کشف الظنون	حاجی خلیفہ مصطفیٰ چلپی	مصر سنہ ۱۳۱۰ھ
(۶۲)	ریاض الجنان	محمد باقر آگاہ	حیدرآباد سنہ ۱۳۰۰ھ
(۶۳)	بحر الفضائل	محمد بن قوام بن رستم بلخی	قلمی کتب خانہ آصفیہ
(۶۴)	آداب الفضلا	قاضی خاں بدر محمد دہلوی	" " "
(۶۵)	شرف نامہ	قوام الدین ابراہیم فاروقی	" " "
(۶۶)	مؤید الفضلا	شیخ لاد دہلوی	لکھنؤ سنہ ۱۸۸۴ء
(۶۷)	بہار عجم	ٹیک چند بہار	لکھنؤ سنہ ۱۸۷۹ء
(۶۸)	رسالہ اردو	انجمن ترقی اردو بابت سنہ ۱۹۲۴ء سنہ ۱۹۲۸ء	
(۶۹)	لسان العصر	بابت سنہ ۱۹۱۱ء	
(۷۰)	اورینٹل کالج میگزین	بابت سنہ ۱۹۲۵ء	

www.urduchannel.in

(انگریزی فرانسیسی جرمنی)

(۷۱) فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم مرتبہ چارلس ریو — لندن سنہ ۱۸۶۹ء تا سنہ ۱۸۸۳ء

(۷۲) فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس مرتبہ ہرمن ایتھے — لندن سنہ ۱۸۹ء

(۷۳) فہرست کتب خانہ شاہان اودھ مرتبہ ڈاکٹر اسپرنگر — کلکتہ سنہ ۱۸۵۴ء

(۷۴) فہرست کتب خانہ ٹیپو سلطان مرتبہ میجر اسٹوارٹ — لندن سنہ ۱۸۱۲ء

(۷۵) فہرست مخطوطات اردو انڈیا آفس مرتبہ بلوم ہارٹ — لندن سنہ ۱۸۲۶ء

(۷۶) فہرست مخطوطات اردو برٹش میوزیم مرتبہ بلوم ہارٹ — لندن سنہ ۱۸۲۶ء

(۷۷) ذخیرہ کرنل میکنزی مرتبہ ڈاکٹر ولسن — کلکتہ سنہ ۱۸۱۱ء

(۷۸) فہرست مخطوطات جرمن اورنٹیل سوسائٹی — لیپزگ سنہ ۱۹۱۱ء

(۷۹) فہرست مسکوکات مغلیہ انڈین میوزیم مرتبہ نلسن رائٹ — سنہ ۱۹۰۸ء

(۸۰) فہرست مسکوکات مغلیہ پنجاب میوزیم مرتبہ وائٹ ہیڈ — سنہ ۱۹۱۴ء

(۸۱) تاریخ ہندوستان مولفہ جنرل الفنسٹن — لندن سنہ ۱۹۰۵ء

(۸۲) تاریخ ہندوستان مولفہ سر ہنری الیٹ — لندن سنہ ۱۸۶۷ء

(۸۳) جدید آریائی السنہ کا گرامر مولفہ مسٹر بیمس — لندن سنہ ۱۸۶۰ء

(۸۴) ہندوستانی فیلالوجی مولفہ ڈاکٹر گل کرسٹ — لندن سنہ ۱۸۱۰ء

(۸۵) ایشیاٹک ریسرچز ڈاکٹر کولبروک

(۸۶) تاریخ ادبیات ہندوستان ڈاکٹر ونٹرنتز — لیپزگ سنہ ۱۹۰۵ء

www.urduchannel.in

(۸۷) تاریخ ادبیات ہندی ہندستانی ڈاکٹر گارسن دی ٹاسی — پیرس ۱۸۷۰ء

(۸۸) ادبیات فارسی — ہرمن ایتھے — اسٹراسبرگ ۱۸۹۶ء

(۸۹) ضمیمہ مسکوکات رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی — ۱۹۰۴ء

(۹۰) پراکرت پرکاش — لندن ۱۸۶۸ء

قدیم تصنیفات

قدیم تصنیفات کے قلمی اور چھپے ہوئے نسخے جو دوران تالیف
میں مؤلف کے پیش نظر رہے ہیں،

احکام الصلوٰۃ۔ از شاہ ملک (ص۸۸) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۰۷ھ

پنچھی باچھا از وجدی (ص۱۰۳) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۲۲ھ۔ چار مطبوعہ۔ مدراس سنہ ۱۲۶۲ھ
سنہ ۱۳۱۴ھ ممبئی سنہ ۱۲۸۰ھ و سنہ ۱۳۱۹ھ

پھول بن از ابن نشاطی (ص۶۹) دو نسخے قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۷۰ھ موجود کتب خانہ آصفیہ مکتوبہ سنہ ۱۲۵۰ھ مملوکہ مؤلف

تحفۂ عاشقاں۔ از وجدی (ص۱۰۳) ایک نسخہ قلمی مملوکہ مولوی ظفر یاب خان صاحب۔

تحفۃ العاشقین۔ از سید میراں حسینی (ص۶۶) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۷۴ھ مملوکہ مؤلف

تحفۃ النصائح۔ از ملا قطبی (ص۶۱) دو نسخے قلمی۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۸۳ھ مملوکہ مؤلف مکتوبہ سنہ ۱۲۶۰ھ
مملوکہ نواب عنایت جنگ بہادر

تنبیہ نامہ از ولی بیجاپوری (ص۱۰۵) ایک نسخہ قلمی۔ مملوکہ مؤلف۔

جواہر الاسرار اللہ از سید شاہ علی حسینی گانو دہنی (ص۴۷) ایک نسخہ مطبوعہ ممبئی سنہ ۱۲۴۸ھ

خوب ترنگ معہ امواج خوبی۔ از شیخ خوب محمد چشتی (ص۴۹) ایک نسخہ مطبوعہ پٹن سنہ [illegible]

خاور نامہ از رستمی (ص۸۵) ایک نسخہ قلمی مملوکہ ڈاکٹر محمد قاسم ماہر سمیات۔

دیوان سراج۔ (ص۱۱۱) دو نسخے قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۶۴ھ و سنہ ۱۲۸۹ھ موجودہ کتب خانہ آصفیہ۔

دیوان ولی (ص۱۰۷) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۹۹ھ مملوکہ مؤلف۔ تین نسخے مطبوعہ۔ پیرس سنہ ۱۸۳۴ء
لکھنؤ سنہ ۱۸۷۸ء انجمن ترقی اردو سنہ ۱۹۲۸ء

دیپک پتنگ۔ از سید محمد عشرتی (ص۹۰) ایک نسخہ قلمی ناقص الآخر مملوکہ نواب عنایت جنگ بہادر۔

www.urduchannel.in

رسالہ قربیہ ۔ از امین الدین اعلیٰ ([illegible]) ایک نسخہ قلمی ناقص الآخر ۔ مملوکہ مولف ۔

رسالہ وجودیہ ۔ از قاضی نوردریا (م ۱۱۹[illegible]) ایک نسخہ قلمی موجودہ کتب خانہ آصفیہ فن تصوف ۶۱۴

روضۃ الشہدار ۔ از ولی دکنی (م ۱۱۰[illegible]) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲[illegible]ھ دو نسخے مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۹[illegible]ھ و سنہ ۱۳۱۳ھ

سب رس ۔ از ملا وجہی (م ۱۱[illegible]) تین نسخہ قلمی (۱) مکتوبہ سنہ ۱۲۲۵ھ (۲) ناقص الآخر موجودہ کتب خانہ آصفیہ فن تصوف ۱۹۵ و ۶۳۲ (۳) مکتوبہ سنہ ۱۱۸[illegible]ھ مملوکہ مولف

شرح التمہیدات ۔ از سید میران جی خدانما (م ۱۱[illegible]) ایک نسخہ قلمی ناقص الآخر ۔ مولف نے اسے بمقام ویلور کتب خانہ واقع مدرسہ لطیفیہ میں دیکھا ہے ۔

شمائل الاتقیا ۔ از میران یعقوب (م ۱۱۸[illegible]) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۶۳ھ موجودہ کتب خانہ آصفیہ فن تصوف ۶۶۳

طوطی نامہ ۔ از ملا غواصی (م ۱۰۶۵) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۹[illegible]ھ مملوکہ مولف

عشق نامہ ۔ از عبدالمومن (م ۱۰[illegible]) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۳[illegible]ھ موجودہ کتب خانہ آصفیہ سوانح عمری ۲۵۰

علی نامہ ۔ از ملا نصرتی (م [illegible]) ایک نسخہ قلمی بلا تاریخ مملوکہ ڈاکٹر محمد قاسم ماہر سمیات

قصہ بہرام و حسن بانو ۔ از ابن دولت (م ۱۰۴۸) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۰ھ

قصہ بہرام و گل اندام ۔ از طبعی (م [illegible]) ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۱۹[illegible]ھ مملوکہ ڈاکٹر محمد قاسم

قصہ چندر بدن ۔ از مقیمی (م ۱۰۹[illegible]) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۰ھ

قصہ رتن پدم ۔ از ولی دکنی (م ۱۱۰[illegible]) ایک نسخہ قلمی ناقص الآخر مولف نے اسے بمقام ویلور مدرسہ لطیفیہ میں دیکھا ہے ۔

قصہ رضوان شاہ ۔ از فائز (م [illegible]) ایک نسخہ قلمی موجودہ کتب خانہ آصفیہ قصص ۱۲۱

قصہ سیف الملوک ۔ از ملا غواصی (م ۱۰۶[illegible]) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۹[illegible]ھ دو نسخے قلمی مکتوبہ [illegible] ۱۱۹[illegible]ھ مملوکہ مولف ، مکتوبہ سنہ ۱۲۲[illegible]ھ مملوکہ ڈاکٹر محمد قاسم ماہر سمیات ۔

www.urduchannel.in

قصۂ ملکہ مصر از عاجز دکنی (ص ۱۰۹۵) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۷ھ

گلدستہ عشق از صنعتی (ص ۱۰۵۰) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۲۶ھ

گلشن احسان - از سید علی احسان (ص ۹۹) ایک نسخہ قلمی مملوکہ نواب عنایت جنگ بہادر

گلشن عشق - از ملا نصرتی (ص ۶۶) تین نسخہ قلمی (۱) مکتوبہ سنہ ۱۱۶۴ھ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ مثنویات ۲۹۹ (۲) مکتوبہ سنہ ۱۲۶۲ھ مملوکہ مصنف (۳) ناقص الاول و آخر مملوکہ مصنف۔

گنج عرفان از میراں جی شمس العشاق (ص ۹) ایک نسخہ مطبوعہ شاہ نور سنہ ۱۲۸۵ھ

مخزن عشق - از وجدی (ص ۱۰۳) ایک نسخہ قلمی ناقص الآخر مملوکہ ڈاکٹر محمد قاسم ماہر سمیات

معراج العاشقین از خواجہ سید محمد گیسو دراز حسینی (ص ۱۱۵) ایک نسخہ مطبوعہ حیدرآباد سنہ ۱۹۲۵ع

معرفۃ السلوک از شاہ ولی اللہ حیدرآبادی (ص ۱۱۹) دو نسخہ قلمی (۱) مکتوبہ سنہ ۱۱۹۵ھ (۲) بلا تاریخ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ تصوف ۲۴۸ و ۶۸۰

من لگن از محمود بحری (ص ۹) چار نسخے مطبوعہ مدراس سنہ ۱۲۷۵ھ و سنہ ۱۳۰۷ھ بنگلور سنہ ۱۳۱۱ھ ایک نسخہ قلمی مکتوبہ سنہ ۱۲۳۴ھ معہ ارت من لگن مملوکہ مؤلف۔

نیم درپن از سید احمد منبر (ص ۹۹) ایک نسخہ قلمی مملوکہ نواب عنایت جنگ بہادر

ہدایت ہندی از ضعیفی (ص ۹۶) ایک نسخہ مطبوعہ مدراس سنہ ۱۲۸۶ھ

یوسف زلیخا از امین گجراتی (ص ۸) ایک نسخہ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۷۲ھ

یوسف زلیخا از ہاشمی (ص ۱۰۹) دو نسخے قلمی (۱) مکتوبہ سنہ ۱۱۷۱ھ مملوکہ مؤلف (۲) موجودہ کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ مدراس۔

www.urduchannel.in

انڈکس

آبرو۔ شاہ مبارک ۱۱۴
آتشی - ۷۷ - ۸۰
آثارالصنادید - ۱۷
اداۃ الفضلاء ۳۴
آذری اسفرائینی - ۳۷ - ۴۲
آرزو، سراج الدین علیخاں - ۱۱۳
آزاد بلگرامی - ۲۴
آزاد دکنی - ۱۰۴
آزاد دہلوی مولوی محمد حسین ۸۹ - ۱۰۷ - ۱۰۸
آق قویون لی (قبیلہ) ۵۴ - ۵۵ - ۵۶
آگاہ مولوی محمد باقر - ۱۰۰
ابراہیم حسینی - ۴۷
ابراہیم زبیری - ۷۹ - ۸۵ - ۸۷ - ۹۲
ابراہیم سایانی - ۱۰۹
ابراہیم عادل شاہ اول ۷۶ - ۷۸
ابراہیم عادل شاہ ثانی - ۲۵ - ۷۸ - ۱۱۶
ابراہیم غزنوی، سلطان - ۲۱
ابراہیم قطب شاہ - ۵۶
ابراہیم لودی، سلطان ۳۳
ابن بابویہ القمی - ۵۸
ابن حوقل - ۱۵
ابن خاتون - ۵۸
ابن عربی، شیخ الاکبر محی الدین - ۴۱ - ۴۴ - ۱۲۰
ابن نشاطی - ۲۵ - ۳۶ - ۶۸ - ۶۹ - ۱۰۰
ابوالحسن تاناشاہ - ۶۲ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳
ابوالحسن علی الہجویری - ۱۵
ابوسعید، سلطان - ۵۳
ابوعبداللہ النکتی - ۱۵ - ۵۲
ابوالفرج رونی - ۱۵
ابوالفضل علامی - ۱۲۴ - ۱۲۶
ابوالمعالی، سید - ۱۰۸
ابونصر فارسی - ۱۵
احکام الصلوٰۃ - ۸۸
احمد زبیری - ۶۹
احمد شاعر دکنی - ۶۲
احمد شاہ بادشاہ - ۱۱۵

www.urduchannel.in

احمد شاہ بہمنی - ۳۴
احمد شاہ درّانی - ۱۱۵
احمد شاہ گجراتی، سلطان - ۲۳ - ۴۴
احمد علی خاں - ۸۰
احمد غزالی، امام - ۱۱۷
احمد کبیر رفاعی، سید - ۴۷
احمد نظام الملک - ۷۶
احمد نیالتگین - ۲۱
اخبار الاخیار - ۱۲۴
اختیار الدین خلجی - ۱۴
اخلاق محسنی - ۸۹
ارت من لگن - ۹۸
اُردو، رسالہ - ۷۱ - ۸۱
اردو زبان - ۱ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۲ - ۲۷ - ۵۹ - ۶۸ - ۱۱۱ - ۱۱۲ -
اُردو، بالیغ - ۷
اردو در راہ دکھن - ۹
اردو سوسائٹی - ۳
اردوئے ظفر قرین - ۹
اُردوئے مطلا - ۷
اردوئے معلی - ۹

اُردوئے نصرت شعار - ۸
اسپرنگر، ڈاکٹر - ۴ - ۳۰ - ۳۱ - ۵۱ - ۵۲ - ۷۱ - ۷۳ - ۱۰۲
اسپیگل، ڈاکٹر - ۷۱
اسٹوارٹ، میجر - ۶۹ - ۷۱
اسرار التوحید - ۱۲۰
اسرار عشق - ۹۱
اسکندر بیگ - ۵۴
اسکندر کبیر - ۵
اسمٰعیل عادلشاہ - ۶۶ - ۶۸
اشوک، راجہ - ۵
اطوار الابرار - ۴۰
اعراس بزرگان - ۹۲
الاعلام فی ذکر بیت اللہ الحرام - ۴۵
افضل خاں شیرازی - ۷۶
اکبر، سلطان جلال الدین محمد - ۸ - ۹ - ۱۸ - ۹۳ - ۱۱۱ - ۱۲۳ - ۱۲۷ -
الپتگین - ۱۲
الوند بیگ - ۵۴
اللہ قلی - ۵۵
امواج خوبی - ۴۵ - ۴۹ - ۵۰

www.urduchannel.in

امیر خاں، عمدۃ الملک - ۱۱۴
امیر خسرو - ۱۷ - ۳۰ - ۳۱ - ۵۱، ۸۳، ۸۳، ۱۲۲
امین الدین اعلےٰ - ۸۸ - ۱۱۷ - ۱۱۹
امین کمال - ۴۸
امین گجراتی - ۴۸ - ۵۱
انوار سہیلی - ۸۹ - ۹۱
اوتادبن - ۹۹
اورنٹیل سوسائٹی - ۹۱
اورنگ زیب عالمگیر ۱۷ - ۵۱ - ۵۶ -
۶۵ - ۷۳ - ۹۳ - ۹۵ - ۹۷ - ۹۹ - ۱۰۶
۱۰۸ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۲۸ -
ایتھے، ڈاکٹر ۶۵ - ۶۹ - ۷۱ - ۱۰۱
۱۰۲ - ۱۲۸ -
ایکن، پروفیسر - ۱۲۵ - ۱۲۶

بابا سبجل - ۸۱
بابر، سلطان ظہیر الدین محمد - ۸ - ۱۱۱
بارک اللہ چشتی، شاہ - ۲۴
باغ و بہار - ۱۸
بحار الانوار - ۴۵
بحر الحقائق - ۲۴
بحر الفضائل - ۳۲
بحری، قاضی محمود - ۹۷
بختاور خاں - ۱۲۳
بدر الدین، خواجہ - ۲۲
بدر الدین دمامینی، امام - ۴۴
بدیع اصفہانی - ۶۵
برج بھاشا - ۶ - ۷ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۶
برہان قاطع - ۵۸
برہان الدین جانم - ۴۵ - ۱۱۹
برہان الدین غریب، شیخ - ۱۱۸
بساتین - ۶۹
بکٹ کہانی - ۴
بلوم ہارٹ، پروفیسر - ۳ - ۶۵ - ۶۹ - ۸۳
۸۴ - ۸۸ - ۹۵
بوستان خیال، مثنوی - ۱۱۰
بہاؤالدین آملی، شیخ - ۵۸
بہاؤالدین باجن - ۴۵ - ۴۶
بہاؤالدین طغرل - ۱۴
بہاؤالدین عروج - ۱۰۷
بہادر شاہ گجراتی، سلطان - ۴۸
بہار و خزاں، تذکرہ - ۱۰۷

www.urduchannel.in

بہرام شاہ، سلطان - ۱۳
بہرام گور - ۷۰ - ۸۳
بہرام وحسن بانو، قصہ - ۸۴
بہرام وگل اندام، قصہ - ۷۰ - ۷۱
بہرام لودھی، سلطان - ۲۶
بہمن نامہ - ۳۷ - ۴۲
بیان، احسن اللہ بیان - ۱۱۵
بیخود، ملا جامی - ۱۲۸
بیدل - عبدالقادر - ۱۱۳
بیدل، خواجہ محمد - ۱۲۸
بیمس، مسٹر - ۱۹

پالی، زبان - ۵
پتھورا، رائے - ۳ - ۱۸
پدماوت، قصہ - ۹۸
پراکرت ۵ - ۶
پراکرت پرکاش - ۶
پنچھی باچھ - ۴ - ۱۰۳ - ۱۰۶
پھول بن ۶۹ - ۱۰۰
پیر قلی ولد مرزا الوند بیگ - ۵۴

تاج الدین یلدوز - ۱۴
تاریخ جہانکشائے - ۷
تاریخ خورشید جاہی ۷۱ - ۸۱
تاریخ عالم آرائے عباسی - ۵۷
تاریخ فیروز شاہی - ۸
تاریخ قطب شاہی - ۶۲
تبصیر الرحمن - ۴۴
تحسین، عطا حسین خاں - ۱۲۰
تحفہ عاشقاں - ۱۰۴
تحفۃ العاشقین - ۶۶
تحفۃ النصائح - ۶۷
تحقیق زبان ریختہ، رسالہ - ۱۸
تذکرہ شعرائے دکن - ۹۱
تذکرۂ علمائے ہند - ۶۸
تذکرۃ الملوک - ۷۷ -
ترجمۂ اربعین - ۵۰ -
ترجمہ انوار سہیلی - ۶۹ - ۷۰
ترجمہ تمہیدات - ۱۱۷
تعلیقات صحیح بخاری - ۴۴
تعلیقات مغنی اللبیب - ۴۴
تفسیر حسینی - ۸۹

www.urduchannel.in

تکملہ تذکرۃ الملوک - ۷۷
تلسی داس - ۲۷
تمہیدات عین القضات - ۱۱۷
تنبیہ نامہ - ۱۰۵
تیمور، امیر - ۱۹ - ۳۳ - ۵۳ - ۵۴

ٹامل زبان - ۶
ٹوڈر مل - ۱۹
ٹیپو سلطان - ۸۵

جامع التواریخ - ۷
جامی، ملا نامدار خاں - ۱۲۸
جگن گجراتی، قاضی - ۴۵
جل ترنگ - ۱۱۶
جمال الدین، ملا - ۵۸
جمال الدین اکرم، الشیخ - ۴۵
جمال الدین مغربی، - ۸۱
جمالی، مولانا - ۱۱۱
جمشید قطب شاہ ۵۳ - ۵۶
جنیدی - ۷۰
جواہر الاسرار - ۸۹
جواہر فریدی - ۲۲
جوجی خاں - ۷
جویا، مرزا - ۱۱۳
جہاں شاہ، سلطان - ۵۴
جہانگیر، نور الدین محمد - ۸ - ۱۰
جے پال، راجہ - ۱۲
جے رائنس - ۵ - ۱۲ - ۱۲۶
جینا پراکرت - ۵

چت لگن ۹۸
چمنستان شعراء - ۱۰۷
چندر بدن قصہ - ۴ - ۹۴ - ۹۵
چنگیز خاں - ۷ - ۸

حاتم، ظہور الدین - ۱۱۴
حاجی خلیفہ - ۶۹
حاشیہ جامع عباسی - ۵۸
حاشیہ کشاف - ۴۱
حافظ شیرازی - ۳۷
حالی، خواجہ الطاف حسین - ۲
حبیب السیر - ۷ - ۸۴ -

www.urduchannel.in

حبیب اللہ قادری - ۱۱۹

حجاج بن یوسف ثقفی - ۱۱

حجت البقاء - ۴۵

حدیقۃ السلاطین - ۵۸ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۵
۸۳ - ۱۱۶

حدیقۃ العالم - ۶۵

حسن بیگ امیر - ۵۵

حسن گیلانی - ۳۷

حسن امیر حسن دہلوی - ۶۱ - ۷۱ - ۷۳ - ۱۰۷
۱۰۸ - ۱۱۰

حسن دل - ۹۶ - ۹۹ - ۱۲۷ - ۱۲۸

حسین آملی، مولانا - ۵۸

حسین جلائر، سلطان - ۵۳ - ۵۴

حسین مرزا، سلطان - ۸۹

حکم بن عاص الثقفی - ۱۰

حمید الدین مسعود - ۱۵

حیدر بخش حیدری - ۱۲۵ - ۱۲۶

خافی خاں ۸۶ - ۹۱

خاقانی - ۸۷

خان جہاں لودھی - ۱۱۴

خاورنامہ - ۸۳ - ۸۴

خدیجہ بیگم بنت مرزا یوسف - ۵۴

خزانۃ الروایات - ۴۵

خزانۂ رحمت - ۴۶

خزانۂ عبادت ۹۶

خزینۃ الاصفیا - ۶۴

خسرو شاہ - ۱۳

خسرو ملک - ۱۳

خسرو نامہ - ۱۰۴

خلاصہ روضۃ الصفا - ۷۷

خمسۂ نظامی - ۵۷ - ۷۷

خواص خاں - ۸۲

خوب ترنگ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱

خوب محمد چشتی - ۴۵ - ۴۹ - ۵۱

خورشاہ بن قباد الحسینی - ۵۶ -

خوشنود - ۶۴ - ۸۲

خوندمیر، سید علاء الدین حسینی - ۸۰

خوندمیر، امیر غیاث الدین ہروی - ۸۰ - ۸۴

داؤد شاہ بہمنی، سلطان - ۳۴

داؤد شاعر - ۱۰۹

www.urduchannel.in

دبستان مذاہب - ۲۶

درد، خواجہ میر -

دستور عشاق - ۱۲۷

دولت، شاعر - ۴۸

دولت شاہ، شاعر - ۸۰

دولت شاہ، تذکرہ نویس - ۸۴

دلیر جنگ بہادر - ۸۰

دہ مجلس - ۱۲۰

دیپک پتنگ - ۹۸

دیوان حاتم - ۱۱۴

دیوان داؤد - ۱۱۰

دیوان سراج - ۱۱۰

دیوان مغربی - ۴۷

دیوان نصرتی - ۸۷

دیوان ولی - ۱۰۹ - ۱۱۳

ڈی ٹاسی - ۴ - ۲۹ - ۶۵ - ۶۹ - ۷۱ - ۸۳ -
۸۵ - ۹۶ - ۱۰۳ - ۱۰۴

ذوالفقار اردستانی - ۲۶

ذوقی - ۹۶

راجو حسینی، شاہ - ۷۰

رازی - ۶۸

رتن پدم، قصہ - ۱۰۰ - ۱۰۱

رسالہ قشیریہ - ۴۱

رستمی - ۸۳

رشید الدین فضل اللہ ہمدانی - ۷

رضوان شاہ، قصہ - ۷۲

رفیع الدین شیرازی - ۷۷

رکن الدین باربک شاہ - ۳۴

رکن الدین بن عماد کاشانی - ۱۱۸

رکن الدین ناگوری - ۴۵

رموز السالکین - ۸۹

رنگا پتی، راجہ - ۹۴

روضۃ الاولیائے بیجاپور - ۱۸

روضۃ الشہداء - ۷۹ - ۸۹ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۹

روض الریاحین - ۵۸

ریاض الجنان - ۱۰۰ - ۱۰۲

ریختہ - ۱۰

ریو، ڈاکٹر - ۶۵ - ۸۷ - ۱۱۳

زاد المتقین - ۲۹

www.urduchannel.in

زمخشری - ۴۱
زین الدین زکریا - ۴۴

سامعی - ۳۷
سبحۃ المرجان - ۲۴
سب رس - ۱۱۶
سبکتگین - ۱۲
سراج - ۱۱۰
سراج الدین، شیخ - ۲۴
سراج الدین عثمان - ۲۳
سراج الدولہ والاجاہ - ۱۲۰
سرخوش - ۱۲۸
سعدالدین تفتازانی - ۳۷
سعدی - ۱۱۱
سعدی ریختہ گو - ۱۲۲ - ۱۲۳
سعدی شیرازی - ۱۲۲ - ۱۲۳
سکندر، عادلشاہ - ۹۷
سکندر، کبیر - ۵
سکندر، لودھی - ۲۶
سکندر، منجھو - ۴۸
سلامت اللہ اوحدی - ۳۷

سلطان قلی قطب شاہ - ۵۵ - ۵۶
سلک سلوک - ۱۲۴
سلیمان اعظم - ۱۲۵
سنسکرت - ۵ - ۶
سودا، مرزا - ۱۱۴ - ۱۱۵
سوراسینی - ۶
سورداس - ۷
سوز - ۱۵
سومھار، قصہ - ۹۴
سہ نثر ظہوری - ۸۰
سید احمد خاں، سر - ۱۷ - ۱۹
سید اسمعیل قادری - ۹۸
سید علی - ۹۹
سیف الملوک - ۶۴
سیوا - ۸۹

شاہ جہاں - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۹۳ - ۱۱۱ - ۱۱۲
شاہ رخ مرزا - ۷ - ۵۴ - ۱۲۷
شاہ عالم سراج الدین سید محمد حسینی - ۲۳ - ۲۴ - ۴۰
شاہ ملک - ۸۸
شاہ میرا چوقی - ۱۲۰

www.urduchannel.in

شاہ نامہ دکن ۔ ۸۵
شاہی شاعر ۔ ۷۳
شبستان خیال ۔ ۱۲۷
شبلی، مولانا ۔ ۲
شتاب رائے ۔ ۱۱۵
شجاع، شہزادہ ۔ ۱۱۲
شجرہ دانش ۔ ۵۸
شرح جام جہاں نما ۔ ۴۹
شرح نہج البلاغۃ ۔ ۵۸
شریعت نامہ ۔ ۸۸
شرف الدین احمد یحییٰ منیری ۔ ۳۳
شرف الدین علی یزدی ۔ ۷
شرف نامہ ۔ ۳۳
شفیق لچھمی نارائن ۔ ۹۶ ۔ ۱۰۷ ۔ ۱۰۸ ۔ ۱۱۰
شکاسب تتی ۔ ۱۲۴
شمائل الاتقیا و دلائل الاتقیا ۔ ۱۱۸
شمس الدین محمد ابن خاتون ۔ ۵۸
شمس الدین التمش ۔ ۸ ۔ ۱۴
شمس الدین بہمنی سلطان ۔ ۴۴
شمس الدین سامی ۔ ۳۷
شمس الدین سخاوی ۔ ۴۴
شمس الدین عفیف ۔ ۸
شمس الدین لامغانی ۔ ۴۰
شمشیر خاں ۔ ۶۵
شوک بہتری ۔
شہاب الدین احمد بن حجر مکی ۔ ۷۷
شہاب الدین سہروردی ۔ ۴۱ ۔ ۴۴
شہاب الدین غوری، محمد بن سام ۔ ۱۳ ۔ ۱۴
شہاب الدین مصری ۴۴
شہادۃ التحقیق ۔ ۸۱
شہامت جنگ بہادر ۔ ۹۸ ۔ ۱۲۰
شہر بانو بیگم ۔ ۸۲ ۔ ۸۳
شیفر موسیو ۔ ۵۶
شیریں خسرو ۔ ۵۷

صرفی، مولانا صلاح الدین ۔ ۱۲۷
صنعتی ۔ ۱۰۵ ۔ ۱۰۶

ضعیفی ۔ ۹۶
ضیاء الدین نخشبی ۔ ۶۵ ۔ ۶۹ ۔ ۱۲۴

طبعی ۔ ۷۰

www.urduchannel.in

طبقات ناصری - ۸ - ۴۰
طوطا کہانی - ۱۲۵
طوطی نامہ - ۶۹ - ۱۲۴
طوطی نامہ، غواصی - ۶۵

ظفر نامہ - ۷
ظہوری - ملا نورالدین - ۷۷ - ۷۸ - ۱۱۶

عاجز، سید محمد - ۹۵ - ۹۶
عاجز، عارف الدین - ۹۶
عاقل خاں رازی - ۷۹ - ۸۶
عبدالحق، مولوی - ۵۹ - ۶۰ - ۱۱۵ - ۱۱۶
۱۲۵
عبدالحق محدث دہلوی ۲۹ - ۱۲۴
عبدالحی - مولانا - ۲
عبدالرزاق قادری شاہ - ۸۴ - ۸۷
عبدالرشید بستگی - ۷۷ -
عبدالغفور خاں نساخ - ۱۸ - ۱۹ - ۱۰۷ - ۱۰۸
عبدالغنی ملا - ۳۷
عبدالقادر بدایونی، ملا - ۱۲۳
عبدالقادر بیدل - ۱۲۸
عبدالقادر جیلانی شیخ - ۴۲
عبدالکریم - ۳۷
عبدالکریم القشیری - ۴۱
عبداللطیف شاعر - ۸۰
عبداللہ انصاری، خواجہ - ۱۰۵
عبداللہ بن عبدالرحمن چشتی ۲۳
عبداللہ صاری - ۱۲۵ - ۱۲۶
عبداللہ قطب شاہ سلطان - ۴۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۱
۶۳ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۸۲ -
۸۳ - ۱۱۶ - ۱۱۷
عبدالمجید خاں نواب - ۱۰۰
عبدالملک بن مروان، خلیفہ - ۱۱
عبدالمومن - ۹۰
عبدالنبی - شاعر - ۸۰
عبدالواسع ہانسوی - ۱۱۲
عبدالوہاب متقی، شیخ - ۲۸ - ۲۹
عشائق ایران - ۷۱
عثمان بن عفان، امیرالمومنین حضرت ۱۰
عثمان بن عاص الثقفی - ۱۰
عجائب المخلوقات - ۷۷
عروس عرفان - ۹۷ - ۹۸

www.urduchannel.in

عزلت، سید عبدالولی - ۱۰۷
عزیز - ۹۴
عزیز اللہ متوکل - ۴۶
عشرتی - ۹۸ - ۹۹
عشرہ مبشرہ - ۱۲۴
عشق نامہ - ۲۳ - ۴۱ - ۹۰
عطار، شیخ فریدالدین - ۱۰۳ - ۱۰۴
علاءالدین احمد شاہ بہمنی - ۳۶
علاءالدین حسن بہمن شاہ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶
علاءالدین خلجی، سلطان - ۱۴ - ۳۵ - ۳۸
۳۹
علاءالدین عطا ملک جوینی - ۷
علاءالدین علی المہایمی - ۲۴
علاءالدین قل - ۲۳
علاءالدین مجاہد شاہ، سلطان - ۳۴
علاءالدین محمد بن زکریا قزوینی - ۷۷
علم اللہ محدث بیجاپوری، شیخ - ۷۷
علی ابراہیم خاں، نواب - ۱۰۷ - ۱۰۸
علی بن طیفور بکی، ملا - ۵۸
علی الحسینی گانوں دہنی، سیدہ شاہ - ۴۵ - ۴۷
علی عادلشاہ اول - ۷۴
علی عادل شاہ ثانی - ۷۴ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹
۸۰ - ۸۵ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲
علی شاہ - ۳۵
علی متقی، شیخ حسام الدین - ۲۸ - ۴۶
علی نامہ - ۸۰ - ۸۵
عمادالدین طارمی، ملّا - ۲۴
عمادالدین گرجستانی، خواجہ - ۷۵
عمر بن الخطاب، امیرالمومنین حضرت، ۱۰
عوارف - ۴۴
عین الدین گنج العلم، شیخ - ۳۹ - ۴۰ - ۱۱۵
عین القضاۃ ہمدانی - ۱۱۷
عیون اخبار الرضا - ۵۸

غرائب اللغات - ۱۱۲
غواصی - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۸۳ - ۹۵ - ۱۱۶
۱۲۵ - ۱۲۶
غیاث الدین بلبن، سلطان - ۳۰
غیاث الدین بہمنی، سلطان - ۳۴

فاربس ڈاکٹر - ۱۲۵
فائز - ۷۲

www.urduchannel.in

فتاحی، مولانا - ۱۲۷

فتاوی حمادیہ - ۴۵

فتح اللہ سمنانی، ملّا

فتح اللہ شیرازی، ملّا - ۶۷

فتح علی گردیزی - ۱۰۷ - ۱۲۳

فخرالدین زنجانی - ۱۵

فخرالدین ساکی - ۵۷

فراقی دکنی - ۱۰۴

فردوسی - ۹۳

فرشتہ، حکیم محمد قاسم - ۷۶ - ۷۷

فرہنگ آصفیہ - ۱۰۸

فریدالدین گنج شکر ۲۲ - ۱۱۴

فصوص الحکم - ۴۱ - ۴۴ - ۱۲۰

فصیح الدین، خاکسار - ۸۱

فضلی - ۱۲۰

فطرت، موسوی خاں - ۱۱۳

فغفور چین، قصہ - ۱۰۶

فغاں، اشرف علیخاں - ۱۱۵

فلک البروج - ۵۷

فیروز شاعر - ۶۲

فیروز شاہ بہمنی، سلطان - ۳۴ - ۳۷ - ۴۱

فیروز شاہ، قصہ ۹۵

فیض اللہ انجو - ۳۷

فیضی، ملّا - ۷۱ - ۷۲ - ۱۱۱ - ۱۲۷

قاسم، قدرت اللہ خاں - ۱۰۷ - ۱۰۸

قاضی خاں - ملا نذر محمد دہلوی - ۳۳

قایم، قیام الدین - ۷۱ - ۷۲ - ۱۰۷ - ۱۰۸
۱۱۵ - ۱۲۳

قانون اسلام - ۸۹

قبول - مرزا عبدالغنی - ۱۱۳

قتلغ خاں - ۳۵

قراقویون لی - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶

قرایوسف، امیر - ۵۴

قربیہ، رسالہ - ۸۹

قطب الدین ایبک - ۱۴

قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ - ۲۲

قطب الدین گجراتی مفتی - ۴۵

قطب عالم، سید برہان الدین عبداللہ الحسینی،
۲۳ - ۲۴

قطب مشتری، مثنوی - ۶۳

قطبی - ۶۷

www.urduchannel.in

قوام الدین ابراہیم فاروقی ۔ ۳۳

کالیداس ۔ ۶
کاویل ، مسٹر ۔ ۶
کبیر داس ۔ ۲۶ ۔ ۲۷
کتاب الاسمار ۔ ۴۱
کتاب الارشاد ۔ ۵۸
کتاب التعرف ۔ ۴۱
کتاب الرجعت ۔ ۵۷
کتاب العوارف ۔ ۴۱
کتبات اسلامیہ ہند ۔ ۲۶
کلمات شعرا ۔ ۱۲۸
کولبروک ، ڈاکٹر ۔ ۱۹
کلیات وجزئیات ۱۲۴
کمال خجندی ۔ ۱۰
کمال الدین بیابانی ۔ ۸۱
کمال الدین حسین واعظ ۔ ۸۹
کمال الدین محمد سیستانی ۴۹ ۔ ۵۱
کلیم اللہ بہمنی سلطان ۔ ۳۵
کنٹری زبان ۔ ۶
کوک شاستر ۔ ۶۲

گرین شیلڈ ۔ ۱۲۷
گلاڈوین ۔ ۱۲۵ ۔ ۱۲۶
گل باس ۔ ۱۱۶
گلدستہ بیجاپور ۔ ۸۰
گلدستہ عشق ۔ ۸۵ ۔ ۱۰۵
گلدستہ عشق مرزا بدیع ۔ ۶۵
گل رعنا ۔ ۲ ۔ ۸۷ ۔ ۹۱ ۔ ۱۰۸
گلستان ناز ۵۷
گلشن احسان ۔ ۹۹
گلشن حسن ودل ۔ ۹۹
گلشن عشق ۔ ۶۳ ۔ ۸۰ ۔ ۸۵ ۔ ۸۶
گلکرسٹ ، جان ۔ ۱۹ ۔ ۱۲۱ ۔ ۱۲۵
گل وہرمز ۔ ۱۰۴
گنج عرفاں ۔ ۸۱ ۔ ۸۲
گوتم بدھ ۔ ۵

لاذ دہلوی ، شیخ ۔ ۳۳
لال گوہر ۔ ۹۶
لسان العصر ، رسالہ ۔ ۶۵ ۔ ۷۰
لطف ، مرزا علی ۔ ۶۲ ۔ ۱۰۷ ۔ ۱۰۸
لیلیٰ مجنوں ، ملا احمد ۔ ۶۲
لیلیٰ مجنوں ۔ ۵۷

www.urduchannel.in

مآثر الکرام - ۷۲
ماہ پیکر، مثنوی - ۷۰
مجرمی - ۹۹
محبت نامہ - ۸۹
محتشم کاشی - ۱۲۷
محمد ابراہیم بیجاپوری - ۶۹-۹۱
محمد افضل، افضل - ۴
محمد افضل، قاقشال - ۱۰۷
محمد امین شہرستانی - ۵۷
محمد امین قطب شاہ - ۸۲-۸۳
محمد بن اسحٰق الکلاباذی - ۴۱
محمد بن تغلق - ۱۴-۱۸-۱۹-۲۲-۳۰-۳۵
۳۹-۶۹
محمد بن حسام خوافی - ۸۳
محمد بن حمویہ، شیخ - ۱۱۷
محمد بن سام سلطان شہاب الدین غوری - ۱۶
۱۸-۱۹
محمد بن قاسم - ۱۱
محمد بن قوام بن رستم بلخی - ۳۲
محمد جامی شاہ - ۶۶
محمد جونپوری، سید - ۹۰

محمد حسین، ملا - ۷۷
محمد حسین آزاد - ۸۹-۱۰۷-۱۰۸
محمد حسین کلیم - ۱۲۰
محمد شاہ بادشاہ - ۱۰۵-۱۱۳-۱۱۴
محمد شاہ بہمنی - ۳۴-۳۵-۳۷-۴۲-۷۵
محمد شریف وقوعی - ۵۶
محمد طاہر پٹنی - ۴۵
محمد عادلشاہ، سلطان - ۲۵-۶۴-۷۷-۸۲
۸۳-۸۵-۸۷
محمد عاصم برہان پوری - ۵۰
محمد عبداللہ حسینی - ۴۲
محمد غوث گوالیری - ۲۴-۱۱۴
محمد قادری، شاہ - ۹۶
محمد قادری، سید - ۱۱۹-۱۲۴-۱۲۶
محمد قطب شاہ، سلطان - ۵۷-۵۹-۶۱
محمد قلی قطب شاہ، سلطان - ۵۷-۵۹-۶۰
۶۱-۶۶
محمد گیسو دراز، سید - ۲۳-۴۱-۶۰-۱۱۵
محمد مخدوم آرکاٹی - ۵۱
محمد مقیم، مرزا - ۸۰
محمد مومن استرآبادی - ۵۷

www.urduchannel.in

محمود شاعر - ۶۲
محمد بن ابراہیم بیدری - ۴۲
محمود بن سبکتگین، سلطان ۱۲-۱۵-۲۰- ۲۱
محمود خوش دہاں - ۱۱۹
محمود شاہ بہمنی سلطان - ۳۵-۵۵-۷۵
محمود گازرونی - ۳۷
محمود گاواں، خواجہ - ۷۵
مخزن لاہور، رسالہ - ۲۴
مخزن الاسرار - ۷۷
مخزن عشق - ۱۰۳
مخزن نکات - ۱۲۲
مراۃ احمدی - ۴۷
مراد بن شاہ جلال بیجاپوری، شاہ - ۲۵
مراد خاں، سلطان - ۷۴
مرتضیٰ قادری، شاہ - ۹۲
مرزا، بیجاپوری - ۷۹
مرزا، حیدرآبادی - ۷۳
مرزا - شاعر - ۹۲
مسعود بن محمود، سلطان - ۲۱ - ۳۰
مسعود سعد سلمان - ۱۵ - ۲۱
المصباح - ۵۸

مصطفیٰ خاں شیفتہ، نواب - ۱۰۷
مظفر وزیر، سید - ۷۱ - ۷۲
مظفر شاہ گجراتی - ۵۱
مضمون، شرف الدین - ۱۱۴
مطمح الانظار - ۵۷
مظہر جانجاناں، مرزا - ۱۱۵
معدن المذاہب - ۴۲
معراج العاشقین - ۴۱ - ۱۱۵
معراج نامہ - ۸۷ - ۹۷
معرفۃ السلوک - ۱۱۹
مغیرہ بن عاص الثقفی - ۱۰
مفتاح التوحید - ۵۱ - ۸۹
المقادیر - ۵۰
مقصود العاشقین - ۲۵ - ۲۶
مقیمی - ۴ - ۹۴
مگدھی زبان - ۶
ملحقات طبقات ناصری - ۴۰
ملک عنبر - ۱۰۶
ملک قمی - ۷۷
ملک محمد جائسی ۹۸
ملکہ مصر، قصہ - ۹۵

www.urduchannel.in

ملیالم زبان، ۔ ۶

منتخبات فارسی ۔ ۵۶

منصور، قصّہ ۔ ۹۷

منصور، شیخ ۔ برادر نصرتی شاعر ۔ ۸۴ ۔ ۸۷

منطق الطیر ۔ ۱۰۳

من لگن ۔ ۹۷ ۔ ۹۸

منوہر و مدمالتی ۔ ۷۹ ۔ ۸۶

منہاج الدین تمیمی ۔ ۴۰

منہاج الدین جوزجانی ۔ ۸ ۔ ۴۰

مودود بن مسعود، سلطان ۔ ۲۰

مومن ۔ ۹۰

مؤید الفضلاء ۔ ۳۳

مہاراشٹری ۔ ۶

مہر و ماہ ۔ ۸۶

مہلب بن ابی صفرہ، امیر ۔ ۱۱

میر امن دہلوی ۔ ۱۸ ۔ ۱۹

میران جی خدانما، سید ۔ ۱۱۷

میران جی شمس العشاق ۔ ۸۱ ۔ ۸۸ ۔ ۱۱۶

میران حسینی ۔ ۶۶ ۔ ۶۷

میران یعقوب ۔ ۱۱۸

میر تقی میر ۔ ۱۰۷ ۔ ۱۱۰ ۔ ۱۱۵

ناجی محمد شاکر ۔ ۱۱۴

ناصر الدین اسمٰعیل ۔ ۳۵ ۔ ۳۶

ناصر الدین قباچہ ۔ ۱۴۰

ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی ۔ ۸ ۔ ۴۰

نجات نامہ ۔ ۸۰

نجم الدین ۔ ۳۷

ندیم علی قلی خاں ۔ ۱۱۵

نشاط العشق ۔ ۴۲ ۔ ۱۱۵

نصرتی ۔ ۶۳ ۔ ۷۹ ۔ ۸۴ ۔ ۸۵ ۔ ۸۶ ۔ ۸۷ ۔ ۹۲

نصیر الدین چراغ دہلی ۔ ۲۳ ۔ ۴۱ ۔ ۶۷

نظام الدین گجراتی، شاہ ۔ ۲۶

نظام الدین احمد ۔ ۱۱۶

نظام الدین احمد بخشی، خواجہ ۔ ۱۲۳

نظام الدین احمد دشتنگی ۔ ۵۸

نظام الدین احمد شیرازی ۔ ۵۸ ۔ ۶۳ ۔ ۶۴ ۔ ۸۲

نظام الدین اولیا ۔ ۲۳ ۔ ۲۴ ۔ ۱۱۸

نظامی گنجوی ۔ ۶۰ ۔ ۶۱ ۔ ۷۷

نظیری محمد تقی ۔ ۳۷ ۔ ۴۲

نفائس الانفاس ۔ ۱۱۸

نوادر الالفاظ ۔ ۱۱۳

نور المعرفت ۔ ۱۰۹

www.urduchannel.in

نوراللہ ۔ ۶۰
نوراللہ حسینی ۔ ۷۷
نورسنامہ ۔ ۶۸
نوری ۔ ۷۱ ۔ ۱۱۱
نو طرز مرصع ۔ ۱۲۱
نیہ درپن ۹۹ ۔ ۱۰۰

الواثق باللہ، خلیفہ ۔ ۱۱
وجدی ۔ ۴ ۔ ۱۰۳
وجودیہ، رسالہ ۔ ۸۹
وجیہ الدین علوی ۔ ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۵۱ ۔ ۹۱ ۔ ۱۰۸
وجیہ الدین محدث ۔ ۴۴
وجہی ۔ ۶۲ ۔ ۱۱۶
درار وچی ۔ ۶
وصال العاشقین ۔ ۹۶
وفات نامہ ۔ ۹۷
وکرما دتیہ ۔ ۶
ولسن، پروفیسر ۔ ۴ ۔ ۶۵
ولی اللہ بہمنی، سلطان ۔ ۳۵
ولی اللہ قادری ۔ ۱۱۹
ولی اورنگ آبادی ۔ ۱۰۰ ۔ ۱۰۷
ولی بیجاپوری ۔ ۱۰۴
ولی دکنی ۔ ۱۰۰ ۔ ۱۰۹
وینٹرنز، ڈاکٹر ۔ ۲۰
ویبر، پروفیسر ۔ ۵

ہاتفی ہروی ۔ ۶۰ ۔ ۷۱
ہاشم علوی ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ ۹۰ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲
ہاشمی بیجاپوری ۔ ۸۰ ۔ ۹۰ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲
ہدایت نامہ ۔ ۴۱
ہدایت ہندی ۔ ۹۶
ہزبر الدین ظفر خاں ۔ ۳۵
ہشت بہشت ۔ ۸۳
ہفت اسرار ۔ ۴۱
ہفت پیکر، مثنوی ۔ ۶۰ ۔ ۷۱
ہفت منظر ۔ ۶۱
ہمایوں شاہ بہمنی، سلطان ۔ ۳۴ ۔ ۴۲
ہندوستانی فیلالوجی ۔ ۱۹
ہنر، سید احمد ۔ ۹۹

یافعی، امام ۔ ۵۸
یعقوب بیگ، سلطان ۔ ۵۵

www.urduchannel.in

یقین، انعام اللہ خاں - ۱۱۵
یکرنگ، مصطفےٰ خاں - ۱۱۴
یوسف چشتی، شیخ - ۶۷ - ۶۸
یوسف زلیخا، ملا جامی - ۶۹
یوسف زلیخا، ہاشمی - ۹۱ - ۹۲
یوسف زلیخا - محمد امین - ۵۱ - ۵۲
یوسف عادل شاہ، سلطان - ۶۴ - ۶۵ - ۷۶ - ۷۸ - ۸۱

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

ملحقات

اردوئے قدیم

دور قدیم کے مشاہیر شعرا اور مصنّفین

کی

زبان اور کلام کے نمونے

www.urduchannel.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوراق مابعد میں قدمائے مصنفین کا جو نمونۂ کلام جمع ہے اُسے ادوار وازمنہ کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ زبان کے تغیرات اور عہد بہ عہد کی ترقیاں سلسلہ وار نمایاں ہوسکیں۔ اگر ناظرین ان نمونوں کو جغرافیائی تقسیم اور مقامی خصوصیات کے لحاظ سے مطالعہ کرنا چاہیں تو اسکے لئے کتاب کے ابواب و فصول کے ساتھ انکی مطابقت کرلینا چاہیئے۔

نمونوں کے انتخاب میں کسی خاص مقصد کو پیش نظر نہیں رکھا گیا ہے۔ بلکہ کسی ایک مقام سے مسلسل ابیات یا عبارتیں نقل کرلی گئی ہیں۔ تاکہ لسانیاتی نقطۂ نظر سے زبان کی حقیقی کیفیت ظاہر ہوسکے۔ اُس زمانہ میں مضامین کی بندش، خیالات کی بلندی اور شاعرانہ جذبا بالکل فارسی شاعری کے تابع نظر آتے ہیں۔ ان چیزوں کے دکھانے کے لئے چیدہ چیدہ ابیات کے انتخاب کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن ایسا کیا جاتا تو زبان کے اصلی خد و خال پر پردہ پڑجاتا اور یہ نمونے شعر و سخن کی بیاض بن جاتے تاہم سلطان محمد قلی قطب شاہ، ملا غواصی۔ ملا نصرتی۔ میاں ہاشمی۔ عشرتی وغیرہ شعرا کے نمونوں سے اس عہد کی شاعری اور شعرا کے زور کلام کا تھوڑا بہت اندازہ ہوسکتا ہے۔

ان نمونوں میں ہندی کے غیر مانوس الفاظ قدیم ترکیبیں اور متروک جملے ناظرین کو کثرت کے ساتھ نظر آئیں گے جن کی وجہ سے زمانہ حال میں انکا سمجھنا اور اُن کے مطالب سے بہرہ ور ہونا دشوار ہوگیا ہے۔ لیکن دکنی زبان کے قدیم املا اور بعض صرفی و نحوی خصوصیات سے

واقف ہونے کے بعد یہ مشکل آسانی کے ساتھ حل ہو جاتی ہے۔ اسلئے ہم ذیل میں پہلے ان امور کی نسبت چند خاص خاص باتیں بیان کرتے ہیں۔ اسکے بعد بعض مشکل اور مغلق الفاظ کے معنی بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس بارے میں ہارس کی قدیم دکنی ڈکشنری (۱۱۶۰ھ) اور ملا محمد مہدی واصف کی ہندی لغات (۱۲۴۸ھ) من لگن اور دکنی انوار سہیلی کے فرہنگوں سے ہمیں بہت بڑی مدد ملی ہے۔

۱۔ دکنی تصنیفات میں عربی فارسی الفاظ کا املا مروجہ قاعدہ کے خلاف نظر آتا ہے اور اہل دکن نے ہندی اصوات کے لحاظ سے ان کا تلفظ تحریر کیا ہے۔

مثلاً مروجہ املا		دکنی املا	
تسبیح			تسبی
دعویٰ	"	"	داوا
خوشی	"	"	خُشی
صُبح	"	"	صُبا
صحیح	"	"	صحی
نفع	"	"	نفا
وضع	"		وضا

اسیطرح اکثر ہندی الفاظ کا املا بھی ان کتابوں میں اختلاف کے ساتھ نظر آتا ہے مثلاً

تجھ ۔ تجھے ۔ تجھ کو	تج ۔ تجے ۔ تجکوں
مجھ ۔ مجھے ۔ مجھ کو	منج منجے ، منجکوں
ساتھ	سات
ہاتھ	ہات
کچھ	کچ

www.urduchannel.in

سُکھ	سُک
مُکھ	مُک

۲۔ دکنی بولنے والے عام طور پر اسم کے آخر میں الف نون زیادہ کر کے جمع بناتے ہیں۔ مثلاً

آنکھ	سے	انکھیاں
انجو	سے	انجواں
جنس	سے	جنساں
نعمت	سے	نعمتاں
نین	سے	نیناں
میوہ	سے	میواں

۳۔ دکنی میں عام طور پر ماضی کے آخر میں الف سے پہلے (ی) اضافہ کیجاتی ہے مثلاً

کہا	کہیا
دیکھا	دکھیا
رکھا	رکھیا
پکڑا	پکڑیا
لکھا	لکھیا

۴۔ عطف کا (اور) دکنی میں ہمیشہ (ہور) لکھا جاتا ہے۔

۵۔ دکنی میں حرف (چ) کو اخیر میں زیادہ کرنے سے حصر اور تخصیص کے معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً

اکیلا	سے	اکیلا چ	یعنی	اکیلا ہی
ایتا	سے	ایتا چ	؍	اتنا ہی

www.urduchannel.in

تیرا	سے	تیراچ	یعنی	تیرا ہی
اپنا	سے	اپناچ	یعنی	اپنا ہی
ایک	سے	ایکچ	یعنی	ایک ہی
توں	سے	توچ	یعنی	تو ہی
واں	سے	وانچ	یعنی	وہاں ہی

کبھی کبھی (چ) سے پہلے (ہی) بھی اضافہ ہوا کرتا ہے۔ مثلاً
اکیلا ہیچ۔ ایتا ہیچ۔ اپنا ہیچ وغیرہ

۶۔ دکنی زبان میں حروف جارہ استفہام اور ضمائر وغیرہ کی حسب ذیل شکلیں ہوا کرتی ہیں۔

یہ	یہ۔ یو
وہ	وو۔ اون
سے	تے۔ سوں۔ سیں۔ سیتی۔ ستیں
تک	لگ۔ تلگ۔
کا	کیرا۔
کے	کے
کی	کیری۔
نہیں	نیں۔ نکو۔ نھیں۔
ہے	اہے۔ اچھے۔
ہو	اچھو
ہوں	اچھوں۔
میں	ماں۔ موں۔

www.urduchannel.in

وہاں	واں
یہاں	یاں
وہیں	وئیں
یہیں	یئیں
میں	منے - منیں
ہم	ہمن
ہمکو	ہمنا
تو	توں
تم	تمن
تمکو	تمنکوں
آپ	آپن - اَپین
اپنا	اپیں کا
اوس	اون - تس
اُس نے	اُسنے - تِسنے
انھوں	اُنوں
آگے	اگل - آگن - آگو - انگیں
اندر	بھیتر - بھتر
باہر	بہار
نیچے	تَل
اوپر	اُپر - بالا
پاس	کن - کنے
بہت	بہوت

www.urduchannel.in

کبھی	کدھی ۔ کدھیں ۔ کبھیں ۔
جو	جے
جو کوئی	جکوئی
جو کچھ	جکچھ
اتنا	اِتا ۔ ایتا ۔
کتنا	کیتا ۔

۷ ۔ بعض قدیم مصادر اور اُنکے مشتقات جو مدت ہوئی کہ متروک ہو گئے ہیں ۔

آچھنا ۔ ہونا ۔ رہنا ۔ اچھے ۔ ہوے ۔ رہے ۔

انپڑنا ۔ پکڑنا

اوچانا ۔ اُٹھانا ۔ بلند کرنا ۔ اوچا ۔ بلند ۔

دِسنا ۔ دیکھنا ۔ دسنا ۔ دکھائی دینا ۔ دِسے ۔ دیکھائے دے ۔

سٹنا ۔ ڈالنا پھینکنا ۔ سٹ ۔ ڈال پھینک ۔ سٹیا ۔ ڈالا ۔ پھینکا ۔

کاڑنا ۔ نکالنا ۔

کنا ۔ کہنا ۔ کتا ۔ کہتا ۔ کتے ۔ کہتے ۔

۸ ۔ قدیم قاعدے کے موافق مصدر کا الف گرا کر (ہار) اضافہ کرنیسے اسم فاعل بنتا ہے مثلاً

اچھنا	سے	آچھنہار
سٹنا	سے	سٹنہار
دسنا	سے	دسنہار
کاڑنا	سے	کاڑنہار

۹ ۔ چند قدیم دکنی الفاظ کے معنی جو نمونوں میں آئے ہیں ۔

آدھار	فہم و فکر	آرسی	آئینہ

www.urduchannel.in

اپرال	اوپر۔ بالا
اچپل	شوخ۔ خوش طبع
آرت	معنی
انبر	لباس۔ پوشاک۔
انجو	آنسو
باٹ	راستہ
باوُلا	دیوانہ
بَن	بالفتح باغ
بھنور	زنبور
پات۔پت	برگ۔ پتّا
پربت	پہاڑ
پنکھ	پرندہ
پون	ہوا۔
ترت	فی الفور
تھل	زمین۔ جگہ
ٹھاڑ	مکان و مسکن
جگ۔ جگت	زمانہ
جل	پانی
جھنجھ	تشویش
چندر	چاند
چنگی	چنگاری
اپروپ	بےمثل
اوک	بہت، زیادہ
اڑکا	پیسہ
انت	نہایت
انگار	آگ۔ آتش۔
باج	بغیر۔ سوا۔
بچن	بات۔ سخن
بِن	بالکسر بغیر
بھیں	بھوئیں۔ زمین
پتواس	پتّے
پنڈ	جسم، بدن
پوران	قصہ داستان
ترلوک	کائنات۔ موجودات عالم
تلاو	تالاب
ٹھاؤں	جگہ، مقام
جنگل	جنگل
جوت	نور۔
جیو۔ جی	دل۔ روح۔
چندر گل	گل چاندنی

www.urduchannel.in

درپن	آئینہ
دھنی	مالک۔ تونگر
رت	رُوت۔ موسم
روپ	شکل صورت
رین	رات
زرنیا	زیور
سار	مانند
سری	برابر
سکن	خوبی شگون
سمدور	سمندر
سپنورن	ماہ کامل
سیس	سر
سیوک	خادم۔ خدمتگار
شاہ مارگ	شاہراہ
عارس	عاروس۔ دلہن
فرنگ	سیدھی تلوار
کال	دشمن
کھورا	مغاک۔ گڑھا
گگن	آسمان
گنبھیر	عمیق۔ مردم سنجیدہ
گھن بالکسر	نفرت، کراہت

ڈھنگ	خیال، روشن
دیا	دیوا۔ چراغ
رسن	زبان
روپا	چاندی
سرگ	عالم بالا۔ فردوس
سُگل	ہمہ۔ سب
سکی	سہیلی
سنسار	دُنیا۔ جہان
سہس	ہزار
سیوا	پرستش عبادت
کٹک	فوج
گل سور	سورج مکھی
گھن بالفتح	ابر۔ سحاب
گھنیرا	بہت

www.urduchannel.in

لاگ	مہر و محبّت ، بغض و کینہ		
مارگ	راستہ	مَد	شراب
مُکھ	مُنھ	مہکار	خوشبو
مَیا	محبت		
نار	عورت	نِچھّل	پاک و صاف
نچنت	بیفکر	نرمل	خالص بےعیب
نِس	رات	نمن	نمونہ مانند
نون	خوبصورت ، حسین	نین	آنکھ
نیر	پانی		

www.urduchannel.in

نمونہ کلام کی تقسیم ادوار و ازمنہ کے لحاظ سے

سنہ ۸۲۵ھ تا سنہ ۹۹۹ھ

خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز (سنہ ۸۲۵ھ) معراج العاشقین۔ حضرت میرانجی شمس العشاق (سنہ ۹۰۲ھ) شہادۃ التحقیق

سید شاہ علی گام دھنی (سنہ ۹۷۳ھ) جواہر اسرار اللہ ابین کمال بہرام و حسن بانو

سنہ ۱۰۰۰ھ تا سنہ ۱۰۴۹ھ

سلطان محمد قلی قطب شاہ	کلیات	ملا احمد	لیلیٰ مجنوں
ملا وجہی	سب رس (سنہ ۱۰۴۵ھ)	میران حسینی	تحفۃ العاشقین سنہ ۱۰۴۵ھ
ملا قطبی	تحفۃ النصائح (سنہ ۱۰۴۵ھ)	ملا غواصی	طوطی نامہ (سنہ ۱۰۴۹ھ)

سنہ ۱۰۵۰ھ تا سنہ ۱۰۹۹ھ

دولت	بہرام و حسن بانو (سنہ ۱۰۵۰ھ)	نصرتی	گلشن عشق (سنہ ۱۰۶۸ھ)
ابن نشاطی	پھول بن (سنہ ۱۰۶۶ھ)	شیخ امین الدین اعلیٰ	رسالہ قربیہ (سنہ ۱۰۸۸ھ)
میران یعقوب	شمائل الاتقیا (سنہ ۱۰۹۰ھ)	فائز	قصۂ رضوان شاہ (سنہ ۱۰۹۴ھ)
مقیمی	قصہ ملکہ مصر سنہ ۱۰۹۰ھ	ہاشمی	یوسف زلیخا (سنہ ۱۰۹۹ھ)

سنہ ۱۱۰۰ھ تا سنہ ۱۱۵۹ھ

عاجز	قصہ ملکہ مصر سنہ ۱۱۰۰ھ	سید شاہ میر	اسرار التوحید (سنہ ۱۱۰۰ھ)
عشرتی	دیپک پتنگ (سنہ ۱۱۰۷ھ)	شاہ ولی اللہ	معرفۃ السلوک (سنہ ۱۱۰۹ھ)
بحری	من لگن (سنہ ۱۱۱۲ھ)	ولی دکنی	روضۃ الشہدا (سنہ ۱۱۱۹ھ)
ہنر	نیہ درپن (سنہ ۱۱۴۴ھ)	وجدی	پنچھی باچھا (سنہ ۱۱۴۶ھ)
ولی اورنگ آبادی	کلیات	سراج	منتخب دیوان
صنعتی	قصۂ فغفور چین (سنہ ۱۱۵۹ھ)		

www.urduchannel.in

نمونہ کلام کی تقسیم جغرافیائی اور مقامی خصوصیات کے لحاظ سے

(۱) سلاطین بہمنیہ اور شاہان گجرات کے دور سے تعلق رکھنے والے مصنف

خواجہ بندہ نواز (۸۲۵ھ)	معراج العاشقین	سید شاہ علی گام دھنی (۹۷۳ھ)	جواہر اسرار اللہ
امین گجراتی	قصہ بہرام و حسن بانو		

(۲) قطب شاہی دور سے تعلق رکھنے والے مصنف

سلطان محمد قلی قطب شاہ	کلیات	ملا احمد	لیلیٰ مجنوں
ملا وجہی	سب رس (۱۰۴۵ھ)	میران حسینی	تحفۃ العاشقین (۱۰۴۵ھ)
ملا قطبی	تحفۃ النصائح (۱۰۴۵ھ)	ملا غواصی	طوطی نامہ (۱۰۴۹ھ)
ابن نشاطی	پھول بن (۱۰۶۶ھ)	فائز	قصہ رضوان شاہ (۱۰۹۲ھ)

(۳) عادل شاہی دور سے تعلق رکھنے والے مصنف

شمس العشاق میراں جی (۹۰۲ھ)	شہادت التحقیق	ملا نصرتی	گلشن عشق ۱۰۶۸ھ
امین الدین اعلیٰ	رسالہ قربیہ ۱۰۸۰ھ	میران یعقوب	شمائل الاتقیا ۱۰۹۰ھ
میاں ہاشمی	یوسف زلیخا (۱۰۹۹ھ)		

(۴) مغلیہ دور سے تعلق رکھنے والے مصنف

مقیمی	قصہ ماہیار و چندر بدن (۱۰۹۸ھ)	عاجز	قصہ ملکہ مصر (۱۱۰۰ھ)
شاہ میر	اسرار التوحید (۱۱۰۰ھ)	ملا عشرتی	دیپک پتنگ (۱۱۰۷ھ)
شاہ ولی اللہ	معرفۃ السلوک (۱۱۰۹ھ)	بحری	من لگن (۱۱۱۲ھ)
ولی دکنی	روضۃ الشہدا (۱۱۱۹ھ)	ہنر	نیہ درپن (۱۱۴۴ھ)
وجدی	پنچھی باچھا (۱۱۴۶ھ)	ولی اورنگ آبادی	کلیات
سراج	منتخب دیوان (۱۱۵۲ھ)		

www.urduchannel.in

شمس العشاق میران جی،

از شہادۃ التحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم توں سبحان
تو دانا اور بینا توں سب تھے ہے توانا
یہ سب عالم تیرا رزاق سب ہوں کیرا
تجھ بن اور نہ کوئی نہ خالق دو جا ہوئے
جے تیرا ہوے کرم تو ٹوٹے سب ہی بھرم
اس کارن تجھ کو دھاون اور تیرا نام لیون
تجھ نرتا کون جانے اور پوری صفت بکھانے
ہے تیرا انت نہ پار کس موکھوں کروں اچار
سب حال تجھ پر بھنا رااکھے تیوں رہنا
جو تیرا امر جانے اس نہی کون نہ مانے

صفت کروں میں اللہ کیری جے پوری پورن نور
قادر قدرت انگیکا روں نیڑے نادور
نا اس روپ نا اس دیکھ نا اس ٹھان مکان
نو گنا گنوتا کروا کس مکھ کروں بکھان
لاشریک بے عدد واحد جہت جزوں بھی پاکھ
اپنے سکت سیوک کیتے عالم چندیں لاکھ

(رسالہ اردو جلد ہفتم)

www.urduchannel.in

سید شاہ علی حسینی

از کتاب جواہر الاسرار اللہ

آپیں کھیلوں آپ کھلاؤں — آپیں آپس سے کل لاؤں

میرا نادِل منجھے ات بھاوے — میرا جی سنے منجھے پرچاوے
میری نینہ منجھے سوں ماٹے — رہری اپنیں روپ لبھائے

کہیں سو مجنوں ہو برلاوے — کہیں سو لیلیٰ ہوے دکھاوے
کہیں سو خسرو شاہ کہاوے — کہیں سو شیریں ہو کر آوے

اپنن ایسی بوجھی سارد — بوجھی تھی ان بوجھیا وارد

سرک اچھر ہور مندر ماری — ہر جے اس منہ ندیاں باری
نانک موتی سکہ شنکارا — لے سب بھیس پیا کا ساری

کبھیں سو ہوئے اندھیاری راتا — سانج بتی کر لاوے دھاتا
ہو کر دیورا راتیں ساری — لاکر جوت دکھاوے بھاری

مکھ پر بال بکھیر سو ساتھی — چھپ کر ہوئے رات سنگھاتی
دلی سنبھال سو بکھرے کیسا — دن ہو دسے سورج بھیسا

(رسالہ اردو جلد ہفتم)

www.urduchannel.in

امین

معاصر سلطان بہادر شاہ گجراتی

از داستان بہرام و حسن بانو

قصہ کون جو واقف ہو پائے خبر — خدا کی خدائی میں تھا یک شہر
اسے شہر فارس رکھا نام تھا — وہاں بادشاہ نام بہرام تھا
اسم شاہ بہرام کا تھا اصل — اُسے گور کے صید کا تھا شغل
لقب تب ہوا شاہ بہرام گور — نہ تھا کوئی جہان میں مثل اسکے اور
اتھا خوب صورت بہت بے مثال — نزاکت شباہت میں صاحب جمال
وہ تھا مرد عادل بڑا ذی قیاس — غریبوں کی ملجائے تھا وہ حبساس
وہ یک روز بیٹھا تھا شہ نام دار — نجومی بولائے اسی وقت چار
کہو اے نجومی میرے راز کو — بدی اور نیکی جو میری کہو
کہیا یک نجومی نے اے کامگار — تیرے ملک کی حد ہے قایم چہار
کدھی تم سدھارو برائے شکار — یہ تینوں طرف کو تو ہو کر سوار
نہ چوتھے طرف کو سدھارو بھلا — جو جاؤ گے واں تم تو ہے یہ خطا
کہا شہ نے اس کا سبب دے بتا — کہ چوتھے طرف کا بتا وسے پتا
نجومی نے دل میں کیا تب فکر — کہوں سب یہ احوال میں کھول کر
معما کہا ہے وہ سمجھائے گر — وہ نزدیک شہ کے کھڑا آن کر
سنو میں ہوں کہتا بیاں بے عذل — مبادا ادھر ہوئے خاطر ملول
کہا شاہ سن خوب کی تم نے بات — ولیکن ہے تقدیر سو رب کے ہات
نجومی کو شہ نے کیا تب رضا — فکر دل میں کرتا رہا اُس دنا

کہ قسمت کا اپنے تو دیکھو مزا — ہو ویگا وہی سچ کرے جو خدا
نجومی تو گھر کو گیا ہے چلا — جو کہنا و سننا برا یا بھلا
ولیکن جو حق کو تھا کرنا ضرور — ہوئے بن نہ ٹلتا ہے، ہونا ضرور
وہ چھوڑے نہ ہرگز جو تیر قضا — وہ ہوتا ہے جس میں ہو حق کی رضا
ہوا اسکا شہ کے ہے دلمیں خیال — ہوا وسوسہ شہ کو از حد کمال

سلطان محمد قلی قطب شاہ

از کلیات ۔ مرتبۂ سلطان محمد قطب شاہ

پلا ساقیا منج کوں مستانہ مے — کیا ہے بہوت گرم جنگ ہور نے
جکچ عشق کوچے میں ہے سلطنت — نہیں دیکھیا ہے کدہیں اسکو کے
سدا پھولبن اور مد ہے سجے — نہیں ہے خماری کہیں ہور دے
سپنور ن ہو تج جوت سوں سب جگت — نہیں خالی ہو نور ہے کوئی شے

گرجا ہو میگہ سر تھے تازہ ہوا ہو بستاں — پھولاں کی باس پایا بلبل ہزار دستاں،
لے خوش خبر صباتوں سنے جا جواں قداں کن — چمناں کی آرزو میں بیٹھے ہیں مے پرستاں،
او نونہال پھولاں ہے جام جوے سو بادہ — نرگس الیس پلک سوں جھاڑ کری شبستاں،
لکھ نور پر دسے یوں مج خط عنبریں او — جو سور اوپر ہے بادل ریحاں سو گلستاں
بیہوش منیں مرے دل کوں مٹھے ادھر جلائے — گلزار ہے عجب او دو لعل شکرستاں
مج عشق کے گدا کوں اور نگ شاہی دینا — سب عاشقاں منج اچھے ہیں طفل حرف دبستاں
روزی ہوا قطب شہ تج عشق کا پیالا — بھر لے ہیں ہر طرف توں جم شوق کے خمستاں

www.urduchannel.in

رکھ ایک ہے ہر ٹیک کدہن لاکھ چمن ہے — لکھ جوت ہے ہر ٹھار دسے ٹیک رتن ہے
سمدور ہی یک ہور ندیاں ہیں سو ہزاراں — باتاں سو کروڑاں ہیں وے ٹیک رسن ہے
کس ٹھار میں دستا نہیں سب ٹھار ہے بھرپور — دیکھن کو سکت کاں اُسے ہر ٹیک نین ہے
منج عشق گری آگ کا یک چنگی ہے سورج — اُس آگ کے شعلہ کا دھواں سات گگن ہے
اسکے سو پرت پنت میں چل سیتیں سوں قطبا — تج کوں سو مددگار حسین ہور حسن ہے

راز تس کا تم ستیں کہنا ہوں — تیری بات انکار کا سننا ہوں
بے جی کلیاں بھری باغاں منے — رس کی کلیاں باغ تج چننا ہوں
بزم تیرا دستا ہے رنگیں بہشت — یک دو باتاں پیالہ سوں کہنا ہوں
کونلی ڈالی کوں لگے پھل رنگ رنگ — اُس پھلاں سیتی طرہ گندنا ہوں
سب بہشتی حور اس باساں جیوں — روح کوں اس باس ہی سنگنا ہوں

سو رمن پیالہ میں، ساقی شراب پور کر، — مو غم دیر سالہ کوں، یکدو قدح سوں دور کر
میرے خیال کھیل پر، ہنستے ہیں عاقلاں سدا — جانو نہ جانو کھیل کچ کھیل پیا کے سور کر
باد سحر کِتا کرے، بے ہودہ سلے دوا دری — یکدو خبر خوشی کے لیا۔ مو دل وجاں سرور کر

آج شہ چین چلیا، شرق نگر تھے شتاب — ڈھال فلک کی اُچا، او شہ عالی جناب
باندھ خنجر کرن کی، زرّیں فرنگ ہاتھ لے — صبح کے وقت آٹیا۔ پیک دو پیالے شراب
چڑک فلک فیل مست مستی سوں مکھ لال کر — گرم ہو چلنے لگیا۔ دن لے کتک بے حساب
ذرے ہو فراش سب، چلئے شہ چین آگے — دیتے سراپے شفق، لالے سے زرّیں نقاب
قوس و قزح ہاتھ لے جوڑ کے تیر استوا — سو رتش جو کیا، تس کہ اُڑانے غراب

www.urduchannel.in

سو ہے غلط یوں نہیں، ہر قضیا یوں توں سُن — فتح و ظفر چند کا، چرخ دیا اُس جواب
شاہ ختن سن چلیا، غرب نگر تھے لے فوج — تنکے تناں رین رنگ، جیسے اہے مشک ناب
کش کر چلیا ہات توس، اُس سے آسمان کی — سور آتارن کوں نین۔ جوڑیا ستارے شہاب
اتنے میں دیتا اہے، صلح خدا تن منے میں — ہے تمیں نس دن کی شہ، نا لڑو تم اتنی باب
میں کیا تم دو کوں شاہ، یک سرج ہو ٹیک ماہ — دھرتی تمیں دو نو جاہ، دونوں کوں سر پر ہے داب
دن کو سُرج نس کو چند، تد بھی کیا ہے واہب — چاند کوں کنیا مجے، سور کوں کینا ذہاب

مُلا احمد

معاصر سلطان محمد قلی قطب شاہ

مثنوی لیلیٰ مجنوں

جو منج بخت کوں فتح یاور ہوا — سو منج بخت کو سیوک ابیر ہوا
جو شہ آپ تھے آپ منج یاد کر — منجے غم کی بندگی تھے آزاد کر
دیتے امر علی کی یہ باغ لاوں — جو پالوں اسے شہ امریت ناوں
جو ہیں شر کا امر سر پر لیتا — ترت باغ لانے شتابی کتیا
بہوت یک پریشانی روزگار — اگرچہ منجے ہے ملامت سو بار
بہوت یک شغلاں ستلیں رات دن — نہ تھی منج فرصت بھلا ایک بن
دلے آس دھر شہ کے فرمان پر — لگیا تن سنگارن بہو قصہ دھر
دھریں عشق کی باس اس بن کے پھول — جو اس باس پر جوں بھنور جگ کی بھول
سو کچھ عشق کوں اب جگت میں جگاؤں — جو کھڑتے لیلیٰ و مجنوں ادھاؤں

www.urduchannel.in

جو لیلیٰ و مجنوں تھے بدلوں پوران — سو تازہ کروں اب انو کا پوران
جو اس بن چمن پر تھے گزرے پَوَن — پون باس تھے باس لے سرک بن
جو اس باغ پر شہ کا داغ ہے — سو باغوں میں یہ باغ شہ باغ ہے
دھنی باغ کا شہ امیں باغ باں — بھنور باغ کا کیوں نہوے آسماں
جو اس باغ مہکار تھے جگ بھرے — سو سرمست کر قدسیاں کو دَہرے
سو کچ شہ کوں یہ بن مبارک رہو — جو اس بن تھے ہر روز نوروز ہو
شہنشہ کے ارکان دولت جے کوئی — مبارک انوں پر بھی یہ باغ ہوئی
جو کوئی باغ کی باغبانی کرے — سو اس باغ تھے شادمانی کرے
دھنی باغ کا باغباں کو نواز — بہو مرحمت سوں کرے سرفراز
جو احمد کرے آس دھر بن سنگار — سو اب شہ تھے پائے تیں سنگار

یہ نمونہ پروفیسر محمود شیرانی کے مضمون لیلے مجنوں احمد دکنی سے ماخوذ ہے۔ جو اورنٹیل کالج میگزین بابت نومبر ۱۹۲۵ء میں شایع ہوا ہے۔

میران حسینی

معاصر سلطان عبداللہ قطب شاہ

از تحفۃ العاشقین تصنیف ۱۰۴۵ھ

خدا نام کرتا ہوں میں ابتدا — کہ قدرت سے اُسکے ہوئے دوسرا
کروں نازاسی قدرتِ پاک پر — شرف دی سیہ خاک کوں سر بسر
بہت مہوشاں اُس نے پیدا کیا — خطاں دلپسند رنگ زیبا دیا

www.urduchannel.in

ہریک صورت گل کوں دی رنگ و بو ہر ایک کوں دی اخلاق پاکیزہ خو
کیا ایک کوں لالہ کے مانند موں لیا داغ لالہ نے تب رشک سوں

وہ ہے شاہ جن و پری کا تمام اسی کا ہے سلطان عبداللہ نام
سلیماں صفت شاہ بحر و بری جہاں دائماً زیر انگشتری
وہ ہے شاہ شاہاں مبارک جناب دل شرزہ ہو خوں فشاں مثل آب
وہ زیب جہاں ہو کہ جوں آفتاب جہاں جسکے بخشش سوں ہر کامیاب

سنو اب حقیقت میری دردناک کروں میں سخن تم سے با شرح پاک
میرا باپ تھا ایک بڑا نام دار کہ اسباب دنیا سے تھا کامگار
جیئے تک میرا باپ مجھ سر اوپر خوشی ساتھ گذری تمامی عمر
توی تن بہت زور ور تھا اوسنے نہ تھا اُس کے مانند دنیا منے
بڑا تھا وزیر یک نزدیک شاہ سپہ دار دارا سے تخت و کلاہ
کہ ہر روز و شب تا بگاہی نشست یہی کام تھا اس کوں پابوس تخت
کہ تھے سات فرزند ہم اسکے تیئں کہ سب سوں زیادہ تھا دلبند میں
کہ اس سن میں تھا ایک برادر میرا دل و جاں بہت نازپرور میرا
وسلے سیر توں میں تھا نیکو سیر طبیعت فرشتہ تھا صورت بشر
اُسنے بھی کیا جام اجل نوش کر یہ دنیائے دوں کو فراموش کر
کہ سنگ فنا سات شیشے کو توڑ چلا سٹ ہستی دل عقبیٰ سوں جوڑ
تب اس درد و غم سوں قبولا سفر وداع وطن کوں میں کیا ہر شہر
کہ گلشن میں دنیا کے گذرے عمر نہ پل سکے جوں آب جاوے گذر

www.urduchannel.in

کہ سلطاں محمد قلی شیر دل ــــ کہ شاہاں سے لیتا ہے شمشیر دل
کہ داد و دہش میں تھا او بے نظیر ــــ نہیں اسکے ثانی ہوا کوئی پھیر
کہ بخشش میں ہو جوں سحابِ کرم ــــ کہ باراں سا سائل پہ چھٹکیا درم
اُسے کچھ عمارات سے لاگ تھا ــــ سونا روپا اسکے انکو خاک تھا
ہر ایک ہفتہ میں کئی عماراتِ زر ــــ توڑ ہا دی بندھا دی عمارت دگر
ہزاراں سے لاکے دگر صد ہزار ــــ کرے خرچ ایسا ہی وہ نام دار
حکم پا کو اُس شہ کا معمار ماں ــــ بندے کاخ یک کوہ الوند نشاں
کہ دوراں عجب دور لایا وہاں ــــ ہوئے تب وہ بیمار شاہ جہاں
نہ قوت رہا بیٹھ اُٹھنے کا اُس ــــ نہ ہرگز قدم پیش رکھنے کا اُس
نہ ہلنے کا قوت نہ چلنا اُسے ــــ سدا اس الم بیچ گھلنا اُسے
کہا تب بلا سات فرزند کوں ــــ کہ اب محل میں چل منجے لیکے توں
زمیں بوس کر عجز و الحاح کیسا تھ ــــ گیا وہ لے شاہ سات شہ اسکے ساتھ
دیویں حکم گر شاہ یکتا مجھے ــــ چلوں لے یہاں سوں نچا ر انجھے
یہ سن ہنس کے شہ بات باس سات یوں ــــ لگا کہنے فرزند دلبند یوں
زمیں آسماں کوں ہے جبتک قرار ــــ پھرے چرخ تا حشر لیل و نہار
ترے دل کے گلشن کو پروردگار ــــ سحاب کرم سوں رکھے پر بہار
کہ او محل نو جو ہوا تھا تیار ــــ کہ خوبی میں جوں قصرِ فغفور سار
بس القصہ شہ کو لیجا گھر سمنے ــــ کہ کرسی زر پر بیٹھا پل کنے
کہ جب محل نو میں گیا بادشاہ ــــ زر و مال باٹا نتبا و کلاہ
کہ مشہور تھا وہ او پر خاص و عام ــــ کہ مالک وہی ہے یچھانے کلام

تحفۃ العاشقین کا مخطوطہ ہمارے یہاں موجود ہے۔ اور اسی سے یہ نمونہ کلام نقل کیا گیا ہے۔

www.urduchannel.in

مُلا قطبی

معاصر سلطان عبداللہ قطب شاہ

از تحفۃ النصائح تصنیف ۱۰۴۵ھ

باب سی و پنجم

۱ جس وقت توں چنداں نوں — دیکھے جو توں اپنی نظر
بسم اللہ سوں پڑھ تیس بار — الحمد توں ناغہ نہ کر

۲ تاریخ پہلی کوں پڑے — اِنّا فتحنا یا دُسوں
نا آوے بلا تج پاس کد — ہور پاوے جنّت ہر کدھر

۳ دیکھے محرم کوں سونا — ہور دیکھ صفر میں آرسی
اوّل ربیع آب رواں — آخر کوں بکرا لیا نظر

۴ اوّل جمادی ہے رُوپا — ہور ہے بڈھا آخر منے
مصحف رجب کوں دیکھنا — شعبان ہریا گھانس تر

۵ رمضان کوں شمشیر دیکھ — شوّال کو کیڑا ہریا
ذی القعدہ کو بیٹا ننھا — ذوالحجہ کو بیٹی خوب تر

باب چہل و دوم

۱ جنّت سکھیاں کا ٹھاوں ہے — اُس وقت تو پاوے محب
تِس کے بدل کاماں کرے — ہر دیس یک یک خوب تر

۲ ہیں بہشت سکے کاماں بہت — جد ہور گفت کچھ نین اُسے

اُس سب منے نے کون تجے — گن سات اسگلے بیس پر
۳ ہور جو تلک جیتا رہے — اخلاص ہور دل بھاؤ سوں
ہور جو تلک جیتا رہے — ثابت رہنا تس کے اوپر
۴ ہمان کون بے پیار کر — ہور کافران سو کر غزا
جوں بھید اپنا کوئی تجے — بولے تو ناکہ کس اوپر
۵ زحمت جو آوے تج اوپر — کس آدمی سوں کہہ نکو
سارے تیرے دکھ درد سوں — راکھے چھپا دل کے بھیتر
۶ دِل جیو کے سینہ کے بھیتر — مسکیں درویشاں کو رکھ،
تج سوں بُرائی جو کرے — تِس ساتھ تو احسان کر

کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ کے نسخے سے یہ نمونہ انتخاب ہوا ہے۔

غواصی

از طوطی نامہ تصنیف سنہ ۱۰۴۹ھ

شب پنجم

کہتے ہیں جو یک ٹھار تھے چار یار — یک اس ہیں بڑائی ایک اس میں سُنار
یکن درزی ایکن سوزا ہر گنبھیر — اتھے چاروں میں چار فن بے نظیر
سو پردیس جا گشت کرنے لگے — جہاں دل منگے واں اُترنے لگے
سو یک دن ہوا یوں جو وہ چار یار — پڑے ایک جنگل میں جا ایک ٹھار
جو پھر نا سکے باؤ واں ترس تے — اُجڑ ہو پڑیا تھا وہ کئی برس تے
جناور کی دستی نہ تھی ذات واں — کہ دہشت تے ہلتا نہ تھا پات واں
ڈوبیا دن سو ویں واں اندھارا ہوا — یکا یک رین آشکارا ہوا

www.urduchannel.in

سنجا سک اُسی ٹھار پر اور رہے — سو کر فکر آپس میں اپی یوں کہے
کہ یوں ٹھار تو ہے ارک ہولناک — جو سوں گے ہمیں یاں تو ہوں گے ہلاک
بھلا دیں جو نوبت سو بیٹھیں ہشیار — لیویں بانٹ چارو بھی چارو پہار
کریں پاسبانی سو ایکس کی ایک — صبا ہو ویگی تو بزاں لیویں دیک

صبح ۱۲

سو کر شرط یوں جاگنے کی بدل — اٹھا آپ سب تے بڑائی اول
نہ نیند آئی تیوں فکر کر ذات میں — لیا کار تیشہ آپن ہات میں
دکھانے بدل اپنی صنعت گری — کیے منقری ڈال کاٹ یک ہری
کیا راس پتلی سو اس دہات تے — گھڑ آئی تھی اوڑ سما وات سے
اگر آزر اس وقت پر ہووتا — تو دیکھ بت تراشی تے دل دھووتا
رہتا دل پو مانی کے بھی داغ ہو — بھلا جو نہ تھا اس زمانے میں او
نکیت وہ بڑائی ہنر مند خاص — جو پہرا کرا پنا ہوا جیوں خلاص

اٹھا ویں سنار اُس پیچھے دوسری بار — لگیا دیکھنے کون جو انکھیاں پسار
سو خوش شکل پتلی نظر تل پڑی — سنا کار ڈبے میں سنے دیں اُس گھڑی
گھڑیا بسیں نازک بستیاں عجب — سو چھوڑا اسی ڈوب سینے میں سب
چڑیا حسن پر حسن لڑتے اُسے — لیا نور گھیرا کدھرتے اُسے
جو تھی خوب اول سو ہوئی خوب تر — ہوئی جا او محبوب محبوب تر

ہوا وا یلا کام تے جوں سنار — اُٹھیا درزی پھر کا کرن تسری بار
دکھانا گہاں جوں او صورت اُسنے — نہ تھی کسوت اد سکوں سوالیسی منے

www.urduchannel.in

رنگیں کپڑے بغچے میں تے کاڑ کر ٭ سو تقطیع کی شیخ سوں پھاڑ کر
کیا مستعد کسوت بے نظیر ٭ سنوارا نزاکت سوں اسکا شریر
سو کسوت میں او نار دسنے لگی ٭ خوش عاروس کی سار دسنے لگی

ہوا جو کنارے وہ درزی سنوار ٭ سو زاہد اُٹھیا آپ چو تھی پہار
وضو کر کو بندگی میں او مشغول ہو ٭ یکایک دیکھا پتلی مقبول او
سو ریجہ اس اوپر وہیں دعا جو کیا ٭ وہیں جیو پروردگار اُس دیا
سو موں آدمی کی نمن کھول کر ٭ اُٹھی چلبلا ناگہاں بول کر

صبا ہوئی سو چاروں ملے ایک ٹھار ٭ ہوے عاشق اس روپ کے ہر چہار
لگیا آکے چاروں کو دا و اکبل ٭ سو ایسی منے وہ بڑائی اول
کہیا اے عزیزان خوش روزگار ٭ اگر دیکھتے ہیں تمھیں حق بچار
تو لو صورت اول تراشا سو میں ٭ یو میری ہے دیسوں نہیں کسکے تیں
سن اے بات سناموں کرکے لال ٭ کہیا یوں کہ اول یو صورت تھی کھال
زر پنا پنھا اس دیا روپ میں ٭ دیکھا دیا سو کر اسکوں اپ روپ میں
چڑھی جو میری لبت اول اسکے تن ٭ یو میری ہے دیکھو نہ کو اُس کے دہن
سن یہ بات درزی اُٹھا کود کر ٭ لگیا بولنے یوں غصّہ سوں اگر
کہ بنیا وہیں تھی اول یو ننگی ٭ شرم ڈھانپ کر میں کیا اس چنگی
یو عاروس میری ہے چھینے اُسے ٭ انداز انہیں منجہ بغیر ازکسے
تعجب میں ہو زاہد اس بات پر ٭ اُٹھیا بول تندی سوں اس دہات کر
اگر جیو تن میں نہ آتا اسے ٭ نہ آزکے کوں نا کام آتی کسے

www.urduchannel.in

تمیں گرچہ تینوں سکے تے تین کام ۔ ولے جیوڈالا سو میں ہوں تمام
یو میری ہے یاراں تمھاری نہیں ۔ چلو جاویں مل منصفی کوں کہیں
کہیں جس وصا رل بیگانے چہار ۔ چلیں اُس وصا زیاستی دم نہ مار
ہوا اس دہات تے اضی سنگات اسکوں لے ۔ نکل اس جنگل میں تے لڑتے چلے

سو ناگاہ یک شاہ مارگ منے ۔ ہوا جان یک لشکری سامنے
سو چاروں نہ رکھ سک خیال آپنا ۔ گئے بھول اُس وہیر حال آپنا
جو خاطر منے خوب لایا تمام ۔ وہ عیار ماپا سو پایا تمام
دیکھا تل اُوپر خوب اُس نارکوں ۔ دیوانا ہو گھیر یا دیں اُس چارکوں
کہیا یو سہیلی تو میری دسے ۔ لیکر آئے ہیں تم دغا دے اُسے
تمھاری ہوں ہیں اختیاری پو کم ۔ عجب کوئی اوباش ہیں آج تم
میری دسے کو عورت سلامت سوں جاؤ ۔ اگر نیں تو کتوال کن جائیں آؤ
ہو دسے ہم اپس میں اپیں یا پنجوتن ۔ بدل نیا دکی آئے کتوال کن

وہ کتوال اول تے تھا عشق باز ۔ دیکھ اُس نار کا روپ ہور چھند وناز
منڈاسا پھرا پانچوں پر باند دین ۔ سولی پر مرے گا اُٹھا ساند وین
کہ ہے بھائی میرے کی عورت یو نار ۔ سو چور آ شباشب اُسے جی سے مار
گئے لے اُسے بست ہو بھاؤ سوں ۔ بڑا فکر تھا آج لگ منج کو یوں
وہ چوران سو تم ہیں خدا ناگہاں ۔ لیکر آئیا کھینچ تمنا یہاں
ڈرا اس وصا خوب پانچو کے تیں ۔ جو قاضی کن آیا لیے دنبال دیں
دغا باز سب تے وہ قاضی اتھا ۔ سدا ایسے کاماں سوں راضی اتھا

www.urduchannel.in

سو دیکھ اُس پری رُخ کو ہوا اُٹھ کھڑا ۔۔۔ ہوا دادِ بیدار آپ سب تے بڑا
کہا یو تو باندی ہے جیونی میری ۔۔۔ وفادار گھر کی سلونی میری
بے طبلی کئی برس تے گئی تھی نہاس ۔۔۔ پھر آپی ہو آئی ہے کر گھر کی آس
ملی میری باندی تو ہر حال منج ۔۔۔ دلے کان ہے لا دیو وو مال منج

جو اس دہات کا شورا او چلائے تمام ۔۔۔ ملے اس تماشے کوں سب خاص و عام
سو ایسے میں کوئی شخص عارف نول ۔۔۔ کہا یو خصومت تو ہے بے بدل
کہ ہر کوئی جھگڑے تو عالم منے ۔۔۔ نبرنان کہ جاتے ہیں قاضی کنے
آپی مدعی جان تے قاضی ہوئے ۔۔۔ کہو کیوں نہ انصاف ماضی ہوئے
کہ ساتوں جنے ہیں غرضمند او ۔۔۔ کہ دھرتے ہیں اکیس سوں یک ڈنڈیو
سکت کان ہے کس آدمی زاد کوں ۔۔۔ جو انپڑے انوں کی ترت داد کوں
فلانے جو صحرا میں ہے ایک جھاڑ ۔۔۔ جو عالم کے جھاڑاں میں سبلیں کاڑ
عجب کچ کرامت ہے آج اس کنے ۔۔۔ ہے افضل ولی کار واج اس منے
جو کوئی جس نیت سوں نزدیک اسکے جائے ۔۔۔ تو ویاچ آواز اس دک تے آئے
اگر مل کے ساتوں وہاں جائیں سنگے ۔۔۔ تو فارغ ہوا اس جھنجھ تے آوین سگے
سنے جوں وو اُس جھاڑ کے ناوں کوں ۔۔۔ چلے اُس سکی کر کے اُس ٹھاوں کوں
کھڑا کر اُسے جھاڑ کے پیڑ کن ۔۔۔ کہے حال جوں موں کہ اُسکے کدہن
سو قدرت تے یک بارگی جھاڑ او ۔۔۔ لیا کھینچ اُس دہن کو دو پھاڑ ہو
برابر ہوا وہیں پھراول کے سار ۔۔۔ ہوا حق جو کچ تھا سو واں آشکار

www.urduchannel.in

دولت

از داستان بہرام وحسن بانو تصنیف سنہ ۱۰۵۰ھ

سنا قلزات ایسا وہاں — کہ آتا شاہ پریاں ہے لڑنے یہاں
خبر سن ہنسا گڑگڑا کر پلید — کیا تب اُنے یک فکر ہے شدید
وہ جلدی سے بولا ہے لشکر کو یوں — شہر سبز ویران کرو ہیں توں
یہ کہہ کر کیا کوچ جلدی سنگات — کہا شہ پری کو کوئی آکے بات
کہ قلزات آتا ہے تیرے اوپر — وہ لاتا ہے لشکر بڑا تجھ اوپر
خبردار ہو تم خبردار ہو — لڑائی کے ساماں سے تیار ہو
سنی بات بہرام نے بھی سبھی — خبر دیو سردار سے یہ کہی
کہ آتا ہے بدبخت مرتد یہاں — کرو فکر تم بھی اُٹھو اس زماں
ہنسا دیو رویاں سنکر یہ بات — کہا کچھ فکر کر نہ تو نیک ذات
کئے مورچے بند ہر ٹھار ٹھار — سرانجام جنگ کا ٹے کر کر تیار
خبر جا کیا شاہ بہرام گور — کیا تب گندادل کے لشکر نے زور
فتح کا دمامہ اُٹھا ٹھوک کر — وہ سب فوج لیکر پڑا اُس اوپر
لگی جنگ واں پر ہے شدت سنگات — نہ پائی کسی نے فرازی کی باٹ
چھوٹے توپ خانے بہت بیشمار — اُٹھا غل جدھر کا اُدھر مار مار
دلاور جو بہرام کے ہیں چھوٹے — فرنگیں جو تلواریں لیکر ٹوٹے
کیا ملک زلزال کا پائمال — کیا پکڑ اسکو ہے قیدی بحال
یو شیراں ہیں بہرام کے شیر دل — وہ زلزال کو ہے کیا مضمحل

فتح آسمانی سہے حق نے دیا — وہی شہ کو نصرت سہے غیبی کیا
بجے شادیانے خوشی کے تمام — خوشیوں کے نقارے کیے دھوم دھام
فتح کر کے بیٹھا وہ بہرام شاہ — دیا شاہ پریاں کو رکھ دلمیں چاہ

نصرتی

ازگلشن عشق تصنیف سنہ ۱۰۶۸ھ

ازل تے جو مج عشق کی سوز ہے — ابدلگ اوک شعلہ زن روز ہے
ہوا ہے میرے طبع کا سب چمن — پرت کی کلاں داٹ کر پھو لبن
اگو جل بھری مج نین سے بدل — میرا ہرا انجھو ہے سو بیج تے پچھل
دکھا دیں جو مج آہ اس بھید کوں — منہہ کرے جام خورشید کوں،
جو ہر بات کا مج بلند اوج ہے — وہ سب عشق کے بحر کا موج ہے
دیویں ہر ورق کا مجے خط سواد — سو جلتے جنگل کا دھواں کر زیاد
دیکھت خوبی عشق میں صادقی — سو کرتا ہوں میں عشق پو عاشقی
نہ ہوشیار ہوویں کدہیں مست عشق — جنم مست مو کل ہریں ہست ز عشق
مئے صاف کا عشق ساقی ہے یار — سٹنہار دُہو دل تے غم کا غبار
اچھے عشق خلقت کی جگ کا سبب — اچھے عشق گنجینۂ راز رب
بقا کیا جسے جگ میں شاہی اچھے — اجل جسکے گھر کا سپاہی اچھے
بلند تر ہے افلاک تے جس نشاں — زمیں کالے تس چتر ہے سایہ باں
نظر مہر کی لیائے جب رنگ میں — کریں لال تب سینہ آ سنگ میں

www.urduchannel.in

دِلاں کا ہے اے عشق تو بادشاہ — جہاں وڑ سو و ہانچ تجہ تخت گاہ
دیوا راہ کا تجہ سو کالا دِسے — اندھارا ج تیراج اوجالا دِسے
کیا سو خوشی جگ میں مشہو تو ہنچ — خرابات عالم کیا پور تو ہنچ
تیرا خار بہتر ہے گلزار تھے — تیرا ور ہے دیوانہ ہشیار تھے
توں دانا ہے کیں نا سمج باؤلا — چلے کیں نظر جہاں تیرا پاولا
سنگاتی دو جگ میں اچھنہار تو ہنچ — جنم جگ کا یار وفادار تو ہنچ
ترے ہات سوں خاک ہوتی ہے ور — پرس توں ہے اکسیرِ اعظم تھے ور
جو کوئی شمع کا تجہ جو پروانہ ہوئے — اُسے سات دوزخ میں پروانہ ہوئے
تیرے سحر کا چھند ہے دیو بند — دھرے بند رستم پو تیرا کمند
ریا کا نہ آوے رتی فن تجے — برابر دِسے دوست دشمن تجے
نہ کام آئے تج صف منے دوڑیا — برابر ہے زربفت ہور بوریا
تیرے بحر میں عقل کوں انت نین — تیرے تِرا او پرلاج کو بنت نین
کرے تو ہنچ بت خانہ دل کے نین — بناتا ہے عابد کون توں برہمن
دھرے یک نظر میں تو لاکھاں فریب — کرشمے سو توڑیں کرتوڑاں شکیب
رکھن ہار تج نا دن سارا ہوں ہیں — سراسر تیرا مجلس آرا ہوں میں
کمر دل تیرا چھاجو ٹک یک نی — توں کہہ پیار سوں آفریں نصرتی

جوانی سوں تھی دھوپ بھر روت میں — سُرج تھا مگر آخری حوت میں
نہ کہہ سو ربل آگ کا بادل اٹھا — نہ او دھوپ یک آتشیں جل اٹھا
کرن ہیں سو اوجل کیاں ہاران دسیں — ہر یک ذرہ قطرات باران دسیں
لگی مارنے جب سراباں کی موج — چلیں جو کدھن تب حرارت کی فوج

www.urduchannel.in

بھری یوں حرارت ہر یک تن منجھار
نہ ست بے سماسک اُبل آئے بہار

پڑی تھی نہ کہیں چھاؤں ہر تن تے ڈھل
او نکلے سو ست سے بہتی تھے اگل

نہ تھیں تپش دن کون دایم اٹھی
قیامت فلک پر بھی قائم اٹھی

برستی تھی یوں دھوپ جگ پر کڑک
سو کوہ ہو زمیں رہے تھے چھاتی تڑک

نکل تس تے جاسب ہریالی کے بال
اٹھا بھوئیں کے سر جائیں جائیں کا حال

پڑیا تھا نہ دریا میں موجاں سوں شور
اٹھا نیر اُبلتا ہو بھوئیں گرم زور

کری جگ میں گرمی نے یوں سرکشی
ادگی کو نیلی رُکھ کے ہو آتشی

دکھیت کوہ ہولی نرالی ہوئی
زمیں دیکھ حیراں دیوالی ہوئی

بھرے لال گھوڑے دس آتے تھے یوں
چولیاں ہیں اگن دہک دہکاتی، ہو جیوں

دکھا دھوپ اِدک جگت گرمی سوں تاب
لجاتی اٹھی بھوئیں کے سب مکھ تے آب

یقیں آفتاب آفت آب تھا
تو ہر جاوہ پر آتش ناب تھا

رہیا کیں نہیں رُوئے گیتی پو آب
مگر تھی ندیاں سے ہوا پُر سراب

چرندے ادک پیاس تے تس پو تٹ
چھوتیں دوڑ مرتے اتھے سینہ پھٹ

عجب تیز گرمی جلا سنگ و خاک
کرے سنگ کا چونا، وماٹی کو راک

اُٹھے گرم کنکرے انگاریاں تے تیز
دسے تفت باوتے چنگیاں کی ریز

پڑے جس ہرے رکھ پہ یو آبِ نار
چلیں پات ڈالیاں تے جیک آئے بہار

جسے آگے لگتی تھی جھالاں کی آنچ
اتھا سخت جانا او نے جیو نے باینچ

نہ سکتے تھے ہرگز پرندے پھٹک
چرندے بھی تس دہک سے لہے تھے اٹک

پنکھیاں کے تو بھیجے پکے جوش سوں
پڑیں جل کے پر گرا اُڑیں ہوش ہوں

چرندے بھی صحرا میں کرتے کد آن
سو پک گوشت ہوتے تھے یخنی بمن

---

www.urduchannel.in

نظارے میں ہر یک نظر باز کوں
دِسے ہر طرف تیری قدرت کاموں

سبوں کا سمجھ تھک رہا ہی یہاں
کہ یک یک بر بر سے میں بسایا جہاں

نہ سنگھار سوں اودسے دل فریب
کہ پکڑتا ہی سنگھار تل اس سوں زیب

چندر گل تھے چندر کی چھاتی پو داغ
گل سور تھے سور کا زرد باغ

زہے فیض سوں حق کے اکرام تھا
کہ میواں سوں بن سفرۂ عام تھا

نین بان لاگی ہے کاری منجے
لگے چٹ پٹی رات ساری منجے

تیرے لب بغیر از جو چاکھوں شکر
لگے جیو تلک کرد کاری منجے

بھُولیا ہوں جو میں کفر اسلام کوں
یہی بس جو لاگی ہے یاری منجے

تیرا فضل ہوئے گا گر اسکی
تو ہی ہے سو اُمید واری منجے

بیاری ادک پیار ہور لطف سوں
آوہ نصرتی کر پکاری منجے

ابن نشاطی

از مثنوی پھول بن تصنیف سنہ ۱۰۶۶ھ

کروں تعریف میں اس تاجور کا
سمجھتا ہی جنے قیمت ہنر کا

شہاں کا شاہ عبداللہ غازی
خدا تے ہے تیرے جم بیش بازی

سعادت کے نین کا نور ہے توں
شجاعت کے لگن کا سور ہے توں

آہے جمشید کا سب داب تجھ میں
سکندر کا آہے آداب تجھ میں

عدالت آج تیرا ہے سُہانی
کیا ہے دشمناں کے لہُو پانی

دیکھے توں پھول ہو کانٹا ہی یک ٹھار
ولے گستے نہ کوئی پایا ہے آزار

www.urduchannel.in

دیکھت تجہ شیر کی نوشیروانی
کریں بکریاں کے تیں گرگان شبانی

عدالت کی تیرے دیکھ آج ہستی
چھپی خوباں کے جا نیناں ہیں مستی

کیا یوں رہزناں سوں پاک دکھن
نہیں ہے آج مطرب باج رہزن

کیا توں عدل ایسا آج جگ پر
پھتر کے سنگ سوں شیشے کوں نین ڈر

شجاعت کا دیکھت تج کمہ پو پانی
ستے سب پہلوا ناں پہلوانی

سہاتی ہے تجے مسند نشینی
فلاطوں کی ہے تجہ ہیں دوربینی

مسلسل وصف کے تج سلسلے کوں
ہلاتے نین سکت مج حوصلے کوں

اگر کا غذ گگن کا ہووے دھورا
صفت تیری نہو سے تو بھی پورا

سنجے یک دن دیا یوں ہاتف آواز
پرت کے داستاں کی اسے سخن ساز

سخن کا آج توں ہو کر کھن سنج
بچن کا کھو لتا نین کیا سبب گنج

تیری گفتار سوں عالم مٹھا کر
دے تیرے شعر کا سب کس کوں شکر

خوشی سوں آخوشی کی بات پر آج
تو کاناں کوں جگت کے عید کر آج

سخن کا طرز تج آتا ہے تازہ
سخن کا سٹ توں عالم میں آوازہ

سخن کوں توں سنگار ن جانتا ہے
سخن کوں تیرے ہر کوئی مانتا ہے

خدا تجکوں دیا ہے گیان عالی
سخن کی تج کوں بخشیا لا اُبالی

تجے معلوم ہے سارے صنائع
نکو اوقات اپنا کر تو ضائع

ادیجا اب خوب یک تازہ حکایت
اچھیں گے عشق کی جس میں روایت

بساتیں جو حکایت فارسی ہے
محبت دیکھنے کی آرسی ہے

تجے ہے فارسی میں دسترس آج
نکر سے ترجمہ بھی کوئی تج باج

اسے ہر کس کے تیں سمجھا کہ توں بول
دکن کی بات سوں سارا بیاں کھول

www.urduchannel.in

سراسر جیو کو یو باتاں کیا گوش — سو مار یا شوق کا دریا دہیں جوش
لگا کر طبع کی موتیاں سوں ڈورا — سجن کا جگ منے ماریا ڈھنڈورا
طبیعت میں اپس کی دیکھ صافی — کیا ہر بیت میں میں موشگافی
پرت سے باغ کی لی باغ بانی — بساتین کی کیا میں ترجمانی
صفا اور اس کے دیکھ ہر یک چمن میں — رکھیا ہوں ناوں اس کا پھولبن میں
آتھا تاریخ لایا توں یو گلزار — اگیارہ سو کون کم تھے بیس پر چار
خدا کے پاس منگ ہمت بلندی — نزاکت سوں کیا میں نقش بندی

سمجھ ہر کس کوں میرا طبع ہونا — مگر میں یک دکھایا ہوں نمونا
نہیں وہ کیا کروں فیروز استاد — کہ دیتا شاعری کا پچ میرے داد
رہے صد حیف جو نیں سید محمود — گئے پانی کوں پانی دود کوں دود
نہیں اس وقت پر وہ شیخ احمد — سخن کا دست رکھتے باندیا سو میں سد
حسن شوقی اگر ہوتا جو فی الحال — ہزاراں بھیجتا رحمت منج اپرال

اَسہے تازہ چمن پیوستہ میرا — شگفتہ ہے سدا گلدستہ میرا
دیا ہے جگ کوں رونق اک طرف سے — ہے یو بازار جو دو رستہ میرا
بہت خون جگر کھا کر کھلیا گل — کلی سے نمنے جو تھا فن بستہ میرا
کرم سوں حق کے پایا آج راحت — فلک سوں تھا جو خاطر خستہ میرا

---

www.urduchannel.in

شیخ امین الدین اعلیٰ

(از رسالہ قربیہ)

اللہ بن نہیں دوجا کوئی — اللہ سوں دیک سب کچھ ہوئی
سب سوں بن اسپ ہے دیک باس — مطلق بنیا شاہد خاص
شاہد ہے دیک مطلق پر — مطلق منزہ بالاتر
مطلق منزہ محیط ہیو — سب کا جاری جس تیں جیو
جیو جوالا سب کا جان — سب سوں بن سب عین عیان
عین ارادہ جس کے ہات — جیو جوالا سب سنگات
جلال جمال دو اُسکے پھل — مطلق منزہ بے مثل
مطلق سب پر شاہد ہے — سب سوں مل دیک احد ہے
پڑکو ہارا مشکل بات — بن کر ایک نہ آئے ہات
ٹھاوں نہیں جس لامکان — سمجھے نایوں اسکوں ٹھان
عین خلاصہ عیاں مقام — عیاں بیاں سوں ہونا قائم
مطلق منزہ تھا کیوں آڈ — سمجھا پوری یو بنیاد
احد تجہ میں کیوں آیا — بوجھیا پوری یو مایا
احد جب او مطلق تھا — بن اُس مطلق کچھ نا تھا
عشق کا دیک کیوں آیا پور — ہلیا ذات بن کیوں کیوں نور
ہلن میں ہے بوج پرکار — جھولے یک لک چوبیس ہزار
قدرت اپنی اپنے بل — شریک نا ہوئی کوئی مثل
گنج مخفی پیو کا بھنڈار — دل میں پیو کا دیک دیدار

www.urduchannel.in

جیو میں پیو کا دیکھ ٹھاوں   دونوں کا ہے ایچ ناؤں

دیکھ تیسرے میں میں پتلی کوں   عالماں میں پڑی ہے جنگ و جدل
ٹیک سکتے ہیں کہ یو کعبہ ہے   اس میں پتلی کا کیوں کیا ہے محل
اور ہیں اس او پر کی مسجد میں   سکتے ڈالیا ہے طرح رنگ دیول
آخرش اتفاق سوں بولے   یو ہے صانع خدائے عز و جل

فائز

از قصۂ رضوان شاہ تصنیف ۱۰۹۴ھ

سبجتے ہیں حکایات کے راویاں   یو قصہ انو یوں کئے ہیں بیاں
کہ تھا چین میں یک بڑا بادشاہ   دورائی پھری اسکی یکساں راہ
اس اطراف میں تھا جسے تخت و تاج   اطاعت کریں ملک دیویں خراج
ولایت ملک کچھ نہ تھا اسکوں کم   کسی کے طرف تے نہ تھا اسکوں غم
ولے یوں کہے مج کوں آنند نیں   کہ منج نسل میں ایک فرزند نیں
جو منج بعد اچھے وارث تخت او   جہاں میں نکالے بڑے بخت او
میرا تخت اس سوں کہ پاوے نظام   کرے مج کوں عالم منے نیک نام
اُسے سلطنت تاج داری اچھے   دنیا میں میری یادگاری اچھے
خدا پاس دن رات مانگے نسل   کرے خیر خیرات اُس کے بدل
عبادت اطاعت کرے بے قیاس   کہے یوں کہ یارب نکر توں ہراس
عطا کر منجے ایک فرزند توں   بخت ور قابل خرد مند توں

www.urduchannel.in

کہ منج نیں کو نور اپچھے اُسکو دیک
بدی اُس سوں چونہہ میرا نام نیک

یہی آرزو دل میں دھرتا اپچھے
خدا سوں مناجات کرتا اپچھے

کیا عاجزی حبب او حد تے زیاد
کیا حق نے لے دن کو اس بامراد

بہوت شکر کرلے کند ورے کیا
ادک مال او عاجزان کوں دیا

وزیراں کو تشریف دیکر خوش حال
دسے انعام شکروں کتیا نہال

او خشنود اپنا ہے کر جان شاہ
دکھیا اُس کرانا نوں رضوان شاہ

ہاشمی

معاصر سلطان علی عادل شاہ ثانی

از یوسف زلیخا تصنیف ۱۰۹۹ھ

بچھڑ کا ندکی اور ہے جس کا یار
اپچھے کیوں نہ وہ غم زدہ خوار زار

رہے یک نگر میں جو معشوق پھانک
وطن پر اپچھے اسکے عاشق کی آنک

زلیخا ہر یک دن بندی خانہ جا کے
نظر بھر کر یوسف کے تیں دیک آئے

دیکھو کیا فلک ہے او کیا کبل
بچاری کے جانے کون کیتا خلل

یہی غلغلہ ہور رہیا ٹھار ٹھار
زلیخا ہر ایک رات جاتی ہے یہار

نوہی نیں، قدیم عورتاں کی ہے چال
پھریں کوئی راتاں کو بولیں چھنال

چھپاتیاں نہیں عیب سب کھولتیاں
یکس کی انکی لیک یوں بولتیاں

تماشے کی عاشق جنم ہے وہ نار
اوڑی سر لو چادر چلی گھر کے بھار

بڑی ایسی دی ہے چنچل ہور چتور
نے ڈر ہے وہ عورت جنم کی ڈھنڈور

www.urduchannel.in

ایسے کیں سکے ہر کوئی نہ ہے نوجواں　　بڑی ہو کوان کہوئی کی اپنا ماں
جیویں مار دائی کوں سٹنا اول　　بڑاں سٹنا بیشک کے نرڑی چنگل
مرد ایسی بیٹی شرم جہاں سکے جائے　　جیتیاں ایساں کیا لاج جو کل کوں آئے
نی ڈرلاج سڈی بچھری سر کوں کھول　　قبیلے کوں سب اپنے لاتی ہے بول
چیلن تر تو اس کے سیج نین کسے　　اول دیویں صحنک بی بی کی اِسے
چینچل ایسی ہے کر کو کیا جانتیاں　　بی بیاں میں بی بی کر کو سب مانتیاں
بی بی بن کا دیکھے تو ہے موں پو آب　　وے چال چلتی اجر کی خراب
بُرے کام کا کرنا کیا کر گماں　　وے پھرنے کانیں ہے بی بیاں کا شان
مو لی سبے خبر کیا ہے سب پردہ دار　　خبر نیں بی بی جا کو آ سنے سو بھار
بُری ہے بلا یو نہیں کچ نہنی　　جہاں سب سنیا ہور اس کا دہنی
بچھانے کی عورت جو راتاں کو جائے　　ہوا مرد دانتاں تلے جیب نہ لیائے
ہوا ہے یو کیسا زمانے کوں پھیر　　دیکھو مرد عورت سکے آنگو ہے زیر
قبیلی آنے سٹنا جیو مار کے　　ہوئی بات یوں موں میں ہر نار کے
بندی خانے کوں روز جاتی سکر　　زلیخا کی اپر ی عزیز کوں خبر
کیا بنک کوں تاکید یوں بے شمار　　نہ ہرگز نکلنے کوں دیو کس کوں بھار
زلیخا سنی جب یو تاکید ہوئی　　لیتی مار سینے میں کی یونک دی
سہیلیاں کوں کی ماں کی کیا پہ کروں　　مری ہاتھ مرنا نہیں جو مروں
مرے دلمیں تھا یو پنچ کیا میں چھپاؤں　　ٹلے دیس کوں رات ہوئے جو جاؤں
اگر اتنا پاتی نہ اد ہار ہیں　　اسی ہست سوں لیتی اپیں مارین
اسے دیکھنے میں بڑی منج کوں کل　　نجانوں کیا کیا سکنے . یو خلل
جیوں مار سٹتے تو خون کرتی معاف　　نہ کرنا تھا جانے کا لیکن خلاف

www.urduchannel.in

خلل کرنے ہاریاں کا ہو گھر خراب ۔ جو منج بے گنہ کوں دیوے یوں عذاب
اگر مرد کوئی بچھڑا یو بھائی ۔ تو اوڈڑاتا کرڑ ڈراتا وہ مر کو جائے
اگر کوئی عورت دئی ہے یو دُکھ ۔ نہ دیکھے دہنی موئی وہ مجنوں کا سکھ
بیٹھو رانڈ کی پتھری ہوکر وہ خوار ۔ فضیتی سبنے یوں کیا ٹھار ٹھار
میرا غم یو کیوں جائے کا اسکے باج ۔ رہیا جانا میرا کروں کیا علاج
ہر یک رات یوں بول کر چڑ پھری ۔ صبح ہوئی تو جاکر تجھے پر چڑی
بندی خانہ یوسف کوں ڈالے تھے جان ۔ دیدی اپنی جو تو لگاتی تھی واں،
ہوئی رات تو واں دیو ایک جلائی ۔ اوجلا وہی دیکھ کر جیو بھلائی
دیکھی لاکھ تو نا دِسے دل کا یار ۔ ولے اس کے رہنے کا دستا ٹھار
منت کرکے پڑتی ہوں ہیں تیرے پاؤں ۔ بہر حال یوسف کے تیں دیکھ آؤں
کسی شے سوں یوسف کوں کچ نیں تھا کام ۔ خدا سوں پکڑ ان کا تھا صبح و شام
بندی خانہ سوں دائی جو پھر یو آئی ۔ زلیخا انگے ہوا سے جا کو لیائی
بلایاں لیویں ہور پڑی اُسکے پانوں ۔ کہی پانوں یو سگے تھے یوسف کے ٹھانوں
بلا اسکے ہاتاں کی لیوے تمام ۔ کیتے ہیں وہ یوسف کوں جاکر سلام
بلا اسکے موں کی وہ لیوے سندر ۔ جو یوسف سوں باتاں کئے تھے لگر
بلا اسکے انکھیاں کی لے بے حساب ۔ جو یوسف کوں دیکھیا لگر بے حجاب
سمج اسکوں بی بی اپی ہو کر اوداس ۔ ادب سوں یو پوچھی بیٹھ کر اسکے پاس
منجے بول یوسف کا کیا حال ہے ۔ اپتا کی رویش ہور کیا چال ہے
کہ یا غم میں ہے یا کہ آرام میں ۔ کہو کھول کر ہے وہ کس کام میں
منجے کچ بھی بولو لگر نیچ کیا ۔ کیا بات تیری سوں یا چپ رہا
اُٹھی بول کر وہ جو یوسف کا دل ۔ ایدھر نہیں خدا سوں لگیا اپنے دل

زلیخا سنی سو رہی ہو اُداس — چھپے پر چڑھی جا پنٹ ہوئی اداس
دوکھوں سوں سٹی پھاڑ سب تن کے چیر — بھری لوں اپنے کلیجے کوں چیر
بچھڑ ایک نگر میں رہی من ہرن — رنجیدہ تو ہوئے کیوں نہ عاشق کا من
جسے عشق سکے دل کا انگنا ہوا — ارسطو کی اسپر چلے کیا دوا
ایتا ہاشمی غم کے دفتر کوں پھاڑ — بندی خانے تے یعنی یوسف کس کاڑ
زلیخا کا گھر کے رہیا ہے پکڑ — چھوڑانے میں یوسف کے توں آگے پڑ
کمر بند توں یوسف کے خدمت میں اب — رہیگا تو خشنود ہو تج پو رب

یوسف زلیخا کا مخطوطہ ۵ ار بیع الاول ۱۱۰۱ھ کا لکھا ہوا ہمارے یہاں موجود ہے اس سے یہ نمونہ کلام اخذ کیا گیا ہے۔

مقیمی

از قصہ ماہ یار و چندر بدن تصنیف ۱۰۹۸ھ

دیو اسنے کو جب دیر آیا نظر — خوشی پر خوشی ہوئی کھلا دل اندر
ہوا وقت پوجا اُسی دیر کا — اُٹھا غلغلہ اُس پری سیر کا
دیوانہ وہاں پر لگا ناچنے — اُسے دیکھ حیراں ہوئے سب جنے
کہ جب ناز پرورد نازک بدن — پوجا کو وہ آئی ہے چندر بدن
اسے دیکھ وہ مست رونے لگا — وہ آنسو کے گوہر پرونے لگا
پری دیکھ اس کو ہے ایسا کہی — کہ عاشق سچا ہے تو میرا صحی
اسے ہے وہ بولی وفادار تو — میرا یار عاشق ہے دل دار تو
میرا عشق تو نے لیا سر اوپر — ولے عشق تیرا میرے دل بھیتر

www.urduchannel.in

تیرے عشق دل کو کیا دنگ ہے — وسلے آڑ پھرنا مجھے ننگ ہے

ولاسے دے اسکو ملوں گی تجھے — جدا تم نہ جانو اپس سے مجھے

تسلی کی خاطر دیوانے کی یار — تو رہ دلمیں خوش حال اور برقرار

برہ کا وہ آتش سلگنے لگی — بَلا ہو کے وعدہ بلکنے لگی

کہی ہو کہ اے میرے من کے موہن — لگی دل کو میرے برہ کی اگن

تیرے عشق مجکوں دیوانی کیا — عقل ہوش سب بھول دہانی کیا

یہ نمونہ سنہ ۱۲۹۰ھ کے مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔

عاجز

از قصہ ملکہ مصر تصنیف سنہ ۱۱۰۰ھ

کہوں میں ثنا صفت حق کا اول — بنایا ہو یو سب جگت بے بدل

رکھا جن معلق یو ہفت آسماں — چلاتا ہے نوبت زمیں ہور زماں

ڈباتا ہو اودیں سب نور سوں — کریں دیں جو روشن چندر سور سوں

بنایا ہے آدم کوں پانی ستے — اسی دھات پیدا یو خلقت جتے

دیا سب کوں نادر جو تھیاں نعمتاں — فہم عقل و دل جیو ہور یو زباں

سمجھتا ہو یک ڈلیں سکے راز کوں — اوونا اپچھے جو آواز کوں

دنیا بیچ او مہرباں کردگار — وھرے دوست دشمن کوں اپنچ شمار

نکر فعل خاطر توں اُن کا مدام — دیا رزق ہور نیک کرتو تمام

کرے پرورش اس وضا تیں گنبھیر — جگت کوں ہو آدھار او دستگیر

نہ جوڑا اسے کوئی امر ہے احد — نہ چتا اُسے فوج و لشکر مدد

نہ حاجت اسے تخت ہور تاج کا — نہ شاہی کا سامان ہور ساج کا
کہے کن تو سب اُس تھیں موجود ہو — ہو موجود یک پل میں نابود ہو
بشر صفت اسکی کیتی کر دکھائے — کہ دریا کوں مٹکے میں کیونکر سمائے
ہوئے کیوں سبا اس صفات یو بھرپور — کہاں پایا جاوے گا خورشید نور

سنو اب یو قصہ سب اظہار کر — کہتے یک شہنشاہ اتھا بخت ور
دھرے نام فیروز سلطان شاہ — اتھا مصر کے تخت کا بادشاہ
تھی بیٹی نہیں اسکوں فرزند سو — اچھے شاہ اُسے سات دلبند سو
اُسے ایک دختر سوا نپول اتھی — چندر سوں بہوت خوب نرمل اچھی
ملیکہ اچھے نام اُس نار کا — اتھا شور جگ بیچ اُس نار کا
دیسے نار کا مکھ اور خورشید نور — تھی اچپل نزاکت لطافت میں پور
کیتے دیس بعد از بحکم قضا — بقا کوں چلیا شاہ بے سب رضا
بڑاں جو وزیراں اتھے خاص و عام — کئے شاہ کوں دفن خوش یک مقام
سبھی مل وزیراں اپس کر بچار — ملیکہ کے سر بادشاہی قرار
بٹھا تخت اوپر پری کوں چنچل — سلاماں کئے ایک دھر تھیں بکل
ڈھنڈورا پھرائے شہر میں تمام — ہو خوش راج کرتی تھی یا دنیاں نام

ماخوذ از قصہ ملکۂ مصر مطبوعۂ بمبئی سنہ ۱۲۰۰ھ

www.urduchannel.in

عشرتی

از مثنوی دیپک پتنگ تصنیف ۱۱ھ

غواصی اگر دیکھتا آج کل
موتی کی نمن جل میں دب لاج سوں

ہریک شعر کا ہر کسے فام نیں
سو دکنی کنا کچ ہیرا کام نیں

اگر فارسی ہو تو امرت پلاؤں
سحر کر کو کوزے میں سمدر کوں بھاؤں

ہندی جوہراں کا ہے دل آرسی
دکھن میں دکھا دوں اگن فارسی

کروں سازیوں عاشقاں کا فراق
اپچے راگ دکنی ہور نغمہ عراق

یو تحفہ حسن عشق کا حال سوں
پہنچیوں دکن سے خراساں کوں

کہانی کے پڑتے سنے سب مچھار
دیپک ہور پتنگ کا کروں سوزوار

نسبت عشرتی حرف کوں طول میں
اپی نگ کی ہے باس اگر پھول میں

بچن پانچ رکھ لیکو جیوں راستاں
شروع کرانگے عشق کی داستاں

صبحدم چلی باد کر نو بہار
کھلے پھولبن ہر بن ہوے لالہ زار

چلیا صید کر سیر کرتا دراج
ہوا دیں کہ یک ہنت میانی دو کاج

سوہن کر منے کر سپورن سنگار
شگفتہ ہو بیٹھے چمن بن کے سار

کنگھی کھلادے پر جلوہ گر آرسی
دیکھی عکس زریں بہت پارسی

www.urduchannel.in

بحری

معاصر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر

از مثنوی من لگن تصنیف سنہ ۱۱۱۲ھ

اسے روپ ترا رتی رتی ہے — پربت پربت پتّی پتّی ہے
پربت میں ادک، نہ کم پتی میں — یکسار ہے راس ہور رتی میں
ساگر تو نہ سرمہ داں میں ما گا — صندوق میں سور کیوں سما گا
طوفاں تنک سمن کی بو میں — سمد در یک آنکھ کے انجو میں
دریا میں صدف ہو لاک بھریا — پن کیوں بھکر بیچ صدف کے دریا
یک پال میں نو فلک بسے کیوں — یک گھر منے دو جہاں پڑے کیوں
جز کل میں چھپے نہ عکس اُسکا — یو بول نہ صاف بل کھنس کا
سب تج میں اگر کہے تو سچ ہے — جوں جل کے جھار کچ ہر تچ ہے

ہر دل میں معرفت کی بانی — سیتا کی نہ رام کی کہانی
تھا پور جو یک بڑا پٹارا — سو بھاگ نگر میں کھوئے سارا
جسے نذر کیا اتھا سکندر — جن چرخ کوں اس دکن کے چندر
کپڑے بھی کیتک جو جوڑ میں جب — تروار دھری پتال کی بس
تھے اور بھی یادگار چیزاں — تس پردہ چرائے بے تمیزاں
وزین تو یو شعر نالے جاتے — نا پھاڑ تلاؤ کوں دکھاتے
اُس کھوئے پر آسکے کیتک یار — جی تھا گیا پھر آپ سنے ٹھار

www.urduchannel.in

اس پیڑ کوں نیں ہے پائداری | باڑے رہے کچ تو یادگاری
وے جس میں اچھے بیان بالا | سنسار کے ہاتھ یک رسالا

جب مج کوں دیا یو گیاں یوگن | تب ہار گندیا یو پھول چُن چُن
بیٹھا ہے جنے اپس کے تیں ہار | یو ہار ہے اُس گلے سزاوار
پامال کیا ہے جن یو دہن مال | اس گلے میں سہاوے یو مہن مال
ہجری تھے یہی کتیک برس تھے | بارا اوپر ایک سو سہس تھے
تب سیس اپس کیا ہے بالا | اس جگ میں یو قدرتی رسالا

ولی دکنی

از روضۃ الشہدا، تالیف ۱۱۱۹ھ

قلم سوں مجلس سیوم میں غم کے | بکھیروں گوہراں درد و الم کے
بنی بعد از بجا نوبت ولی کا | دو جگ میں سرورِ مرداں علی کا

شہنشاہِ ولایت، علم کا در | منور جس سوں ہر محراب و منبر
مُرصّع ہے آسمانِ ہل اَتیٰ کا | صنوبر بوستانِ لافتیٰ کا
درِ خیبر اوکھاڑا اور بند ھیا پُل | غزا میں صاحبِ صمصام دُلدل
جدھر دلدل ڈٹاتا ہے سو کتّل | ہٹا ہر پہلوانان کے کہندل دل
کرے جب حیدری میداں میں نعرا | ہوئے تب دل دلیراں کا دوپارا
نظر اس سور کا جید ہر پڑا ہے | کفر آگے سوں شبنم ہو اُڑیا ہے
جہاں میں جسکی مردی کا آوازہ | سنے پر ہوئے دل مرداں کا تازہ

جہاں کا کفر فانی کر کے سارا
کیا دین محمد آشکارا

صفت کیا کوئی کرے تیغ دوسر کا
دسے جم اس میں مظہر فتح و ظفر کا

محل سرّ نبی سرّ خدا کا
دل صافی ہے بیشک مرتضیٰ کا

دیکھے جو جسکے بخشش کا تلاطم
رہے نت خشک لب دریائے قلزم

خطاب اسکوں امیر المومنیں ہے
خدا سوں والی دنیا و دیں ہے

اچھے در دور خاتم بعد خاتم
خدا کے حکم سوں شاہ دو عالم

امام اول از اثنا عشر ہے
فضیلت میں سبھوں سے بیشتر ہے

کہوں کیا فضل میں اسکا کرامت
نکح میں جسکے ہے خاتون جنت

فضایل ان کے تقریر و زباں میں
سماتے نیں ہیں تحریر و بیاں میں

جو کرنا دل یو اب فکر تولد
کروں میں شاہ کا ذکر تولد

کرامت فاطمہ بنت اسد کا
کہوں یا شاہ مرداں سے ولد کا

حمل سوں فاطمہ مولا کے اک روز
طواف کعبہ سے تھے راحت اندوز

جو نکلے آ یکایک اسطرف سوں
محمد مصطفیٰ عز و شرف سوں

دیکھے تو فاطمہ کا رنگ ہے زرد
کئے معلوم کرتا ہے شکم درد

کہے اسے رکھ اپنا جمع خاطر
ابھی سرّ خدا ہوتا ہے ظاہر

طواف کعبہ جلدی سوں توں کر جا
درد سے لئے ہوئے توں کعبہ بھیتر جا

ہوا نزدیک واں جننے کا آثار
ہوئی فی الحال شق کعبہ کی دیوار

گئے ہیں فاطمہ کعبہ منے تو
سو اس پاکیزہ جاگے پر جنے تو

اتھا جو گنج مخفی میں ستارا
ہوا گھر میں خدا کے آشکارا

خدا کا تھا ازل سوں مست و شیدا
ہوا تب وہ خدا کے گھر میں پیدا

www.urduchannel.in

ہُنر

از مثنوی نیہ درپن تصنیف ۱۱۴۲ھ

الٰہی یا الٰہی یا الٰہی
تجھے ساجے جگت کی بادشاہی
تکبر ہور منم ہے تج سزاوار
کہ نہیں کوئی دوسرا تج سار کرتار
دکھانے جب منگے قدرت کا تول تل
کرے بھیں کھن پوکھن کو بھیں کرے تل
رنگ آمیزی کیا صفحہ چمن کا
کہ جیسا کام ہے نازک بدن کا
لکھیاں موج کی ننگ راج جل پر
کہ جیوں درپن اوپر نکلے ہیں جوہر
جھلکن تج ذات سب شئے میں ہو بھر نور
ہر یک ذرّے میں ہے تجھ سور کا نور

ہر یک مصرع کہ ہے جیوں پھول ریحاں
میرے آہاں کا ہے وہ عشق پیچاں
بہت محنت سے کر لہو پانی
کیا اس باغ کی ہیں باغبانی
بہر حال ہو وہیں جو اہل معانی
وہی سمجھیں سگے یو نکتہ فشانی
بنایا پھولبن ابن نشاطی
متھی باس اُسکی سب کے نیں خوش آتی
جواب اس کا جو یو ہے نیہ درپن
ہے سچ وہ عشق کے لکھیاں کا انجن
اسے اُستے اگر نایاں ہے بہتر
برابر تو نہیں جانے نہ کمتر
ہوا تیار جس دیساں میں پھولبن
مصنف تس لکھیا ہجرت کے یوں سن
سن ہجری سے آیا جب یو رکھ بار
اگیارہ سو کوں کم تھے تیں پر چار
سٹیا مچ نیہ درپن نے بو جھل کار
اگیارہ سو پو تھے چالیس پر چار
محبت کی جو ہے عارس سلگن
اُسے ہے رونما یو نیہ درپن

www.urduchannel.in

ہوا جب کامل اس کا نظم ہر حال
زمانے نے کیا منج بہوت خوش حال

کہیا تاریخ یو رخ منج رخن کا
یو نو تحفہ مبارک ہے ہنر کا

وجدی

از مثنوی پنچھی باچہ ترجمہ منطق الطیر تالیف سنہ ۱۱۴۶ھ

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر
حمد سوں حق کے بلند آواز کر

شوق سوں ایسا او چہا یک چہچہا
جے رہے ترلوک کا عالم الجھا

گلشن وحدت ہے تیرا آشیاں
احدیت کا راز سب تجھ پر عیاں

وحدیت کا ہے تجھے اسرار بار
تو چ ہے وحدانیت کا رازدار

تو چ جام عشق کا ہے مئے پرست
توں لیا ہے لذت جام الست

کیا کہوں اے صاحب شیریں سلوک
جائے تیری بات سنتے پیاس بھوک

تازہ کر اب ٹک زباں توحید سوں
دور تر ہر شرک ہر تقلید سوں

پاک دل سوں یاد کر اس پاک کوں
جن دیا جیو اس مٹھی بھر خاک کوں

نیستی سوں ہست کیتا یو جہاں
سات طبقاں دھرتری نوں آسماں

خالق جاں صانع ہر جز و کل
جس کی پیدائش سوں ہے یو خار و گل

خار بولیں گے تو بے علت نہیں
گل کو دیکھیں گے تو بے حکمت نہیں

دوزخ و جنت نہیں بے مصلحت
خوب ہے معلوم اسکو اسکی گت

کھول انکھیاں دیکھ یو سب کائنات
کیا سوچیاں کیا جمادی کیا نبات

کیا زمیں کیا آسماں کیا چاند سور
کیا رین کیا دیس کیا ظلمات و نور

فکر کر دستے تجھے تو کچھ بے کار نیں
نیں ہے او کچھ شے جو تجھ درکار نیں

www.urduchannel.in

ناہلے کوئی بات اسکے حکم باج — لیکن اسکو کستے نیں کچھ احتیاج
نازن و فرزند اسکوں بامثال — ملک اسکا بے شریک و بے زوال
ہے منزہ سب سوں او پروردگار — نا دسے قدرت کا اسکے انت پار
شکر و جدی کہ بر وجہ کتاب — ختم ہوئی توفیق حق سوں یو کتاب
اصل میں تھا یو کلام فارسی — اہل معنی کوں مثال آرسی
خوش تریں تصنیف شیخ نامدار — پیشوائے عارفان روزگار
شیخ صاحب دل فریدنا مور — خاص جن کا ہے لقب عطار کر
اونکلے ہیں گے جوں عطر سخن — عطر پروردہ کئے ہیں یو گگن
ہر سخن یو نکتۂ اسرار ہے — مغز جاں کوں طبلۂ عطار ہے
عارفاں کے پاس وہ اشاد ہے — طالباں کے حق منے ارشاد ہے
فکر سوں جو کوئی کیا اس ہیں نظر — مقصد دیں سوں ہوا دیں بھرور
بخت اگر یاری کرے تو کیا عجب — نا رہے مردار دنیا کی طلب
تھا ولے جو فارسی میں وہ کلام — کوئی سمجھ سکتے نہ تھے اس خاص و عام
گرچہ میں بھی کچھ نہیں معنی شناس — کان مجھے اسکے سمجھنے کا قیاس
لیکن اسکے دیکھ کر دل سوں یو بول — یک بیک جوں دل منے آیا کلول
بحے موافق فہم اپنے یو ضعیف — اس کتاب خاص کا نظم شریف
قصد کر دکھنی زباں میں لیائے آؤں — تا رہے دنیا منے میرا بھی ناؤں
پس مدد منگ شیخ کی ارواح سوں — التجا کر عجز اور الحاح سوں
پس قلم جاری کیا اوراق پر — جب ہوا پورا یو نظم مختصر
نام میں اسکا پنچھی باچہ رکھا — یادگاری خلق عالم کو دیا
جب کیا تاریخ کا دل میں حساب — تب ہوا میزان میں "کیا خاصا کتاب"

۱۱۴۶ھ

www.urduchannel.in

ولی اورنگ آبادی

غزلیات

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام
ذکر اُس زلف کی درازی کا

ہوش کے ہاتھ میں عناں نہ رہی
جب سوں دیکھا سوار تازی کا

تیں دکھا کر اپس کے مکھ کی کتاب
علم کھویا ہے دل سوں قاضی کا

آج تیری نگہ نے مسجد میں
ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا

گر نہیں راز قدرت سوں آگاہ
فخر بیجا ہے فخر رازی کا

اے ولی سرو قد کوں دیکھوں گا
وقت آیا ہے سرفرازی کا

توں ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز
تجکوں ہے خوباں میں سلطانی ہنوز

ہر جھلک دیتی ہے تجھ رخسار کی
آرسی کوں درس حیرانی ہنوز

شرم سوں تجھ مکھ کے اے دریائے حسن
چہرۂ گوہر پہ ہے پانی ہنوز

خواب میں دیکھا تھا تیری زلف کوں
دل میں ہے باقی پریشانی ہنوز

حلقہ زن ہے تجھ دہن کی یاد میں
خاتم دست سلیمانی ہنوز

تجھ کمر کوں دیکھ حیراں ہو رہا
مو قلم کے ہاتھ میں مانی ہنوز

روز اول سوں چمن میں حسن کے
نیں ہوا پیدا ترا ثانی ہنوز

اے ولی اُس گلبدن کے عشق میں
مثل بلبل ہے غزل خوانی ہنوز

ہے نازنیں صنم کا زلفاں دراز کرناں
فتنے کا عاشقاں پر دروازہ باز کرناں

دل لے گیا ہے میرا پھر مانگتا ہے جی کوں — برجا ہے نازنیں کوں عاشق پہ ناز کرناں
اے قبلہ رو دلیسے ہیں محراب تجھ بھواں کے — واجب ہوا انکھیاں سوں اب جانماز کرناں
کیوں کر چھپا سکوں میں تجھ درد کی حقیقت — سہے کام آہ دل کا افشائے راز کرناں
سہے منحصر اسی میں عاشق کی سرخ روئی — خدمت میں گلرخاں کے جی کوں نیاز کرناں
ہیں عشق سوں کیا ہوں تجھ دل کوں نرم آخر — ہر ایک کا کام نیں ہے دل کوں گداز کرناں
سہے پہونچنے کا ساماں کعبے کوں مدعا کے — دریائے عاشقی میں دل کوں جہاز کرناں
شاید غزل ولی کی لیجا اُسے سنائے — اس واسطے بجا ہے مطرب سوں سانہ کرناں

کیا تجھ عشق نے ظالم خراب آہستہ آہستہ — کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلرو سوں — خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
مرے دل کوں کیا بیخود تری انکھیاں نے آخر ظالم — کہ جیوں بیہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ
ادا و ناز سوں آتا ہے وہ روشن جبیں گھر سوں — کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
ولی مجھ دل میں آتا ہے خیال یار بے پروا — کہ جیوں انکھیاں منے آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

نشہ بخش عاشقاں وہ ساقی گلفام ہے — جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے
کھولنا زلفاں کا کچھ درکار نیں اے خوش ادا — یک نگاہ ناز تیری دو جہاں کا دام ہے
آفتاب آتا ہے محرم ہو کے تجھ کوچے طرف — صبح صادق اُس کے بر میں جامۂ احرام ہے

دل کوں تجھ باج بے قراری ہے — چشم کا کام اشک باری ہے
شب فرقت میں مونس و ہمدم — بے قراری و آہ و زاری ہے
اے عزیزاں مجھے نہیں برداشت — سنگ دل کا فراق بھاری ہے

www.urduchannel.in

فیض سوں تجھ فراق کے ساجن چشم گریاں کا کام جاری ہے
فوقیت لے گیا ہوں بلبل سوں گرچہ منصب میں وہ ہزاری ہے
عشق بازی کے حق منے قابل ہر نگہ خنجر و کٹاری ہے
آتش ہجر لالہ رو سوں ولی داغ سینہ میں یادگاری ہے

نکو کر آشنائی غیر سوں اے سیم تن ہرگز نہو اے شمع رو ہر انجمن میں شعلہ زن ہرگز
نہ مل مایل ہو ہر طوطی سوں اے شکر شکن ہرگز نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گلبدن ہرگز
ہر ایک گلشن میں جیوں نرگس نہ کھول اپنے نین ہرگز
فصیحاں خلق کے سارے تجھے شیریں بچن کہتے پیشانی روز روشن اور زلف کالی رسن کہتے
مبصر ہر جواہر کے تجھے درعدن کہتے جہاں کے گلرخاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
تو ہر ملکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چرن ہرگز
سدا مشتاق ہے طوبیٰ ترے قد صنوبر کا تجلی میں ترا یہ مکھڑا ہے خورشید محشر کا
دہن تیرا سو خنیر انجام ہے یہ جام کوثر کا تو بیشک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز
تو ہے محبوب عالم کا ولی عالم سوں ہو یکسو تو محبوباں میں عنقا ہے نکو دکھلا کسی کو رو
جو آتشداں کیا دل کوں بجا واں زلف عنبر بو بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
نہ مہتاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز

www.urduchannel.in

سراج

کہاں ہے گلبدن موہن پیارا — کہ جیوں بلبل ہے نالاں دل ہمارا
بساطِ عشق بازی میں میرا دل — متاعِ صبر و نقد و ہوش ہارا
تغافل ترک کر اے شوخ بیباک — تلطف کر نوازش کر مدارا
سراج اُس شمع رو نے اند نو نمیں — لیا ہے سب پتنگوں کا اجارا

گدائے کوچۂ میخانہ میرے پرستاں ہے — بہارِ گل میں ہر بلبل بشیرے پرستاں ہے
شب تاریک میں حاصل ہوا انکو سیر مہتابی — کہ دورِ جامِ مُل بدرِ منیرے پرستاں ہے

لب سیں دامِ زلف عالمگیر ہے — نقشِ پا ہر صید کوں زنجیر ہے
زلفِ مشکیں کوں مطول مت کہو — مصحفِ رخسار کی تفسیر ہے
کھینچکر تیغ جفا مت قتل کر — عاشقِ دل خستہ بے تقصیر ہے
جسلگیا آخر دل بے کل سراج — تب تو تھا سیماب اب اکسیر ہے

آرزوے دل سیں جو بسمل ہیں اُس جلاد کے — صبحِ محشر لگ نہیں ہیں لب کشا فریاد کے
تیشۂ شیریں میں غم کھا کر سلامت ہیں مدام — جاں خراشاں معتقد ہیں مشربِ فرہاد کے
دیدۂ اہلِ نظر گلرو کی صورت دیکھکر — بلبلِ تصویر سیں ہیں آئینے ایجاد کے
دیکھ کر اُس گلبدن کے قامتِ موزوں کی چھب — صحنِ گلشن میں اُڑے ہیں فاختے شمشاد کے

جاتا ہے مرا جاں نپٹ پیاس لگی ہے — منگتا ہوں ذرا شربت دیدار کسی کا

www.urduchannel.in

سب پر ہی کرم مجھ پہ ستم کیا ہی دورنگی   دلدار کسی کا ہے، دل آزار کسی کا
زنجیر بھلی، قید بھلی، موت بھی جیوں تیوں   بن حق نہ کرے کس کو گرفتار کسی کا
میں ہوں تو دوانہ، پہ کسی زلف کا نیں ہوں   واللہ کہ رکھتا نہیں یک تار کسی کا

معراج العاشقین

تصنیف خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز المتوفی ۸۲۵ھ

محمد ہور اللہ کے درمیان پردہ بانذ ہے۔ اُسے نقاب کبریا بولتے ہیں۔ عرفان کرسی پر محمد کوں سُلائے۔ اللہ محمد باتاں کرنے عشق کوں بُلائے۔ عشق مشاطہ ہوکر عاشقاں کے باتاں معشوق کوں معشوق کے باتاں عاشق کوں سُنائے۔ اللہ سے آواز آیا۔ اے محمد یک لک چوبیس ہزار پیغمبراں میرے طلب نیں کیا۔ میں ان کوں طلب نیں کیا۔ تیرا فراق مجھے بہوت ہوا ہیں تجھے اس راہ ہوکر لیا۔ اپنے معراج کیاں نشانیاں میں سب تجھے دیتا ہوں اتیاں میریاں باتاں سُن کہ تیری امت کوں میرے بندیاں کوں خبر دیتا ہوں۔

یو سب باتاں نبی علیہ السّلام کوں بول کر خاصے کے طبق میں چار کاسے رگ کو دئے دودھ، پانی، شہد، شراب، خاصے کا سرپوش اوٹا کر محمد رسول اللہ کے نزیک بھیجے، اور کہے اے محمد پیو ہور تمارے امت کوں بھی پیلاؤ۔ حضرت دودھ پیئے۔ ہور عرض کئے، اے میرے خدا میں دودھ کوں قبول کیا۔ کاسے تین کسے دئیوں۔ جبرئیل علیہ السّلام خوشحالی کی خبر لیا۔ اے دودھ محبت کا کاسا۔ پانی قطرے کا کاسا۔ شہد شہوت کا کاسا۔ شراب عشق کا کاسا ہے۔

www.urduchannel.in

سب رس

مصنفہ ملا وجہی تصنیف ۱۰۴۴ھ

ایک شہر تھا۔ اُس شہر کا ناؤں سیستان۔ اُس سیستان کے بادشاہ کا ناؤں عقل دین و دنیا کا تمام کام اُستے چلتا۔ اُس کے حکم باج ذرا کیں نیں ہلتا۔ اُسکے فرمودے پر جو چلے۔ ہر دو جہان میں ہوئے بھلے۔ دنیا میں خوب کھوائے۔ چار لوگاں میں عزت پائے۔ جان رہے گھڑ سے۔ واں قبول پڑے۔ نہ آفت دیکھو نہ زلزلہ۔ آپے بھلے تو عالم بھلا۔ کسی کوں بُرا بولنا یو وسواس ہے۔ بھلائی برائی سب اپنے پاس ہے۔ آپی چل نیں جانتے دوسریاں پر بُرا مانتے۔ اول اپنی خبر میں اپی رہنا۔ پیچھے دوسرے کوں بُرا کہنا۔ جنے اپسکوں پچھانیا ان نے سب جانیا۔ جدھر ڈھلنا ہے۔ اُدھر عقل کے اوجالے میں چلنا ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا۔ دیوانہ ہویا۔ اپنا سر آپی پھوڑیا۔ عقل میں جو کا کلوت ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا۔ مدعا دُور پڑتا۔ دملتے اگر منگتا ہے جو دل کوں تازہ رکھے مدعا پاوے۔ تو بھلا ہے۔ جو عقل میں کا کلوت نا ملاوے سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک۔ یو پند ہے۔ اگر تجھ میں کچھ سمجھ تو یو پند سبک۔ جو کوئی یو جلینت چلتا ہے۔ دو کامل ہوتا ہے۔ روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے۔ عقل میں کا کلوت جیوں ریشم میں سوت۔ جیوں دود میں چھاچ۔ جیوں باچ میں کاچ جو شیرے میں میرا۔ جوں اُجلے زیرے میں کالا زیرا۔ جنے دل کوں جلایا۔ اُن نے کچھ پایا۔ جتے قدم انگے دہریا۔ اُن نے کچھ کریا۔ مردی و نامردی یک قدم ہے۔ مرد کوں یہاں فکر ہے۔ نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجانتا بچارا بھلا۔ جانتے پر بڑی بلا۔ کا کلوت نے جو دل مرگیا تو پیچھے بچارا کیا کام کرے گا۔ دل اُسکا جلتا ہے۔ جس میں عشق ہور محبت ہور ہمت ہے۔ جیوں اپی اپیچ کا ہے اسپر رحمت ہے۔ جو حافظ بولیا ہے۔ دل کی کھڑکی دروازے

www.urduchannel.in

کھولیا ہے (بیت)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خاص اچھو یا عام۔ آخر عقل کی حکم سوں لگیا ہے کام۔ اسکے حکم باج کوئی کس کام میں جاوے اپنا کیا اپی پاوے (بیت)

عقل ہے باز وسلے باز ہی بلند پرواز　　شکار گاہ ہے اس کا حقیقت اور مجاز

عقل کی دوڑ بہت دور ہے۔ عقل ہی آدمی کھواتی۔ عقل ہی تو عقل تے خدا کوں پاتی عقل اچھے تو تمیز کری بھلا ہور برا جاتی عقل اچھے تو اپسکوں ہور دوسری کون پچھانتی عقل تے میر عقل تے پیر۔ عقل تے بادشاہ عقل تے وزیر۔ عقل نے دنیا۔ عقل تے دولت عقل تے چلتی سلطاناں کی سلطنت عقل تے رہتا یو عالم کھڑا۔ جس میں بہوت عقل وو بہوت بڑا۔ عقل سوں چلتی خدائی جتنی عقل اتنی بڑائی۔ عقل نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا۔ کچھ اچ نہ ہوتا

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا ہے　　جنے جو علم سیکا سو عقل تے آیا ہے

شمایل الانقیا

مصنفہ میران یعقوب۔ تصنیف ۱۰۸۰ھ

حدیث۔ قلب العارف حرم اللہ وحرم ان یلج فیہ غیر اللہ۔ یعنے عارف کا دل سو خدا کا گھر ہے۔ ہور حرم ہے جو دخل کرے اس گھر میں خدا باج دوسرا۔ امنیت کے منا ہور معرفت کے عرفات میں اس تسبیح کرنہاریاں۔ تسبیح یہ ہے بیت

دل کے کعبے ہور حرم کا تل تل ہی ہمکوں طواف　　حاجیاں کرتا رہ اس کعبے حرم کا توں طواف

حاجیاں جو کعبے کا قصد کرتے ہیں ہور باٹ گھاٹ کا مشقت ہور محنت جو سوستے ہیں

www.urduchannel.in

سو اس نیت سوں جو گناہ دور ہوئے ہور خدا کی بخشش پاویں۔ عاشقاں کوں دوست کے باٹ میں کھونا ہور جیو دینا خوشی ہور شادی ہے نظم

عاشقاں کا قصد بہتر حاجیاں کے قصد تے   یو لیجاوے کعبے کوں ہور وہ لیجائے دوست کنے

عاشقاں ہور عارفاں کو کعبے ہور بت خانے میں۔ مسجد ہور میخانے میں اصل مقصود ہور عین مطلب سو خدا چ ہے یعنی اپتو ہر جاگا۔ خدا چ کون پاتے ہیں۔ کوئی چیز اینو کا حجاب نیں۔ نظم

خواہ کعبے کوں میں جاؤں خواہ جاؤں مکیسے   ہیل منج دل کا اسی کیرے کدہن سارا اچھے

(در رسالہ سر اللہ) ایک عام کا کعبہ ہے ایک خاص کا۔ عام کا کعبہ سو ظاہر ہے۔ ہور اسکا دروازہ کھلا ہے۔ خلق زیارت کرنے کا جاگا ہے۔ ہور خاص کا سو باطن ہے اسکا دروازہ بند رہتا ہے تا غیر تے سلامت رہے۔ یعنے بیگانا کوئی نا آسکے۔ اور خدا کے نور کا زیارت گاہ ہے۔

(رسالہ شمسیہ) کعبے کے باٹ میں جنگل ہور گھاٹ اسو اسطے رکھے ہیں جو جانے ہارے جاتے آتے ہیں محنت پاویں ہور جلیں۔ بعد ازاں درست ہور کامل ہوویں۔ اگر اینو پہلے منج درست ہور کامل ہویں تو کعبہ اینو کی زیارت کوں آکر درست ہوئے ہور اینو کے گھر کا طواف کرے۔ بی بی رابعہ کے انگے کعبہ آیا سو۔ ہور خواجہ مودود چشتی کے گھر کا طواف کیا سو قصہ مشہور ہے۔

اسرار التوحید

مصنفہ شاہ میرا جی تصنیف قریب

تمام ثنا ہور صفت ہور سرانا ازل سوں ابد لگ ثابت ہور سزاوار ہے۔ خدائے تعالیٰ کی ذات کوں کہ وو بے چون و بے چگونہ ہور بے شبیہ و بے نمونہ ہے۔ کوئی چیز اس سرنگا

www.urduchannel.in

نیں ۔ ہور دو کسی چیز سر کا نیں یعنی مخلوقات کی صفات ہور لوازمات سوں پاک ہور منزہ ہور برتر ہے ۔

اے عزیز موجود دو وضع کا ہے ۔ ایک واجب الوجود ۔ دوسرا ممکن الوجود ۔ واجب الوجود اُسے بولتے ہیں کہ او خود بخود آپ سوں آپ قایم ہور موجود ہے ۔ ہور ہمیشہ تھا ہور ہمیشہ اچھے گا ۔ او وجود حق تعالیٰ کا ہے یعنی خدا کی ذات ہور صفات کوں واجب الوجود بولتے ہیں ۔ ہور او قدیم ہور غیر مخلوق ہے ہور باقی ہور دائم ہے ۔

ممکن الوجود او ہے کہ اُسکا اچھنا ۔ ہور نا اچھنا برابر ہے ۔ یعنی کبھی موجود اچھتا ہے ہور کبھی نیں ۔ او وجود عالم کا ہے ہور حادث ہور مخلوق ہے ۔ یعنے اپس سوں آپ نیں بلکہ پیدا کیا ہے ہور نوا ہے ۔ ہور فانی ہے ۔

معرفۃ السلوک

مصنفہ شاہ محمد ولی اللہ قادری تصنیف ۱۱۰۹ھ

خدائے تعالیٰ کی صفت اور سراہنے کے بعد، اور حضرت رسالت پناہی کے درود سلام کے بعد کہتا ہے کمترین مرید، اور ادنیٰ ترین شاگرد، جاروب کش درگاہ عالی، اور بارگاہ لاابالی، عاجز فقیر حقیر محمد ولی اللہ قادری کہ حکم کیے مجکو حضرت شہباز ولایت معدن ہدایت، آفتاب عالم تاب، بزرگ اولیا کے بڑے اتقیا کے، صدر نشین محمد مصطفیٰ کی شریعت کے دریا حقیقت اور معرفت کے، وارث محمد رسول اللہ کے حضرت شاہ محمد حبیب اللہ قادری باقی رکھے اللہ تعالیٰ اُن کو ہمارے سر اور آنکھوں پر جب تک کے چمکتا اور جھلکتا رہے کہ کتاب معرفۃ السلوک جو تصنیف حضرت مغفرت پناہی اور شیخ الشیوخ بندہ کے معروف شیخ محمود بلطف معبود قدس اللہ سرہ کی ہے، فارسی زبان سے اسکو ہندی

www.urduchannel.in

زبان میں بیان کر، اور آیت اور حدیث کے معنی ایک ایک عیاں کر، تا کہ اسے طالبین حق سے کے ہیں جو نہ عربی جانتے ہیں اور نہ فارسی پہچانتے ہیں ولیکن اپنے مطلوب کی طلب میں سچے ہیں، اور ظاہرا عالم کی نظر میں سچے ہیں اور اپنے معشوق کے عشق میں آفتاب کے مانند جلتے ہیں اور اپنے محبوب کی بے نیازی دیکھ کر مہتاب کی مثل گلتے ہیں۔ اور حق کی باتوں کے پیاسے ہو کر حیران اور پریشان اور سرگردان پھرتے ہیں لیکن خضر کہاں ہے جو اس معانی کے پانی کو ان سمجھے لفظوں کی ظلمات سے نکال کر سمجھتی زبان کے کوزے میں بھر کر ان پیاسوں کے حلق کو تر کرے۔ اور ابدی زندگی بخشے۔ تا وہ اس عاجز کو یاد کریں۔ تجکو لازم ہے جو اس معانی کی عروس کو فارسی اور عربی لفظوں کے خلوت خانے سے باہر نکال کر ہندی زبان کے تخت پر بٹھلا۔ تا کہ ہر عاشق اپنے معشوق کے جمال کی شراب اپنی آنکھوں کے پیالوں میں مالامال بھر کر اپنے دل کے حلق کو پہونچاوے۔ تو اس حکم کو غنیمت جان کر جی سے قبول کیا ہیں اور توفیق اللہ تعالےٰ سے منگ کر معانی کے محبوبوں کے چہرے سے حجاب اور نقاب ان۔ سمجھے لفظوں کا دور کیا میں اور آیت اور حدیث کے خوباں کے جمال کو ترجمے کے زر سے آراستہ کیا میں تا دلبر اور دلدار ہر عاشق صادق کا ہوئے نور علی نور نظر میں آوے۔

شرح مرغوب القلوب

ہمارے مخدوم مولانا عبدالحق صاحب نے اسے حضرت میراں جی شمس العشاق کی تصنیف بتایا ہے جن کا سنہ ۹۰۲ھ میں انتقال ہوا ہے۔ اسکا ایک نسخہ ہم نے ڈاکٹر محمد قاسم ماہر سیاسیات کے کتب خانہ میں دیکھا ہے اسکے زبان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت میراں جی خدا نما کی تصنیف ہو، یہ بزرگ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے معاصر تھے سنہ ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوئے ہیں انھوں نے تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی کی شرح بھی لکھی ہے۔

www.urduchannel.in

الحمد للہ رب العالمین ۔ سرانا ، نوازنا ، خداکوں بہوت کراو پالنہارا ہے عالم کا والعاقبۃ للمتقین ہور خوبیاں دیوے گا ۔ پرہیزگاراں کوں والصلوٰۃ علے رسولہ محمد والہ اجمعین ۔ ہور درود اپنے رسول پر بھیجنا ، ہور انکے فرزندان پر ، ہور سب امت کے خاصان پر ،

سو اے عزیز یہ معنی ہے کہ الیس کون دیکھ کر بندگی کرنا ۔ خدا کا صفت بہوت کرنا ، بہوت سرانا ، بہوت نوازنا ، جنے پیدا کیا سب عالم کوں ہمنا کوں عقل ہور دین دیا ۔ ہور محمد پر درود بھیجنا ہور انوں کے فرزنداں کوں ، ہور سب امت کے خاصاں کوں ۔

UNIVERSITY LIBRARY
29 OCT. 1945
ALLAHABAD

www.urduchannel.in

The University Library,
ALLAHABAD

Accession No. 90163 Urdu
Call No. 55

(Form No. 28 L 10000—'45.)

www.urduchannel.in

URDU-I-QADIM

A HISTORY

OF

EARLY URDU LITERATURE

FROM

The birth of Urdu Language down to the death of Emperor Aurangzeb, showing the development of Urdu Literature as illustrated by the Gujrat, Golkundah and Bijapur Schools

WITH

SHORT BIOGRAPHIES OF URDU POETS AND AUTHORS

BY

HAKIM SAYYID SHAMS-ULLAH QADRI

ARCHAEOLOGIST

LUCKNOW:

Printed by K. D. Seth at the Newel Kishore Press.

1930.